39

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیام اللیل

علامہ محمد بن نصر مروزی

ترجمہ

عبدالرشید حنیف

ناشر

ادارہ اسلامیہ چیچہ وطنی

Marfat.com

۲۹۷٫۵۳
م ۴۱۸ ق
۱۸۱۵۵

نام:- قیام اللیل

تالیف:- محمد بن نصر مروزی رح

اصل:- عربی

ترجمہ:- اُردو از عبدالرشید الحنیف

ناشر:- ادارہ اسلامیہ چیچہ وطنی

مطبع:- ثنائی برقی پریس - لاہور

کتابت:- ادارہ فروغ کتابت - ۱۶ - ایبک روڈ - لاہور

صفحات:- ۲۶۵

تعداد:- ایک ہزار

تاریخ:- ۴ نومبر ۱۹۶۹ء - جمعرات - ۲۳ رمضان ۱۳۸۹ھ

ہدیہ:- قسم اول ۷ روپے - قسم دوم ۵ روپے ۵۰ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نقش اوّل

اسلامی کتب کے مطالعہ کے لئے یہ دستور ہمیشہ کے لئے آئینہ کی طرح رہنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے اصل حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے ورنہ مصنف کی تصنیف سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور ایک اصول کو اپنانا بھی ضروری ہے۔

قرآن مجید ــــــ اسلامی دستور کی وضاحت کے بعد کامل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے۔

سُنّت ــــــ قرآنی احکام اور مسائل کی ترجمان ہے۔

آئمہ دین اور اولیاء کرام اور محدثین کے ذاتی اقوال کی پوزیشن اس طرح رکھنی چاہئے کہ اصول حدیث اور اصول دین، اور ترجمان سنت کے فرمان کو ہمیشہ مقدم رکھنا کامرانی اور کامیابی کی ضمانت ہے۔

ان چند سطور کے بعد ــــــ اس کتاب میں قیام اللیل، قیام رمضان۔ وتر کا تذکرہ واضح انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

ان تینوں مسائل میں ــــــ قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کا تذکرہ کے بعد ــــــ اقوال کا ذکر کیا ہے۔

اس لئے ــــــ ۸ رکعت اور ۳ وتر رمضان اور غیر رمضان میں آپ کا معمول تھا۔ وتر ایک تا ۱۳ رکعت واضح ثبوت ملتا ہے۔

ایک وتر جواز ــــــ اور ۳ کا معمول ثابت ہے۔

فجر ــــــ کی سُنّت کی ادائیگی جماعت کے ہوتے ہوئے ادا نہیں کی جا سکتی اور کوشش یہ ہونی چاہئے۔ سنّت اہتمام کے ساتھ پہلے ادا کریں ــــــ اور جماعت کی تکبیر تحریمہ میں شامل ہوں۔ جماعت کی حالت میں ــــــ کوئی نماز شرعاً نہیں ہوتی۔ کیونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ فرض نماز کی جماعت کے وقت کوئی نماز نہیں ہے۔

Marfat.com

اگر ایسی صورت ہو جائے ـــــ فجر کی جماعت ہو رہی ہے تو پہلے جماعت میں شامل ہو جائے پھر ساتھ ہی جواز کی صورت میں دو رکعت سنت ادا کرے۔

رات کے نوافل اگر ادا نہ ہو سکیں تو بعد نماز ۱۲ رکعت نفل پڑھ لے۔ کیونکہ دن میں وتر نہیں ہوتے۔

وتر کے مسئلہ میں دو تشہد سے ۳ وتر ادا کرنا سنت نبوی سے ثابت نہیں ہے۔ ان تمام مسائل اور اس کے علاوہ مسائل میں سنت کو مشعل راہ بنانا ہی فلاح کی کلید ہے۔

عبدالرشید عتیق

Marfat.com

تذکرہ

محمد بن نصر مروزی رح

پیدائش سنہ ۲۰۲ ھ

علامہ ذھبی رح فرماتے ہیں کہ "ابو عبداللہ محمد بن نصر مروزی رح ۲۰۲ ھ میں پیدا ہوئے۔ فقیہہ کے نام سے مشہور تھے۔ آپ امام اور شیخ الاسلام کے نام سے بھی موسوم تھے۔ آپ سے یحیٰی بن یحیٰی، اسحاق بن راہویہ، یزید بن صالح، صدقہ بن فضل، شیبان بن فروخ، سعید بن عمرو اشعثی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، ہشام بن عمار نے روایات بیان کیں اس کے علاوہ اور بھی لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ آپ اس فن میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔" (تذکرہ الحفاظ ذھبی رح)

خطیب بغدادی رح بیان کرتے ہیں کہ "موصوف نے عبدان بن عثمان مروزی سے احادیث بیان کی ہیں۔ موصوف اختلاف صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے معاملہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔" بغدادی فرماتے ہیں "آپ سے ابو العباس سراج، اور حامد بن شرقی، ابو عبداللہ بن حزم، ابو نصر محمد بن محمد، محمد ابن اسحاق سمرقندی نے روایات بیان کیں۔"

حاکم رح فرماتے ہیں۔ "موصوف حدیث کے امام تھے۔ احادیث کے معاملہ میں ماہر تھے۔"

ابو بکر صیرفی فرماتے ہیں "موصوف اگر کتاب قسامہ نہ لکھتے تو آپ تمام لوگوں سے زیادہ فقیہہ ہوتے۔"

Marfat.com

بیہقی رح ـــــ فرماتے ہیں " موصوف ہی کا خراسان میں یحییٰ ابن یحییٰ کے بعد مقام تھا "
ابن عبداللہ الحکم ـــــ کہتے ہیں " محمد بن نصر مصر میں امام تھے، خراسان میں تو بطریق اولیٰ تھے "

عبداللہ بن حزم رح ـــــ فرماتے ہیں " موصوف ۲۷۵ھ میں دوبارہ نیشاپور میں قیام پذیر ہوئے اور وہاں پر مغاربت کا ایک ساتھی کے ساتھ سلسلہ شروع کیا ۔ اور آپ عبادت اور علم میں مشغول رہتے ۔ پھر آپ ۲۷۵ھ میں سمرقند تشریف لے گئے "

ابن قتیبہ رح ـــــ فرماتے ہیں " جب میں نے یحییٰ ابن یحییٰ کی طرف رجوع کیا تو آپ فرماتے محمد بن نصر سے رابطہ پیدا کرو "

ابوبکر ضبعی ـــــ فرماتے ہیں " وہ ایک کامل امام تھے ۔ اس سے بہتر نماز پڑھنے والا میری نگاہوں نے نہیں دیکھا ۔ ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے ان ذنبور آ

قعد علی جبهته فسال الدم لم يتحرك

بھڑ آپ کی پیشانی پر بیٹھ گیا ـــــ حتیٰ کہ خون بہنا شروع ہو گیا ۔ لیکن آپ نے حرکت تک نہ کی ۔

ابن شزم رح ـــــ کہتے ہیں " شہد کی مکھی ، نماز کی حالت میں آپ کے کان میں چلی جاتی ، حتیٰ کہ خون بہنا شروع ہو جاتا ۔ لیکن آپ بدستور نماز پڑھتے ہوتے ۔ ہم آپ کی نماز میں خشوع ، اور خضوع سے حیران ہوتے اور ایسی حالت میں کھڑے ہوتے ۔ آپ کی (ذوقن) ٹھوڑی سینہ پر لگتی ۔ اور ایسے کھڑے ہوتے جیسے لکڑی گاڑی ہوئی ہوتی ہے شکل میں خوب صورت ۔ چہرہ انار کی طرح چمکتا داڑھی مبارک سفید تھی ۔

محمد بن عبدالوهاب ثقفی ـــــ کہتے ہیں ۔ والی خراسان محمد بن اسماعیل علامہ ابن نصر کو کو ہر سال چار ہزار درہم (ایک ہزار روپیہ ہمارے سکہ کے لحاظ سے) بھیجتا تھا ۔ اسماعیل کا بھائی بھی ہر سال اتنی رقم بھیجتا ۔ اور سمرقند والے بھی چار ہزار درہم آپ کے حوالے کرتے ۔ یہ تمام رقم موصوف فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے ۔ کسی نے کہا حضرت آپ ان کو اپنی ضرورت کے لئے رکھ لیا کریں ۔ آپ نے سنہری جواب دیا

Marfat.com

"میری جملہ خوراک اپنی مصروالی تجارت سے مل جاتی ہے۔ اور کاغذ کا خرچ ۲۰ درہم
(یعنی ۵ روپے) خرچ ہیں۔ لوگوں کا خیال تھا اگر آپ کے پاس سونا ہوتا تو وہ بھی
ایک ماشہ اپنے پاس نہ رکھتے۔"

سلیمانیؒ فرمایا کرتے تھے۔ محمد بن نصر آپ ربانی توفیق سے امام وقت ہیں۔ آپ
کی کتاب تعظیم الصلوٰۃ کا یحییٰ بن یحییٰ اور عبدان نے کیا"

کرامات

محمد بن نصر نے اپنا واقعہ خود سنایا۔ "ایک روز اپنی لڑکی کے ساتھ مصر سے مکہ کو جانے کا
پروگرام بنایا۔ اس سفر میں ایک ایسے جزیرہ میں پہنچا کہ وہاں میرے اور لڑکی کے علاوہ کوئی بھی نہ تھا۔ مجھے
پیاس نے تنگ کیا۔ اور مجھے پانی حاصل کرنے کی طاقت نہ تھی۔ میں سو گیا۔ اس خیال میں کہ مرنا تو ہے ہی
اچانک ایک آدمی آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پیالہ پانی کا تھا۔ میں نے اسے پیا۔ پھر وہ چلا گیا۔
نہیں معلوم وہ کہاں سے تشریف لایا ہے۔"

وزیر ابوالفضل بلعمی نے وزیر اسماعیل بن احمد سے ایک دفعہ آپ کے متعلق واقعہ سنا۔
وزیر کہتا ہے میں سمرقند میں فیصلے کر رہا تھا۔ اچانک محمد بن نصر تشریف لائے اور میں آپ کے
احترام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ جب آپ تشریف لے گئے تو مجھے میرے بھائی اسحٰق نے
خوب ڈانٹا۔ "آپ وزیر ہو کر رعیت کے ایک آدمی کی توقیر کرتے ہیں"۔ خیر میں جب رات کو سویا تو
خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا۔ میرے بھائی عالم خواب میں میرے ساتھ تھے آپؐ
نے میرے بازو کو پکڑ کر کہا۔ "تیری سلطنت اور تیرے بھائی کی سلطنت تو محمد بن نصر کے زہد اور بزرگی
اور دعاؤں کا اثر ہے۔ تیرے بھائی کی سلطنت محمد بن نصر کی خفت کرنے کی بناء پر ختم ہو گئی ہے"
(سبحان اللہ)

ابو محمد بن حزمؒ کہتے ہیں کہ موصوف تمام لوگوں سے زیادہ عالم اور سنن رسول ص
کے حافظ تھے۔ احادیث کی سند اور جرح و تعدیل پر آپ دسترس رکھتے تھے،
صحیح اور موضوع میں آپ ہی کسوٹی تھے، تمام لوگوں کا اس پر اتفاق تھا کہ صحابہؓ
کے بعد یہ شخص تمام اوصاف حمیدہ کا حامل تھا۔ حتیٰ کہ بعض لوگ یوں بھی کہتے

Marfat.com

تھے، محمد بن نصر صدق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ والی نسبت رکھتا ہے۔

وفات:۔ آپ کی وفات ۲۹۴ھ ماہ محرم میں سمرقند میں ہوئی۔ کل عمر ۹۲ سال تھی۔ موصوف اپنا نظیر کوئی نہ چھوڑ گئے۔

علامہ نواب صدیق حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ــــ اتحاف النبلاء میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے ــــ جس کا ماخذ ابن کثیر کی تاریخ ہے:

محمد بن نصر، محمد بن جریر طبری، محمد بن منذر ــ تینوں محمد نامی دیار مصریہ میں کتابۃ الحدیث کے لئے اکٹھے ہوئے۔ ان کے پاس کھانے کا سامان نہ تھا۔ انہیں میں انہوں نے پروگرام بنایا جس کے نام کا قرعہ نکلے ــ وہ دوسروں کے لئے کھانے کا اہتمام کرے۔ پس ایک نے قیلولہ کے وقت نماز ادا کی۔ اور اللہ تعالےٰ سے دُعا کی ــ مصر کے نائب (گورنر) کو رات خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ تو آرام سے سویا ہوا ہے اور تیرے شہر میں تین محمد تشریف فرما ہیں۔ ان کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ امیر شہر بیدار ہوا اور ان کے حالات کی جستجو (ٹوہ؟) کی۔ اور اُن کے اسماء معلوم کئے۔ اس نے انہیں ایک ہزار دینار (3,000) ہزار روپیہ) بھیجا۔

علامہ ابن کثیر رح ــــ ایک واقعہ اسی طرح کا حسن بن سفیان غسوی جو کہ محدث خراسان کے نام سے موسوم، یہ واقعہ ــــ علامہ سیوطی کی کتاب حسن المحاضرفی اخبار مصر والقاہرۃ ــــ میں مذکور ہے۔

○

احمد مقریزی کے حالاتِ زندگی

بدر طالع صفحہ ۷۹ ج ۱ مصری میں آپ کا تذکرہ یوں لکھا گیا ہے :۔

احمد بن علی بن عبد القادر بن محمد مقریزی ،

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی پیدائش کا تذکرہ کرتے ہیں کہ آپ ۷۶۰ھ ہجری میں علماء کبار اور ائمہ فقہا کی محفل میں شریک ہوتے تھے۔ پہلے آپ فقہ حنفی کے پابند تھے۔ بعدہٗ آپ نے شافعی مسلک اختیار کر لیا۔ موصوف بیان کرتے ہیں کہ ——— آپ اصحاب ظاہر میں تھے۔"

علامہ ابن حجر ——— کہتے ہیں کہ آپ کو دنیا سے زیادہ محبوب حدیث تھی جس کی بناء پر آپ کو ابن حزم کے مذہب سے مہتم کیا جاتا تھا۔ آپ برقوق علاقہ کے مقام طاہر میں تشریف لے گئے۔ اپنے لڑکے ناصر کے ساتھ دمشق میں داخل ہوئے۔ آپ کے حوالے کئی مرتبہ عہدۂ قضاۃ پیش کیا گیا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ آپ نے کئی مرتبہ حج کیا اور اعتکاف کیا۔ بعدہٗ اپنے شہر میں تاریخ کے ساتھ لگاؤ پیدا کیا اس کی بناء پر آپ کی شہرت عام ہو گئی تھی۔

تصانیف :۔ خطط۔ یہ کتاب آپ کی تمام تصانیف سے زیادہ نفع مند ہے اور اس میں بہار سے ابتدا سے مواعظ موجود ہیں۔ اس کتاب میں عبیدیہ فرقہ کے محاسن کو بیان کیا گیا تھا۔ اور ان کی شان اور مناقب کا تذکرہ تھا۔

صاحب بدر طالع کہتے ہیں کہ اس کتاب سے مجھے کچھ کم لگاؤ تھا۔ لیکن مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اس میں اسلامت کا ذکر موجود ہے۔ آپ کی تصانیف کی کل تعداد 200 جلدیں ہیں۔

آپ تاریخ پر پورا پورا عبور رکھتے تھے۔ مورخین کی سوانح حیات آپ کو از بر تھی۔ لیکن حضرت سخاوی آپ کی تاریخ دانی پر مطمئن نہ تھے۔ عدم اطمینان صرف معاصرت کی بناء پر تھا۔ یہ واقعہ کتاب "تاج المکلل" سے نقل کیا گیا۔

وفات ۴۲۵ھ میں ہوئی۔

آپ کی تصانیف میں ——— تجرید التوحید المفید، یہ کتاب اپنے موضوع پر بے نظیر ہے
اس میں آپ نے علامہ تیمیہ رح والا انداز اختیار کیا ہے۔

جملہ ناظرین کی اللہ تعالےٰ مغفرت کرے ۱۲

جمعۃ المبارک
۲۴ رمضان سنہ ۱۳۸۹ھ
مطابق
۵ دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین وصلوتہ وسلامہ علی محمد خاتم النبیین و آلہ اجمعین

احمد بن علی مقریزی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے علامہ محمد بن نصر مروزی رح کی کتاب قیام اللیل کا خلاصہ اس انداز سے تحریر کیا ہے کہ اس کے جملہ مکررات کو حذف کر کے جملہ مسانید آثارات کو زینت اسناد دی ہے۔ اس باب میں اللہ تعالےٰ کی اعانت اور توفیق قریب کا طالب ہوں۔

علامہ موصوف نے اپنی کتاب کا آغاز ذیل کی آیت شریفہ سے کیا ہے:۔

"یاایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا ۝ نصفہ او انقص منہ قلیلا ۝ او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا ۝ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا ۝

کمبل اوڑھنے والے (نبی ؐ) رات کا قیام ذرا مختصر کیا کرو، رات کا ½ حصہ یا اس سے کم یا اس حصہ سے زیادہ، قرآن مجید کی قرأت دھیمی دھیمی آواز سے کیا کرو۔ ہم نے آپ پر وحی پر زور قوی کتاب اتاری ہے۔ (پ ۲۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مقدام شریح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت کا تذکرہ یوں کیا، میں جب حیض کی حالت میں ہوتی، میں اپنے کپڑوں کو خون کی نجاست سے محفوظ کر لیتی۔ آنحضرت ؐ میرے ساتھ ایک بستر پر اپنی خوشی کے پیش نظر پڑے رہتے۔ بعدہٗ تھوڑی دیر رات کی عبادت کے لئے قم اللیل الا قلیلا ۝ یعنی رات کو تھوڑا سویا کرو، کے پیش نظر اٹھ کر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

جبیر بن نفیر رح بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعد فراغت حج حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اخلاق کے متعلق سوال کیا تو مجھے جواب ملا آپ کا خلق قرآن مجید تھا۔ دوسرا قیام کے متعلق تھا، تو

صدیقہ رض نے یا ایہا المزمل کی طرف توجہ دلائی کہ یہ آپ کا قیام تھا۔

سعد بن ہشام رض نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی بعدہ اس نے اپنی مدینہ والی اراضی کو فروخت کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اس روپے سے گھوڑے اور جنگی اسلحہ خریدے، پھر اہل روم سے جہاد کر کے جام شہادت نوش کرے۔

اس کی ملاقات چند انصار سے مدینہ پاک میں ہوئی، انہوں نے ایسا کرنے سے منع کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں چھ انصاری افراد نے ایسا عزم کیا تھا جسے آپ نے ناپسند فرمایا تھا، بعدہ اس نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا۔

بعدہ ہم اسے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے پھر اس نے پوری تفصیل محترمہ سے کی، میرے ساتھ حکیم بن افلح تھے، محترمہ نے حکیم صاحب کو پہچان لیا اور سوال کیا آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں میں نے جواب دیا سعد بن ہشام ہیں ہشام کون، ابن عامر کے فرزند، محترمہ نے کہا بہت اچھا آدمی تھا غزوہ احد میں شہید ہو گیا تھا، بعدہ میں نے آپ سے دو سوال کئے (۱) خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۲) رات کا قیام،

پہلے سوال کا جواب یہ تھا کہ آنحضرت کا خلق قرآن مجید تھا، دوسرا یہ تھا کہ سورہ مزمل آپ کے قیام کی پوری تفصیل ہے۔ پہلے آپ پر اس رات کا قیام فرض تھا۔ چنانچہ آنحضرت نے مع صحابہ کرام اتنا قیام کیا کہ آپ کے قدم مبارک پھول گئے۔ اللہ تعالےٰ نے اس پروگرام کو بارہ ماہ تک قائم رکھا، پھر تخفیف کا تذکرہ اس صورت کے آخر میں تھا۔ پھر رات کا قیام نفل قرار دیا گیا۔

حضرت ابن عباس رض نے قم اللیل الا قلیلاً کی تفسیر یوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ ایمان والوں کو رات کے قیام کا حکم دیا، یہ قیام صحابہ کو دشوار ہوا جس کے پیش نظر بعدہ عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی (یعنی امکان ہے کچھ لوگ تم سے بیمار ہو جاویں گے)، اللہ تعالےٰ نے آسانی کر دی، ان دونوں آیات یا ایھا المزمل قم اللیل فاقرؤا ما تیسر تا آخر سورت ایک سال کا وقفہ تھا، جابر بن عبداللہ رض بیان کرتے ہیں، کہ آنحضرت نے ابا عبیدہ کو ایک لشکر کا امیر بنایا تھا، اس میں رات کے قیام کا حکم تھا، صحابہ قیام کرتے تھے حتیٰ کہ ان کے قدموں میں ورم (سوج) ہو جاتا، یہ سال دراصل بھوک کا تھا، بعدہ اللہ تعالیٰ نے یہ قیام معاف کر دیا،

حسن رض نے سورہ مزمل کے نزول پر بحث یوں کرتے ہیں یا ایھا المزمل تا فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلاً ایک سال بعد ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل ونصفہ و ثلثہ وطائفۃ من الذین معک کا نزول ہوا، بخدا قوم نے تھکاوٹ محسوس نہیں کی، واللہ

Marfat.com

يقدر الليل والنهار علم ان لن تحصوه فتاب عليكم،

اور اللہ تعالیٰ دن اور رات کا اندازہ رکھتا ہے، اس سے معلوم ہے کہ تم یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتے، اسی بنا پر اس نے تمہیں معاف کر دیا ہے، حضرت حسنؓ یہ پڑھکر آب دیدہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کا ترانہ گایا کہ اس نے رات کے فرض قیام کو نفل میں تبدیل کر دیا، علم ان سیکون منکم مرضیٰ واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ تا فاقرؤا ماتیسر منہ، اللہ کے علم میں ہے کہ کہیں تم سے بیمار نہ ہو جاویں، اور ایک جماعت زمین میں گردان ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے محتاج ہیں، آسان صورت یہی ہے جتنا تم پڑھ سکو، اتنا ہی پڑھو، رات کا قیام ضروری ہے،

واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ کو ادا کرو، یہ دونوں فرض ہیں اعمال کی اصلاح کا تعلق ان دونوں کی ادائیگی سے ہے۔

عبدالرحمٰن بن سلمیؒ یاایھا المزمل قم الیل الاقلیلاً کے نزول کا سبب یوں بیان کرتے ہیں، ایک سال صحابہ نے اس پر عمل کیا حتی کہ ان کے پاؤں اور پنڈلیاں پھول گئیں، ان ھذہ تذکرہ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا تا فاقرؤا ماتیسر یقیناً یہ کامل نصیحت ہے جس کی مرضی ہو وہ نوافل کا طریقہ جاری رکھے جس میں اسے سہولت ہو،

قتادہؒ اس سورہ کے نزول کا سبب بیان کرتے ہیں ایک سال صحابہ مع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام کرتے رہے، فرض قیام کو نفل قرار دیا پہلے فرض قیام کی جگہ روایات منسوخ کر دی گئیں،

عکرمہؓ مفسر قرآن اس سورت کا نزول اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ ایک سال اس پر عمل کرتے رہے جس کے اثرات نے انہیں مضمحل کر دیا، بعدہ فرض قیام کو نفل کر دیا گیا۔

حضرت عطاءؒ کانوا قلیلا من اللیل تا یھجعون (مومن رات کو بہت کم سوتا ہے) کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ جب صحابہؓ کو بہت قلیل قیام کا حکم دیا، تو ان کی حالت قابل دید تھی، مسجد کے ایک کونے میں ہچکیاں باندھ کے روتے تھے، اس پر رخصت کا حکم دیا گیا، فرض نماز ادا کرو،

عکرمہؓ سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ میں قرآن سیکھ رہا ہوں مجھے لوگ رات کو سوتے سے روکتے ہیں۔ آپ نے اس کا جواب دیا اس کو سمجھ کر پڑھنا عدم علم کی حالت سے سونا ہی بہتر ہے۔

حاشیہ :- ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے لڑکے حافظ قرآن کی شکایت کی، کہ وہ رات کو سوجاتا ہے، آپ نے جواب دیا اس کا کیا جرم ہے کہ وہ رات کو آرام ترک کرے یعنی آرام کرنے دو، فضائل قرآن ابن کثیر۔

Marfat.com

ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا اور ہر ایک لشکر کا فرد قرآن سے لگاؤ رکھتا تھا، ایک نوجوان کو لایا گیا، آپ نے اُسے کہا تجھے کتنا قرآن پاک حفظ ہے اس نے جواب دیا مجھے سورۃ بقرہ یاد ہے۔ دوران گفتگو ایک مکرم شخص نے کہا بخدا اگر مجھے قیام کرنے کی پابندی نہ ہوتی تو یقیناً میں بھی قرآن کی تعلیم حاصل کر لیتا۔ یہ جواب سن کر آپؐ نے فرمایا قرآن کی تعلیم حاصل کرو اور اس کی تلاوت کرو، اس کے لئے رات کے قیام کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ بعدہ کہا جس نے قرآن مجید سیکھ لیا اور قیام بھی کیا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کستوری کی تھیلی بھرپور سے ہر جگہ خوشبو کی مہک آرہی ہو اور جو پڑھ کر سو گیا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کستوری کی تھیلی کا منہ باندھ دیا گیا ہو، خوشبو کی مہک کا اثر بھی نہ رہا۔

ابو رجاء نے ایک حضرت حسن بصریؒ سے کہا کہ ایک آدمی حافظ قرآن ہے وہ صرف فرضی نمازیں پڑھتا ہے لیکن وہ رات کو قیام نہیں کرتا۔ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، آپ نے اسے غافل گروہ میں شمار کیا، میں نے اس پر کہا حضرت قرآن میں ہے جو آسان ہو پڑھو، فرمانے لگے ہاں کم از کم رات کو پچاس آیات کی تلاوت تو کرے۔

معمرؒ کہتے ہیں ابن طاؤس سے میں نے کہا کیا آپ کے والد محترم صبح تک سو جایا کرتے تھے۔ کبھی کبھار ایسا ہوتا تھا نہیں تو وہ اکثر حصہ رات کا بیدار رہتے تھے،

طارق بن شہابؒ ذکر کرتے ہیں میں نے ایک رات سلمانؓ کے پاس بسر کی تاکہ آپ کی رات کی عبادت کا جائزہ لوں، آپ پہلے حصہ رات کو سو جاتے۔

یہ فرماتے پانچ فرض نمازوں کی پابندی کرنا فرض عین ہے، اور یہی تمام قسم کی مصائب کا علاج ہیں اسامۃ فرماتے عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد انسان کی عملی زندگی کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) لہ، ولا علیہ، وہ شخص جس نے لوگوں سے چھپ کر رات کی تاریکی میں گناہوں کی معافی مانگی، یہ خوش قسمت ہے اس پر کوئی سزا نہیں ہے۔

(۲) علیہ ولا لہ، وہ شخص ہے جس نے موقع پا کر رات کی تاریکی میں جرائم کئے اس پر وبال ہے اور اس کا کوئی راہنما نہیں ہے۔

(۳) لا علیہ ولا لہ، یہ وہ ہے جس نے اپنی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی اس پر کوئی بوجھ نہیں ہے۔

ایک شخص نے کہا، میں رات کو نفل پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، آپ نے اسے کہا دن کو برائیوں سے رُک جا، ا

Marfat.com

اس صورت میں رات کو نماز نفل پڑھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے کہا میں تہجد اور نوافل پڑھنے کی بہت خواہش رکھتا ہوں لیکن کمزوری کی بنا پر ان کی ادائیگی کی طاقت نہیں ہے آپ نے فرمایا جتنا ہو سکے قیام کریں۔ ورنہ تقویٰ سے کام لو۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ مومن کی بدترین حالت یہ ہے کہ وہ رات کے قیام کے وقت سو جائے۔ فاجر کی بہترین حالت یہ ہے کہ وہ سویا کرے، مومن جب عالم بیداری میں ہوگا وہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں مگن ہوگا۔ اس لئے اس کی بیداری محبوب ہے اور فاجر بیداری میں گناہوں میں سرشار ہوگا۔ اسلئے اس کا سونا اولیٰ ہے۔

نعمان بن نوفلؒ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا میں حلال اور حرام کو خوب جانتا ہوں، اور فرائض کی ادائیگی اہتمام سے کرتا ہوں کیا؟ مجھے جنت میں داخل جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں یقیناً ایک روایت بطور استفہامیہ اس نے یہ چیزیں پیش کیں، آپ نے فرمایا ہاں جنت ضرور ملے گی،

قتادہ نے، مزمل کا معنیٰ یہ کیا ہے، جو آدمی اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ لے،

عکرمہؒ نے مزمل اور مدثر کا ترجمہ آدمی کا حکم کی تعمیل کرنا مراد لیا ہے۔

مزمل کی قرأت ادغام اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے اسی قرأت پر امت کا اتفاق ہے۔ ابی عبید، ابو جعفر، نافع، عاصم، ابو عمر اور نسائی نے بھی اسی قرأت کو ترجیح دی ہے۔

امام شافعیؒ ثوری اعتماد کے بعد فرماتے ہیں کہ رب العزت نے سورۃ مزمل میں پہلے فرض کا تذکرہ فرمایا پھر اسی سورت میں اس کو منسوخ کر دیا۔ پھر فرض نمازوں کو اتار کر جملہ صور نفل کو بالترتیب منسوخ کر دیا یعنی اب رات کا قیام فرض نہ رہا بلکہ نفل رہے گا۔ بعض کا خیال ہے سورۃ مزمل کے قیام صلوٰۃ کی تنسیخ اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل، نماز کو اب سورج ڈھلتے ہی پڑھ لیا کریں، رات کی تاریکی تک دوسری آیت ان قران الفجر کان مشھوداً، فجر کی تلاوت کے وقت فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے۔

فرض نماز صرف پانچ ہی ہیں، باقی نوافل ہیں، من اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک رات کے کچھ حصے میں قیام کرو، وہ آپ کی نفلی عبادت ہوگی یعنی رات نفل ہے فرض نہیں ہے، علم ان لن تحصوہ کا ترجمہ ابو عبیدہؒ نے تعداد رکعات کیا ہے اس کے بالعکس علماء نے عربی اصول کے پیش نظر اس کا ترجمہ طاقت کے معنی میں کیا ہے، جیسا کہ عرب کا محاورہ ہے ما احصی کذا۔ ای ما اطیقہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

Marfat.com

اسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ استقیموا ولن تحصوا ای لن تطیقوا ہ یعنی تم ہر امر میں طاقت نہیں رکھتے، کہ اسے کما حقہٗ ادا کر سکو بلکہ کرتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو۔

ابی صالحؒ فرماتے ہیں جب ان ربک یعلم انک تقوم ادنی (تیرا رب خوب جانتا ہے آپ کے قیام کو) یہ آیت اتری تو جبرائیل امین نے کہا میں تم پر اسے دشوار کر دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں اور ساتھ ہی جبرائیل نے کہہ دیا ہماری منزل متعین ہے، ہم یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں صفیں باندھ کر عبادت کرتے ہیں اور ہم تسبیح بھی کرتے ہیں،

حسن اور قتادہؒ نے لن تحصوہ کا معنی یہ کیا ہے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، علامہ محمد بن نصرؒ بعض علماء کی تفسیر قم اللیل الا قلیلا کی ذیل پیش کرتے ہیں، رات کو کچھ حصہ نماز پڑھ لو اور کچھ حصہ آرام کر لو جس حصہ میں سونا ہے $\frac{1}{3}$ ۲ بعد $\frac{1}{2}$ کا ذکر اس کا دلیل ہے۔ $\frac{1}{3}$ کا $\frac{1}{2}$ کر لیا کرو، $\frac{1}{4}$ سے $\frac{1}{2}$؛ $\frac{1}{2}$ سے $\frac{3}{4}$ تک رات کو قیام کر لیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرامؓ نے اپنے اپنے قیام کی حد مقرر کر لی جس پر انہیں دشواری ہوئی، اس منظر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے تخفیف کا حکم دے دیا، دو تہائی $\frac{1}{2}$ اور $\frac{1}{3}$ سب حالتیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری دیکھ لی ہیں۔

رات کے قیام کی ان جملہ صورتوں کے بعد امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رات کا قیام اس سورت کے ابتداء میں فرض کیا اور بعد آیات میں اسی قیام کو سہولت دے کر نفل قرار دیا، ما تیسر سے مراد پانچ نمازوں کی فرضیت ہے اور باقی نفل نماز، خلاصہ۔ جتنے اقوال حضرت عائشہ صدیقہؓ، ابن عباسؓ وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سورت سے رات کا قیام نفلی ہے فرض نہیں ہے فاقرؤ ما تیسر میں صرف اختیار ہے فرض نہیں ہے،

علامہ مروزیؒ اپنی رائے یوں پیش کرتے ہیں کہ رات کے قیام کو پانچ فرضی نمازوں سے منسوخ قرار دینا یہ خلاف قیاس ہے کیونکہ فرضی نمازیں مکہ میں معراج کے موقعہ پر فرض کی گئی اور یہ سورت مکی ہے اور نوافل کا تذکرہ بعد میں ہوا ہے،

فقال ما زکوٰۃ، مدینہ میں فرض ہوئی ہے اور فاقرؤ ما تیسر بھی مدینہ میں نازل ہوئی ہے جابرؓ کی حدیث میں لشکر کی روانگی کا تذکرہ جس میں آپ نے رات کے قیام کو لکھا تھا، یہ بھی مدینہ کا واقعہ ہے۔ بعض لوگ فاقرؤ ما تیسر سے یہ استدلال لیتے ہیں کہ رات کا قیام فرض ہے ان کا یہ استدلال

Marfat.com

یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ فاقرؤ ماتیسر میں یہ اشارہ ہے کہ پہلے رات کا قیام فرض تھا اب تمہیں آسانی ہے جس کی خوشی ہو ثواب کا مستحق ہوگا جو نہیں کرے گا اسے وعید نہ ہوگی۔

اصحاب الرائی:۔ ۱۔ یاایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمّٰی بقرۃ ۲/۵

بعض اصحاب رائے نے فاقرؤا ما تیسر سے یہ استدلال لیا ہے کہ فرضی نمازوں میں قرأت واجب ہے اس کے لئے کسی متعین سورت کی قرأت واجب نہیں ہے جس کی بنا پر انہوں نے سورۃ فاتحہ کا خلف امام کے پڑھنے کا انکار کر دیا اور یوں تاویل کی کہ جو آسان ہو پڑھ لے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ سورۃ فاتحہ نہ پڑھے، اس تاویل کا بھی انہوں نے یوں انکار کیا۔ ضروری ہے ۳ آیات پڑھے یا اس سے زیادہ، یا ایک لمبی آیت مثلاً آیۃ الکرسی، ایۃ الدین اور اگر مختصر آیۃ مثلاً مدھامتان، ولم یلد، پڑھ لے تو یہ کافی نہ ہوگی کیونکہ یہ فرضی نماز کی قرأت کے لئے آیت نہ ہوگی، حقیقت یہ ہے کہ یہ فاقرؤ ماتیسر، رات کے قیام کے لئے اتاری گئی تھی، ہمیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرضی نمازوں کی قرأت کا تعین ایسا ہی سنا ہے جیسا کہ رکوع اور سجدہ کی تعداد اور نماز کے باقی امور کا تذکرہ ملتا ہے فرضی نماز کی قرأت کا مسئلہ ہم کسی اور کتاب میں نقل کریں گے۔

ہم نے فاقرؤ ماتیسر کی آیت کا تذکرہ رات کے نوافل میں کیا ہے۔ اب آپ پر ضروری ہے کہ اس آیت کا مصداق بیان کرو، کہ کونسا حصہ قرآن کا مقتدی پر پڑھنا دشوار ہے، اور اگر آپ اس کی حد متعین کریں گے تین آیت،

طویل یا قصیر، تو پھر ہمارا سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ حد کس نے بیان کی ہے تو اس کا جواب آپ کے پاس قطعاً نہ ہوگا، پھر آپ پر لازم آئے گا کہ اگر کوئی یہ طویل آیت نہ پڑھ سکے، اسے آپ الحمد پڑھنے کی اجازت دیں اور وہ رکوع کرے اس میں آپ کی قید کے مطابق آسانی نہ ہوئی، لہٰذا یہ اجازت دے کر آپ خلاف سنت کے مرتکب ہوئے اور علماء کی رائے کا آپ نے اختلاف کیا،

حضرت ابن عباسؓ ورتل القرآن ترتیلا، حروف واضح واضح کر کے قرآن کی تلاوت کرو، کسی نے مفسر قرآن سے تذکرہ کیا، میں تو بہت تیز پڑھتا ہوں آپ نے کہا مجھے ترتیل سے پڑھنا بہت محبوب ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، علقمہؓ نے ابن مسعودؓ کو قرآن سنایا آپ نے فرمایا ترتیل سے قرآن پڑھو یہ ترتیل قرآن کی زینت ہے۔

Marfat.com

علقمہ بتاتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ کی اقتدا میں فجر کی نماز پڑھی آپ ترتیل سے پڑھتے اور تکلفات سے آپ کی قرأت پاک تھی، آپ کی آواز مسجد میں سنی جاتی تھی۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت میں وضاحت ہوتی تھی، امام مجاہدؒ ورتل القرآن ترتیلا کی تفسیر ٹھہر ٹھہر کے پڑھنا کرتے تھے، ایک روایت یوں ملتی ہے کہ لگاتار پڑھتے،

حضرت حفصہؓ آپ کی قرأت کے متعلق فرماتی ہیں کہ آپ سورۃ میں اتنی ترتیل کرتے کہ وہ سورت انتہائی لمبی ہو جاتی۔

مسلم صفحہ ۲۵۲ ج ۱ بیہقی صفحہ ۴۹ ج ۲

حذیفہ بتاتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی آپ نے لمبی سورت شروع کی آپ حسن انداز سے پڑھتے ترتیل کرتے اور رکوع کرتے، حضرت حسنؒ نے انا سنلقی علیک قولا ثقیلا (ہم نے اس پر ایک قوی چیز اتاری ہے) ثقیل کا معنی بوجھ کیا ہے ایک اثر آپ سے یہ بھی ملتا ہے کہ اس قرأت کا وزن ربانی ترازو میں بھاری ہوگا۔

مترجم ثقیل، نفیس کے معنی میں بھی ہوتا ہے جیسے ترکت فیکم الثقلین۔ میں دو نفیس چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ قتادہؒ ثقیلا۔ سے مراد قرآن کے فرائض اور حدود کو ثقیل کہا ہے۔ دوسری آپ کی روایت یوں ہے کہ اس کی قرأت ثقیل نہیں بلکہ فرائض اور سنن بھاری ہیں۔

بعض نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ وحی کے نزول کے وقت اس پر بوجھ ہوتا تھا ہشام بن عروہ اپنے والد سے وحی کے نزول کی حالت کا تذکرہ کر رہے تھے جب آپ اونٹنی پر سوار ہوتے تو اونٹنی کی گردن اندر کو دھنس جاتی بعد اختتام وحی وہ حالت نہ رہتی تھی۔

اسماء بنت یزیدؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عضباء اونٹنی کی نکیل اپنے ہاتھ میں تھامی ہوئی تھی، مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں اونٹنی کا بازو نہ ٹوٹ جائے یہ واقعہ سورۃ مائدہ کے نزول کا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے نزول وحی کی حالت پوچھی، آپ نے جواب دیا اس کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں

(۱) کبھی گھنٹی کی آواز، شور برپا ہوتا ہے (۲) انسانی شکل میں فرشتہ آتا ہے۔ یہ حالت مجھ پر بہت دشوار ہوتی ہے (۳) فرشتہ مجھے خبر دیتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ بخاری شریف صفحہ ۲ ج ۱

Marfat.com

ابی سعید خدریؓ آپ کی نزول وحی کی کیفیت یوں بتاتے ہیں، کہ آپ پسینہ سے شرابور ہو جاتے اور سانس پھول جاتا تھا۔

رات کے قیام کی ترغیب قرآن مجید کی روشنی میں

(۱) ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

رات کے ایک حصہ میں بعد سونے کے عبادت کرو وہ عبادت آپ کی نفلی ہوگی یقیناً تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔

پ ۱۵ بنی اسرائیل

(۲) واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا

اپنے رب کا ذکر صبح اور شام کیجئے اور رات کے کسی حصہ میں اور پوری رات نفل پڑھو۔

پ ۲۹ دھر

(۳) وسبح بحمد ربک حین تقوم

قیام کے وقت اللہ کی حمد کیجئے۔

(۳) ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود

رات کے ایک حصہ میں نفل پڑھیئے اور بعد فجر بھی۔

ق ۲۶

(۴) انما یؤمن بایٰتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدا وسبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا ومما رزقنھم ینفقون

ہماری آیات پر ایمان لانے والے آیات کی یاد پر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کی حمد اور تسبیح کے ترانے گاتے ہیں، تکبر سے کنارہ کش رہتے ہیں وہ اپنے بستروں پر آرام کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے دعائیں خوف اور طمع کی شکل میں کرتے ہیں اور وہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔

۲۱ سجدہ

(۵) ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأ واقوم قیلا، ان لک فی النھار سبحا طویلا

رات کا قیام کرنا واقعۃً مشکل ترین ہے زبان پر الفاظ کی ادائیگی دشوار ہو جاتی ہے دن میں بھی نوافل پڑھنا موجب راحت ہے۔

پ ۲۹ المزمل

(۶) کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون، وبالاسحار ھم یستغفرون، پ ۲۶ ذاریات

اللہ والے رات کی نیند عبادت کیلئے حرام کر دیتے تھے سحری کے وقت استغفار ان کی خوراک ہوتی تھی۔

Marfat.com

(۷) مستغفرین بالاسحار — اللہ والے سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں۔

پ فرقان

(۸) امن ھو قانت اٰناء اللیل ساجداً وقائماً یحذر الاخرۃ ویرجوا رحمۃ ربہٖ — وہ کتنا خوش بخت ہے جس کی رات کی گھڑیاں سجدہ اور قیام اور فکرِ آخرت اور امید رحمت ربانی میں صرف ہوتی ہیں۔

(۹) یتلون اٰیات اللہ اٰناء اللیل وھم یسجدون — پ ۳۲ آل عمران — اللہ والے آیات الحمید کا سجدہ کی حالت میں ورد کرتے ہیں۔

(۱۰) وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً والذین یبیتون لربھم سجداً وقیاماً — رحمٰن کو راضی کرنے والوں کی ہر طرز زندگی نرالی ہے۔ وہ زمین پر متانت سے چلتے ہیں۔ نادان سے بات کرتے وقت ان کے دل کو گزند نہیں پہنچاتے بلکہ مصلحانہ انداز سے اپنا دامن بچاتے ہیں۔ ان کی رات سجدہ اور قیام میں بسر ہوتی ہے۔

پ ۲۴ زمر

عبداللہ بن قیس نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک قوم کا تذکرہ کیا کہ وہ ادائیگی فرائض پر شاداں ہیں نوافل کی پرواہ نہیں کرتے۔ حضرتؓ نے جواب دیا بخدا اللہ تعالیٰ ان سے فرائض کا سوال کرے گا۔ وہ لوگ ان کو خطا کرتے ہیں اور تمہاری طرز زندگی ان کے برعکس ہے۔ تمہارا تعلق نبیؐ سے اور نبیؐ کا تعلق تم سے ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ باوجود علیل ہونے کے بیٹھ کر عبادت کرتے تھے۔ سجدہ آپ نے دیکھا کہ رات کی نفلی عبادت میں آیات ربانی کا نزول شروع ہو گیا۔

تہجد:- سو کر اٹھنے کے بعد نماز پڑھنے کا نام ہے۔ بقول علقمہؒ و اسودؒ۔

عمرو بن عبدالعزیز انصاری کہتے ہیں رات کو قیام کرنا پھر سو جانا اس کو تہجد کہنا درست نہیں ہے۔ بلکہ تہجد یہ ہے کہ پہلے آدھی سو جائے پھر اللہ اللہ کرے، سو جائے پھر نوافل پڑھے صبح تک یہ تہجد ہوگی، یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت کا اسوہ تھا۔

ابی اسحاقؒ نافلۃ لک کی تفسیر صرف آنحضرت سے مخصوص کرتے ہیں عباسؓ مفسر قرآن اس آیت کی تفسیر آنحضرت کا خاصہ قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ سے سابقہ اور آخری جملہ ذنوبات کو

Marfat.com

معاف کر دیا گیا تھا، آپ کا جو عمل بھی فرائض کے علاوہ ہوگا، وہ نفل ہوگا، اس لئے کہ آپ سے کوئی گناہ ہی نہیں ہوا اور نوافل گناہوں کی تلافی کے لئے ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جو لوگ فرائض کے بعد نوافل پڑھتے ہیں ان کا مقصد گناہوں کی معافی اور ازالہ ہوتا ہے۔ تو وہ ان کے لئے نوافل نہ ہوں گے۔

حسنؒ رات کے نوافل صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔

قتادہؒ اس آیت کی تفسیر میں آپ کے یہ نفل اور فضیلت بیان کی ہے۔

بقول ابو امامہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان وضو کرتا ہے گناہ اس کے کان، آنکھ، دونوں پاؤں سے نکل جاتے ہیں اور اگر وہ بیٹھ جائے تو اس کے گناہ معاف ہوں گے۔

ابو امامہ فرماتے ہیں نفل صرف آپ کے لئے مخصوص تھے۔

ربیعؒ نے اس آیت کو آنحضرت کا خاصہ قرار دیا ہے۔

علامہ محمد بن نصرؒ آنحضرت کی طرف بات منسوب کرتے ہوئے فرماتے ہیں مسجد کو جانا اور بعد وضو نماز پڑھنا نفل ہے۔ اس پر ایک دوسری حدیث شاہد ہے مسجد کو جانا پھر وضو کرنا یہ نفل ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کے لئے آدمی کا وضو کرنا اس سے اللہ تعالیٰ گناہ دور کر دیتے ہیں۔ باقی رہا نماز پڑھنا تو وہ نوافل میں شامل ہوگا۔

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں ان سے پچاس نیکیاں ملتی ہیں، جو اسے ترک کر دے گا اسے تینتیس ۳۳ ملیں گی۔ باقی صرف بیس ۲۰ رہ گئیں اور اگر رجوع کرے چالیس ۴۰، باقی دس، پھر اسے نوافل کا ثواب ملے گا جس طرح مال غنیمت کی تقسیم نفل ملتا ہے لیکن حصہ نفل سے افضل ہے۔

ابن مسعودؓ نے تطوع کو آنحضرت اور دوسروں کے لئے نفل قرار دیا ہے اس پر لغوی معنی دال ہے۔

حضرت ابی امامہؓ نے جو بیان کیا ہے وضو سابقہ گناہوں کی تلافی بنتا ہے بعدہ نماز نفل بن جاتی ہے آپ سے دریافت کیا گیا تیرا سماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ہے اس نے جواب دیا میں صرف ایک مرتبہ ہی نہیں بلکہ کئی بار سن چکا ہوں دو، تین، چار یا پانچ کی کوئی قید نہیں ہے۔

Marfat.com

"تتجافی جنوبھم عن المضاجع کی تفسیر"

معاذ بن جبل رض بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ تبوک سے واپسی پر موقعہ پاکر سوال کیا حضرت جی جنت میں لے جانے والا عمل بتائیے، آپ نے اس سوال کا استقبال بخ بخ (واہ واہ) سے کیا، بعدہ آپ نے فرمایا سوال بڑا عظیم الشان ہے لیکن جس کو اس پر کرنے کی توفیق ہے اس کے لئے بالکل آسان ہے۔

فرض نماز اور فرض زکوٰۃ کو ادا کر، شرک نہ کرنا، مزید تجھے جنت کے ابواب کی بشارت دیتا ہوں، روزہ گناہوں کی ڈھال ہے اور صدقہ دن کو قیامت کے خلاصی کی دلیل ہوگی، اور رات کو قیام کرنا انسان کے گناہوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً تلاوت کی،

مفسر قرآن حضرت ابن عباس رض اس آیت کی تفسیر یوں پیش کرتے ہیں کہ قیامت کے روز زمین کو کشادہ کر دیا جائے گا جیسا کہ کچے چمڑا کو کھلا کر دیا جاتا ہے اور تمام مخلوقات انس اور جن کو ایک چٹیل میدان میں اکٹھا کر دیا جائے گا، ایک منادی کرنے والے کی ان الفاظ سے آواز آئے گی۔ بزرگی والو، آج تمہیں تمہاری کمائی کا صلہ دیا جائے گا۔

(۱) پہلا گروہ اللہ تعالیٰ کی ہر حالت پر حمد کرنے والا اٹھے گا پھر اُسے جنت کی طرف بھیجا جائے گا۔

دوسری ندا پر تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً والا گروہ جنت کو روانہ کیا جائے گا،

تیسری ندا پر فرائض کی پابندی کرنے والوں یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر تمام کاروبار کو قربان کرنے والے کو جنت کی طرف بھیجا جائے گا۔ یہ وہ جماعت جو ڈرتے تھے اس دن سے جس میں نگاہ اور دل لرزہ بر اندام ہو جائیں گے۔

جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو چمکدار آنکھیں اور فصیح زبان ہوگی۔ اور وہ کہے گی میں تین قسم کے آدمیوں کی نگرانی کے لئے بنائی گئی ہوں، ذیل میں ملاحظہ ہو،

(۱) جبار، سرکش، عنادی، اسے اس طرح پکڑے گی جس طرح پرندہ تل کا دانہ پکڑتا ہے پھر اسے جہنم میں لے جائے گی۔

یہ گردن دوبارہ جہنم سے نکلے گی، اس طرح کہے گی میں اس کے سپرد کی گئی ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی، وہ صفوں سے ایسے پکڑ کر لے جائے گی جیسا کہ پرندہ تل کو پکڑتا ہے۔ اسے جہنم میں لے جائے گی۔

پھر تیسری بار یہ آگ جہنم سے نکلے گی، یوں کہے گی میں ان کے حوالے کی گئی ہوں جو تصویروں کے دلدادہ ہیں۔

آگ ایسا پکڑے گی جیسا کہ پرندہ تل کے دانہ کو پکڑ لیتا ہے یہ ان کو جہنم کی طرف لے جائے گی جب یہ دونوں گروہ اپنے مقام میں داخلہ لے لیں گے پروانہ اعمال پھیلائے جائیں گے۔ اور ترازو رکھ دیا جائے گا۔ اور پوری مخلوق کو حساب کے لئے بلایا جائے گا۔

عقبہ بن عامر اور ربیعہ الجرشی نے اس طرح تفسیر کیا ہے:۔

اسماء بنت یزیدؓ بتاتی ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اولین اور آخرین کو اکٹھا کیا جائے گا، منادی والا نداد ے گا تتجافی جنوبھم والا گروہ اٹھے گا۔ اس کا حساب لیا جائے گا بعدہ پوری مخلوق کا حساب لیا جائے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کے لئے ایسا سامان تیار کیا ہے آنکھ نے دیکھا نہیں اور کان نے سنا نہیں۔ اور دل پر اس کا خیال کبھی گزرا نہیں اور نہ ہی کسی فرشتے اور مرسل کو اس کا علم ہے جس کی تفسیر فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعلمون، سے واضح ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ اپنے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت تیار کی پھر دوسرے طبقہ سے ملا کر ایک موتی بنا دیا پھر من دونھما جنتان پڑھا، مخلوق کو کوئی علم نہیں ہے کہ ان میں کیا ہے، کسی نفس کو علم نہیں جو کچھ اس کے لئے جنت میں تحفہ چھپا رکھا ہے یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

سہیل بن ساعدیؓ نے کہا کہ میں آپ کی ایک مجلس میں شریک ہوا، آپ نے اس میں جنت کا تفصیل سے تذکرہ کیا، پھر آپ نے اس پر مزید روشنی ڈالی، اس میں وہ سامان ہے جو آنکھ نے دیکھا نہیں کان نے سنا نہیں اور دل پر ایسا کبھی خیال بھی نہیں گزرا، پھر آپ نے سورۃ سجدہ کی آیت تلاوت کی، دوسری فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون۔

ابو معشر بتاتے ہیں کہ میں نے یہ جنت کا نقشہ اسے سنایا، ابو حازم نے کہا کیا تجھے اس نے حدیث بیان کی ہے اس نے کہا ہاں! اس پر وہ مسکرایا، بعدہ کہا حقیقت ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے عمل کو پوشیدہ رکھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ثواب کو چھپا رکھا ان کے دنیاوی عمل کی بنا پر آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

حضرت مجاہدؒ اور حسنؒ نے تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع کی تفسیر رات کے قیام سے کی ہے۔

مجاہدؒ کہتے ہیں رات کو وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔

ضحاکؒ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے، وہ قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر اٹھتے بیٹھتے اور بیداری کی حالت میں کرتے ہیں اور جب بیدار ہوتے ہیں تب بھی ذکر میں رہتے ہیں۔

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع سے مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھتے ہیں۔ عبداللہ بن یحییٰ اس کی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں کہ بعض انصاری مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھتے تھے تب مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی۔

ابن منکدرؒ اور ابی حازمؒ نے اس آیت کی تفسیر مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز قرار دے کر اس کا نام نماز اوابین[علٰی] رکھا۔

حضرت ام سلمہؓ اس آیت کی تفسیر میں مطلق عشاء کی نماز مراد لی ہے، انس بن مالکؓ عشاء کی نماز کا انتظار کرنا، علامہ محمد بن نصر مروزیؒ فرماتے ہیں کہ جن احادیث کا تذکرہ ہم نے حضرت معاذ کی زبان سے کیا اس کے پیش نظر یہ تشریح بالکل خلاف ہے (کانوا قلیلاً من اللیل ما یھجعون)۔

حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر اس انداز سے کی ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں جن کو فکر آخرت کے پیش نظر نیند بالکل کم آتی ہے ان کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ وہ رات بھر اللہ اللہ میں گزار دیتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ وہ بالکل کم سوتے ہیں۔

حسن بصریؒ اور ابن ابی نجیحؒ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ وہ ابتداء رات سے لے کر آخر رات تک نمازیں

علٰی اوابین کی نماز کی تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی ہے کہ حین ترمض الفصال جب اونٹ کے بچے پاؤں جلیں چاشت کی نماز مراد ہے ۱۲ عبدالرشید

Marfat.com

مشغول رہتے ہیں، در اصل استغفار کا وقت سحری کا وقت ہے۔

مجاہدؒ نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ وہ ساری رات سوتے نہیں ہیں، ایک اور روایت میں ہے وہ تہجد نہیں پڑھتے۔

حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ وہ رات کو اپنے اتقاء کے پیش نظر کم سوتے ہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مقام میں یوں تفسیر کی ہے۔

ان المتقین فی جنت وعیون اٰخذین ما اٰتاھم ربھم انھم کانوا قبل ذلک محسنین کانوا قلیلاً،

متقی لوگ باغات اور ربانی چشموں میں رہیں گے اس عمل کی بنا پر جو وہ دنیا میں کرتے تھے، وہ تھوڑا وقت راحت میں صرف کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ میں محسن سے وہ لوگ مراد ہیں جو رات کو عبادت میں بسر کرتے ہیں۔ وبالاسحار ھم یستغفرون، وہ سحری میں استغفار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا نقشہ یوں بیان کیا ہے، بے شک تیرا رب تیرے قیام کو جانتا ہے رات $\frac{1}{2}$، $\frac{1}{3}$، $\frac{3}{4}$ یہ قیام اور نیند کی کیفیت،

وطائفة من الذین معك، آپ کے صحابہ $\frac{1}{2}$، $\frac{1}{3}$، قیام بھی کرتے ہیں اور سوتے بھی ہیں۔

ابراہیمؒ فرماتے ہیں، رات کو وہ بہت کم سوتے ہیں،

مطرفؒ فرماتے ہیں وہ ہر رات میں قیام کرتے ہیں۔

حسنؒ فرماتے ہیں وہ رات کے قیام میں کاوش کرتے ہیں۔

مسلم بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ مومن اپنی عملی زندگی میں ہمیشہ مصروف رہتا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مغرب اور عشاء کی نماز کے دوران نماز پڑھتے ہیں۔

مطرفؒ اس کی ایک تفسیر یوں کرتے ہیں کہ وہ رات کی نماز پابندی سے پڑھتے ہیں۔

حسن اور زہری اکثر حصہ رات کا عبادت میں گزارتے تھے۔

ابی عالیہؒ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ وہ عشاء کی نماز پابندی سے ادا کرتے تھے۔

حضرت جعفر بن علی بن حسینؒ کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت عطاؒ کہتے ہیں وہ لوگ ہیں جو رات کے قیام میں رغبت کرتے تھے۔
حضرت قیس بن عطاؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت فرضی نمازوں کے تعین سے قبل تھی ۔ قلیلاً من اللیل ما یھجعون ، فرضی نماز سے منسوخ ہوگئی۔
ان ناشئة اللیل ھی اشد وطاً واقوم قیلاً ۲۹؎ رات کو بیدار رہنا بہت ہی مشکل کام ہے اور درست ہے بات کے لئے۔
حضرت ابن عباسؓ نے ناشئة اللیل کی تفسیر رات کا قیام لیا ہے۔
ایک روایت میں ہے حبشی زبان میں ناشئة کا معنی رات کا قیام ہے۔ اس ترجمہ پر ابی ملیکہ، سعید بن جبیر کا اتفاق ہے، حضرت ابن عباسؓ سے اس کا ترجمہ پوری رات کا قیام بھی مذکور ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس، عبداللہ بن زبیرؓ کا اتفاق ہے۔
حضرت مجاہدؒ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ رات کی وہ گھڑی جس میں تہجد پڑھی جائے۔
حضرت ضحاکؒ ناشئة اللیل سے پوری رات مراد لی ہے۔
معاویہ بن قرۃؒ نے پوری رات کا قیام مراد لیا ہے۔
حسنؒ اور ضحاکؒ نے اس کا ترجمہ عشاء آخرہ کیا ہے اس پر حلوبا بھی اتفاق ہے۔
حضرت ثابتؒ بیان کرتے ہیں حضرت انسؓ مغرب اور عشاء کے درمیان قیام کرتے تھے آپ سے دریافت کیا گیا یہ قیام کیسا ہے آپ نے فرمایا یہ ان ناشئة اللیل کی تفسیر ہے۔
علی بن حسنؒ نے مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز مراد لی ہے۔ اس پر ابی حازم اور ابن منکدر کا اتفاق ہے۔
ھی اشد وطاً واقوم قیلاً رات کا جاگنا بہت مشکل کام ہے اور یہ بہت ہی درست ہے۔
اعمشؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے اقوم قیلا کو اصوب قیلا پڑھا ہے۔ آپ سے کہا گیا اصوب قیلا کیوں پڑھتے ہیں آپ نے جواب دیا اقوم، اصوب، اھیا ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔
حضرت حسنؒ نے اس آیت کے ترجمہ میں اثبت فی القرآن اور اقوی فی القرآن مراد لیا ہے۔
حضرت مجاہدؒ نے اُشَدُّ وطاً کا ترجمہ یوں بیان کیا ہے کہ دل کو فارغ کرنا اور رات میں مناسبت ہے۔
حضرت ضحاکؒ نے اس کا ترجمہ رات کی تلاوت کرنا زیادہ موثر ہے دل کی قرأت ہے اور رات

کی نسبت زیادہ مناسب ہے ۔

حضرت قتادہ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ بھلائی میں مضبوطی اور بھلائی حفاظت ہے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی تفہیم کے لیے خلوت اور یکسوئی کی ضرورت ہے ۔

علامہ ابن محمد بن نصر فرماتے ہیں کہ بعض اہل عرب نے ناشئۃ کو حبشی زبان کا لفظ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے بمصداق کلام الٰہی انا انزلناہ قرآناً عربیاً، ہم نے قرآن مجید عربی زبان میں اتارا ہے ۔

ناشئۃ کا لفظ و من ینشؤا فی الحلیۃ ۔ انا انشاناھن انشاءً سے ماخوذ ہے، اس کا معنی ابتدا کرنا ہے۔ عرب کا محاورہ نشیأت، تنشاء نشاء شروع کرنا۔ اور کسی چیز کا یکے بعد دیگرے متوجہ ہونا، انشاء ھا اللہ، متناشات، اس کا ترجمہ یوں بنا کہ وہ رات کی مقدس گھڑیوں میں اللہ اللہ کرتے ہیں ۔

اس پر قرآنی آیت ولقد علمتم النشاۃ الاولیٰ، شاہد ہے یعنی میں تمہاری پیدائش کی ابتداء سے واقف ہوں ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس معنی کی تائید یوں کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان پر کوئی نئی چیز اٹھتی تو کھڑے ہو جاتے خواہ نماز میں کیوں نہ ہو۔ ایک روایت میں ایسا بھی آیا ہے جب کوئی چیز آسمان کے افق پر نمودار دیکھتے تو اپنا عمل ترک کر دیتے اور دعا کرنا شروع کر دیتے ۔

وطأ کی قرآت، ابو جعفر، شیبہ، نافع، ابن کثیر، عاصم، اعمش، حمزہ کسائی نے واو مفتوحہ مقصورہ پڑھا ہے ۔

ابن عامر، ابن جعفر، ابو عمرو نے واؤ کو زیر کے ساتھ ممدودہ پڑھا ہے ۔

ابو عبیدہ نے موخر الذکر قرآت کو پسند کیا اور اسی کی تصدیق بھی کی ہے۔ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں کہ کان اور نگاہ کی موافقت ہوتی ہے رات کی تاریکی میں نماز پڑھتے وقت ۔

جس نے وطأ پڑھا ہے اس کا مقصد ہے نمازی کے لیے رات کی عبادت کرنا بہت ہی شاق ہے انسان کی نسبت ہے۔ جیسا کہ عرب کا محاورہ ہے۔ اشددت علی القوم وطأۃ سلطانہم اذا ثقلت علیھم، قوم کے لئے بادشاہ کی موافقت کرنا بہت دشوار ہے کہ وہ اس کی جملہ اوامرات کی تکمیل کر سکے ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادیا، رات کی عبادت کا ثواب بقدر محنت اور مشقت ملے گا۔

بعض نے اس لفظ کو مصدر تعبیر کیا ہے، والواطات فلاناً علی کذا وکذا مواطاۃ ًموطاً، مناسبت اور اتفاق کے معنیٰ ہیں۔

اقوم قیلاً، کا معنیٰ ہے بات میں پورا سوز وگداز ہونا، کیونکہ رات میں تمام حرکات اور اصوات سے سکون ملتا ہے اور عبادت میں کوئی چیز حائل نہیں ہوتی ہے۔

اِنَّ لك فی النھار سبحاً طویلاً، دن میں آپ کو بہت سہولتیں ہیں۔ ذیل مفسرین کی تفاسیر یہ ہیں۔

(۱) ابن عباس سے سبحاً مراد نیند اور فراغت ہے۔

(۲) مجاہد ربیع بن انس قتادہ نے فراغاً طویلاً، بہت ہی فرصت لیا ہے۔

(۳) مجاہدؒ نے تبتل الیہ تبتیلاً، کی تفسیر یوں کی ہے سوال اور دعا کی مقبولیت کا عجیب وقت ہے، ایک ترجمہ خلوص بھی کیا ہے، حضرت ضحاک سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

(۴) قتادہؒ نے دعا اور عبادت کے لئے یہ وقت وقف کریں، کیا ہے۔

اناء اللیل: مختلف تفاسیر منقول ہیں۔

(۱) ابن عباسؓ رات کی عبادت مراد ہے۔

(۲) حسنؒ رات سجدہ اور قیام میں بسر کرنا جس میں سر اور قدموں کو آرام ملے۔

ایک تفسیر یوں ہے، اول رات، وسط رات، اور آخر رات میں قیام کرنا کیا ہے۔

(۳) قتادہؒ امۃ قائمۃ یتلون ایات اللہ اناء اللیل وھم یسجدون، پ۴ آل عمران اس سے وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب، اور فرائض اور حدود قائم رکھتے ہیں۔ اللہ اور آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں اور خیرات میں پوری دلچسپی لیتے ہیں۔

(۴) ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے لیسوا سواءً من اھل الکتاب امۃ قائمۃ اہل کتاب والے اپنے مسلک میں تفاوت رکھتے ہیں اس بنا پر امت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل کتاب کبھی بھی ان کی برابری نہیں کر سکتے۔

Marfat.com

امت محمدیہ رات کی تاریکی میں عشاء کی نماز ادا کرتے ہیں اور کوئی جماعت ایسا نہیں کرتی۔ بخاری ج ۱

(۵) مجاہدؒ امۃ قائمۃ سے مراد انصاف کرنے والی جماعت مراد ہے۔

(۶) منصورؒ کہتے ہیں وہ قرآن مجید مغرب اور عشاء کی نماز میں سنتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو انسانوں کے عمل کو دیکھ کر عمل کرنا حسد نہیں ہے، بلکہ رشک ہے۔ قرآن کو دن اور رات کی گھڑیوں میں پڑھنے والا، اور دوسرا جس کے پاس دولت کے انبار ہیں وہ انہیں دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔ بعض روایات میں لفظ حسد کی بجائے تنافس کو ذکر کیا ہے کہ تمہیں ان دونوں کے عمل پر ترغیب دی جا رہی ہے۔ اس کے راوی ابی ہریرہ، یزید بن اخنس، عبداللہ بن عمرو بن عاص ہیں۔

والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما فرقان، جو لوگ قیام اور سجدہ میں رات بسر کرتے ہیں۔ حسن بصریؒ نے الذین یمشون علی الارض ھونا، جو زمین پر وقار اور سکون سے چلتے ہیں۔ وہ مراد لئے ہیں۔

(۷) اور جب ان سے ناواقف لوگ الجھتے ہیں تو وہ اپنا دامن بچا لیتے ہیں۔ جاہل ان کی عملی زندگی کو دیکھ کر انہیں مریض قرار دیتے ہیں حالانکہ ان کی زندگی خدا کی یاد میں تندرستی کھو چکی ہے۔ ان کے قلوب انوار الہیہ سے منور ہوتے ہیں لیکن ان کے جسم پر صحت کا کوئی نشان نہیں نظر آتا۔ انہوں نے اپنی دنیا کی زندگی آخرت پر وقف کر رکھی ہے، یہی ان کی اخلاقی زندگی عوام میں مشہور ہے۔ یہی لوگ مندرجہ بالا آیت کے مصداق ہیں۔ ان کی نگاہیں آخرت کو معلوم کر چکی ہیں، جنت کے مقابلہ میں تمام چیزیں ان کی نگاہوں میں حقیر ہیں۔ جب یہ لوگ جنت میں تشریف فرما ہوں گے تو ان کی زبان حمد کا ترانہ الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن، ان ربنا لغفور شکور گا رہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے جس نے ہماری تمام پریشانیاں دور کر دیں، یقیناً ہمارا رب غفار اور شاکر ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہی وہ گروہ ہے جنہوں نے دنیا میں تکالیف اور خوف برداشت کیا اور تمام لوگوں کی پریشانیوں کا علاج خوف الٰہی سے اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے جہنم کی آگ کو بجھا دیا۔ اللہ تعالیٰ مومن پر دنیا اور آخرت کا خوف جمع نہیں ہونے دیتا۔ دنیا کے خوف کا معاوضہ جنت ہے۔ ربانی انعامات ملاحظہ ہوں۔

فرمان الٰہی: (۱) ــــ ابن آدم اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے الگ رہے تو یقیناً عابد ہو گا (۲) اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر خوش رہے تو غنی بن جائے گا (۳) اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک رکھے تو مسلمان بن جائے گا۔ (۴) لوگوں سے

Marfat.com

محبت رکھ تیری زندگی عادلانہ ہو جائے گی (۵) زیادہ ہنسنے سے پرہیز رکھو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے (یعنی روحانیت تباہ ہو جاتی ہے)

تم سے قبل کچھ اقوام ایسی بھی تھیں، وہ کثیر دولت کے جمع کرنے اور عالی شان مکانات بناتے، اور ان کی امیدیں آسمان سے بڑھی ہوئی تھیں، آج ان کی کمائی، مکانات اور امیدیں کہاں ہیں۔

دولت تباہ، مکانات، قبریں اور امیدیں خاک میں مل گئیں۔

انسان یاد رکھ، تیری زندگی کا محاسبہ تیرے علم پہ ہوگا اور تیرا وقت مقرر ہے اور تیری پیشی رب پہ ہوگی، اپنی زندگی کے بقا کے لئے دولت سمیٹ لے موت کے لئے ہمیشہ تیار رہ۔

ابن آدم زمین پر سیر کر لے چند ایام بعد تیری یہی قبر ہوگی (۲) انسان تیری پیدائش ہی موت کی آرام کی گھنٹی ہے (۳) اے انسان تو لوگوں سے میل جول رکھ لیکن ان کو دل میں جگہ نہ دینا اور ان کے طلاپ کو اپنے دل اور عقل سے زائل رکھ (۴) اے انسان اگر تو اپنی خوبیوں کا تذکرہ اور برائیوں سے نفرت چاہتا ہے تو گمان سے نفرت کر اور یقین کو غنیمت جان۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں جب مومن کو پیغام الٰہی ملتا ہے تو وہ اس کی پہلے تصدیق کرتا ہے بعد وہ یقین اس کے دل کی زینت بن جاتا ہے جس کے اثرات اس کے پورے وجود کو عجز اور انکسار سے نمایاں ہوتے ہیں جب میں ایسے افراد کو دیکھتا ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے یہی وہ جدال اور خصومت سے کنارہ کشی کرنے والا مقدس گروہ ہے جن کی توصیف قرآن مجید نے عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا سے کی ہے۔

حسن بصریؒ نے ھونا کو عربی دستور کے تحت تین معنی نرمی، وقار سنجیدگی سے تعبیر کیا ہے، ان کا منشا ہے جہلاء کی غلط کاریوں کا علاج حلم اور بردباری سے کرتے ہیں، اور لطف یہ ہے دشمنی ان سے نفرت اور زمی محبت کرتی ہے۔ جہلاء کی نارروایات ملنے کے باوجود الفت اور محبت کرتے ہیں۔

عباد اللہ کی رات کا تذکرہ قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے کہ وہ قیام اور سجدہ میں رات بسر کرتے ہیں رب تعالی کا خوف ان کے دماغ کی سواری کرتا ہے اور ان کے قدم محبت الٰہی میں گڑھ جاتے ہیں اور ان کے چہرے سپاہ اور زرد ہوتے ہیں، اور آنسو ان کے رخسار دل کو منور بنا لیتے ہیں یہ دعائیں خشیۃ اللہ کا ثمرہ ہیں۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں ان کی راتیں بیداری اور دن خشوع اور خضوع میں بسر ہوتا ہے۔

الذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما

زبان سے یوں گویا ہوتے ہیں مولا کریم جہنم کے عذاب کا رخ ہم سے موڑ لے اس کا عذاب چمٹنے والا ہے۔

عزام کا معنیٰ ہے آسمان اور زمین کے ساتھ باقی رہنے والی چیز یا جو چیز انسانوں کو دکھ دے پھر زائل ہو جائے۔ اس کا نام عزام ہے۔

اللہ والے اپنی زندگی توحید الٰہی میں کھپا دیتے ہیں۔ اور اپنی تمام تمناؤں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ انسان کی دنیا اور آخرت کی بہترین خواہش عمل صالح ہی ہے لیکن مردہ دل اس نعمت عظمیٰ سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ میں نے اللہ والوں کی زندگی کے ساتھ چند لمحات گزارے وہ رات کی تاریکی میں سجدہ ریز ہوتے اور قیام کرتے ہیں۔ ان کی آنکھ نے نیند حرام کر لی۔ وہ اپنی سرگوشی اللہ تعالیٰ سے منقطع نہ کرتے، آنسو ان کے چہروں کی سیر کرتے اور بیداری ان کا معانقہ کرتی اور آخرت کی امید ان کا استقبال کرتی اور ان کے بدن تھکاوٹ کو راحت جانتے اور بشارت ان کو ہدیہ تبریک پیش کرتی اور اعمال صالح ان کے ساتھ دل لگی کرتے اور وہ ہر نیک کام کے لئے کمر بستہ ہو جاتے یہاں تک کہ ان کا وظیفہ کبھی نہ چھوٹتا۔ ان کی زندگی کا تذکرہ کرتے اتنا روتے کہ آنسوؤں سے داڑھی مبارک تربتر ہو جاتی۔

احنف بن قیسؒ بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اس آیت لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون۔ (الانبیاء) ہم نے قرآن مجید کو اتارا ہے اس میں تمہاری عملی زندگی کا ذکر ہے تاکہ تم اپنے عقل سے کام لو۔ حسن بصریؒ نے مجھے کہا قرآن مجید لاؤ تاکہ میں اپنی عملی زندگی کا ذکر اس سے تلاش کروں چنانچہ جب میں نے قرآن مجید دیا تو آپ نے ان آیات کا انتخاب کیا۔

(۱) کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون و با الاسحار ھم یستغفرون — وہ رات میں بالکل تھوڑا آرام کرتے تھے اور وہ سحری کے وقت استغفار کرتے تھے۔

و فی اموالھم حق للسائل والمحروم (ذاریات) — اللہ والوں کا مال سائلین اور نادار لوگوں کے لئے ہوتا ہے۔

تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا و مما رزقناھم ینفقون (سجدہ) — وہ اپنے بستروں سے الگ ہو کر اپنے رب کی یاد ڈر اور امیدیں رکھتے ہیں۔ اپنے مال سے خیرات کرتے ہیں۔

ینفقون فی السراء والضراء و الکاظمین الغیظ والعافین عن — اللہ والے خوش حالی اور تنگدستی میں مال خرچ کرتے ہیں اپنے غصہ پر کنٹرول کرتے ہیں اور لوگوں کی

Marfat.com

الناس واللّٰہ یحب المحسنین،
(آل عمران)

غلطیوں کو در گزر کرتے ہیں اللہ تعالےٰ احسان والوں کو پسند کرتا ہے۔

یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہٖ فاولئک ھم المفلحون (حشر) ۲۸

اپنی بھوک کا وہ خیال نہیں رکھتے وہ غیروں کو پسند کرتے ہیں جس نے اپنے نفس کو بخل سے بچا لیا۔ وہ فلاح یاب ہے۔

یجتنبون کبائر الاثم والفواحش واذا ما غضبوا ھم یغفرون، فللذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم ومما رزقنٰھم ینفقون،
(شوریٰ)

اللہ والے کبیرہ گناہوں اور بیہودہ پن سے کنارہ کش رہتے ہیں اور غصہ کی حالت میں بخشش مانگتے ہیں، جو لوگ اپنے رب سے دل کو لگاتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں ان کی زندگی مشورے سے بسر ہوتی ہے اور وہ دولت کو خرچ کرتے ہیں۔

فرمانے لگے ان روایات میں میرے عملی زندگی کا تذکرہ نہیں ہے ذیل کی آیات تلاوت کیں۔

اذا قیل لھم لا الٰہ الا اللّٰہ یستکبرون ویقولون ءانا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون (صافات)

جب انہیں لا الٰہ الا اللہ کا پیغام سنایا جاتا ہے وہ تکبر کرتے ہوئے کہتے ہیں کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک پاگل شاعر کی خاطر چھوڑ دیں۔

اذا ذکر اللّٰہ وحدہٗ اشمأزت قلوب الذین لا یؤمنون بالاٰخرۃ واذا ذکر الذین من دونہٖ اذا ھم یستبشرون (زمر)

جب ان کے سامنے صرف واحد ذات کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل کڑھتے ہیں آخرت پر انکار بالکل نہیں ہے اور جب غیر اللہ کا ذکر آتا ہے شادماں نظر آتے ہیں۔

ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین وکنا نخوض مع الخائضین وکنا نکذب بیوم الدین حتیٰ اتانا الیقین (مدثر)

تم پھر جہنم میں کیوں گئے اسلئے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلاتے تھے ہم فضول بحث میں الجھے رہتے اور قیامت کا انکار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ موت نے ہمیں آگھیرا۔

Marfat.com

فرمانے لگے میرا اس جماعت میں بھی تعلق نہیں ہے۔ بعدہ آپ قرآن کے اوراق پلٹتے رہے بالآخر اس آیت پر رکے:

واٰخرون اعترفوا بذنوبھم وخلطوا عملاً صالحاً واٰخر سیئاً عسی اللہ ان یتوب علیھم ان اللہ غفور رحیم۔ (توبہ)	ان کے کچھ عمل صالح اور کچھ غیر صالح اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غفار اور رحیم ہے۔

مولا کریم میرا شمار اس گروہ میں ہے۔

عمر بن ذرؒ فرماتے ہیں اللہ والے رات کی آمد کو دیکھ کر ان لوگوں کی غفلت دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ کہ آرام سے رات بسر کرتے ہیں اور نیند سے الفت اور محبت کرتے ہیں۔ تو یہ اللہ والے اپنے گرم بستروں کو چھوڑ کر اللہ کی رضا کے لیئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ بیداری اپنا شعار اور رات کی آمد کا استقبال عبادت خشوع اور تہجد سے کرتے ہیں۔ اور ان کے بدن خوشی محسوس کرتے ہیں۔ نیند سے ان کی آنکھیں گھبراتی ہیں۔ اللہ والوں کی رات شادمانی میں اور غافلوں کی رات ندامت میں گزرتی ہے۔

اللہ والوں کی دل کی کھیتی ذکر الٰہی کے پانی سے تر ہوتی ہے۔ اور ان کی نگاہ قبر کی وحشت پر ہوتی ہے۔ غفلت کی نیند میں مست لوگوں کی نگاہیں اس وقت کھلیں گی جب شب بیداری کرنے والوں کو انعام اور اکرام کی خلعت سے نوازا جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید اور روزہ انسان کے لیئے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا مولا کریم میں نے اس کو کھانے اور خواہشات انسانی سے دن بھر روکے رکھا اس لئے میرا مطالبہ ہے اسے معاف کرنا چاہیئے اسی طرح قرآن مجید التجا کرے گا اس نے مجھے پوری توجہ سے پڑھا تھا کہ اس نے اپنی نیند میرے لیئے قربان کر دی اللہ تعالیٰ اس کی سفارش بھی قبول فرما کر انسان کو معاف کر دیں گے۔

حسن بصریؒ نے قرآن کی تلاوت کرنے والوں کی تین اقسام بیان کی ہیں۔ (۱) اتخذوہ بضاعۃً، جنہوں نے اسے ذریعہ مطلب بنا لیا ہے۔ (۲) اقاموا حدودہٗ وہ طبقہ جس نے اس کے حروف کی حسن ادائیگی میں تصرف کیا اور اس کے حدود سے بے نیازی کی اور امراء بلاد کے پاس جا کر تلاوت سنائی تاکہ دولت سمیٹیں یہ طبقہ بہت شہرت پا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہرت کو تباہ کرے۔ (۳) عمد والی دواء (؟) یہ وہ طبقہ ہے جس نے قرآن مجید کو اپنی بیماری کا علاج سمجھا جس سے انہوں نے اپنے دلوں کو مکمل کیا

اور ان کے وجود کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

اور یہ لوگ اپنی حفاظت گاہوں میں رہے اور ساتھ ہی آپنے لباسوں میں چھپے رہتے یہی وہ گروہ ہے جس نے دشمن کو زیر کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی بارش کی۔ بخدا یہی وہ مقدس گروہ حاملین قرآن ہے کبریت احمر کی طرح نایاب ہے۔

میں نے ان قرآن والوں کے ساتھ چند لمحات بسر کیے۔ انہیں دنیا کے حصول کے ساتھ بالکل نہ تھی اور نہ ہی اس کے ضائع ہونے پر انہیں افسوس بلکہ بعض کو میری نگاہ نے ایسے دیکھا کہ ۵۰ تا ۶۰ برس تک تن کا نفیس کپڑا تک نصیب نہ ہوا اور اب بھی دیکھنے میں آیا گھر یا نڈی تک نہ پکتی تھی۔ اور نہ ہی زمین پر کوئی رہائشی مکان تعمیر کیا اور نہ ہی ایسا ہوا کہ کوئی مہمان آیا اور گھر میں عمدہ کھانوں کا اہتمام قطعاً نہ ہو تا رات کی تاریکی میں اپنے پاک چہروں کو خدا کے خوف کی بنا پر فرش بنا لیتے پھر انہیں آنسوؤں کی موسلادھار بارش سے تر بتر کرتے۔ اپنے مالک حقیقی سے راز و نیاز کی باتیں کرتے اور اپنی اخروی نجات کی خاطر پوری رات وقف کر دیتے۔ نیک عمل پر شکر ادا کرتے اور اس کی قبولیت کی دعائیں کرتے اور جب کوئی برائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی میں پوری کاوش کرتے ان کی زندگی کا یہی اثاثہ تھا۔

ان کو اپنے گناہوں کا اقرار ہوتا مغفرت کو ذریعہ نجات بناتے۔ لوگو تمہاری حالت یہ ہے عمر کم ہے اور عمل محفوظ ہے اور موت گردن میں طواف کر رہی ہے اور آگ استقبال کر رہی ہے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کا روزانہ قدر کرو۔

عبداللہ بن بلال ثقفی اپنی عمی زندگی کا نقشہ یوں بتاتے تھے کہ میں نے دن کو کھانا دیکھا نہ کہ انہیں اوقات عمر بھر نیند سے بسر نہیں کی۔ بخدا عید الفطر اور عید الضحیٰ کے ایام میں بھی میرا روزہ ہوتا تھا۔

نوٹ:۔ اس روزہ سے مراد لغویات اور خوشی سے بے نیازی ہے۔ مترجم

شداد بن اوس اپنے بستر کو کڑاہی سے تشبیہ دیا کرتے تھے جس طرح کہ اس میں دانے بھونے جاتے ہیں۔ اسی طرح میرا البستر بھی ایسا ہی ہے۔

یوں دعا کرتے مولا کریم آگ کی دہشت نے میری نیند حرام کر دی ہے یہ کہہ کر نماز میں ایسا مشغول ہوتے کہ صبح تک لگے رہتے۔

ابو ریحانہؓ ایک غزوہ سے واپس گھر تشریف لائے۔ رات کا کھانا کھا کر گھر کی مسجد میں رات بھر اللہ اللہ کرتے رہے جب مؤذن نے اذان دی اپنی مکمل تیاری کر کے مسجد میں تشریف لے گئے۔ بعدہٗ آپکی زوجہ محترمہ تشریف لے گئی

اور یوں گویا ہوئی۔ اللہ کے بندے آپ غزوہ میں رہے بعدہ آپ گھر تشریف لائے۔ آپ نے ہمارے ساتھ کوئی مسرت خیزی کا وقت ہی نہیں نکالا آپ نے جواب دیا۔

اگر تیرا کوئی نصیب ہوتا تو یقیناً میں تیرے پاس رہتا۔ لیکن اس عرصہ میں مجھے تیرا کبھی خیال تک نہیں آیا۔ آخر کونسا عمل ہے جس سے آپ نے مجھ سے گردانی فرمائی ہے۔ اللہ کے ولی نے جواب دیا میرا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ جنت کی نعمتوں کے ساتھ رہا۔ اگر میری توجہ ان سے ہٹ جاتی یقیناً میں تیرا خیال کرتا اور ایسا کبھی نہیں ہوا۔

عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک پانی کا ٹب بھرا رہتا تھا۔ رات بھر عبادت کرتے جب آپ پر غنودگی طاری ہو جاتی پھر نماز پڑھنی شروع کر دیتے۔ یہ سلسلہ پوری رات چار مرتبہ یا پانچ مرتبہ رہتا۔

سالم بن عبداللہؓ فرماتے ہیں میرے ابا جان اکثر عبادات کا قیام میں گزارتے۔ ابن زبیرؓ رات کے قیام میں پورا قرآن تلاوت کرتے عمر بھر آپ کا یہی طرز عمل رہا۔ کبھی رات رکوع میں اور کبھی سجدہ میں بسر ہوتی۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے عبداللہ بن زبیر کے عہد میں عمرہ کرنے تشریف لے جاتے وقت کہنے لگے مجھے کوئی بھی میرے عمل پر نہ روکے کیونکہ میں ابن زبیر کو تنگی کی حالت میں دیکھنا نہیں چاہتا۔ ہم نے آپ کی نصیحت کے خلاف کیا یعنی ہم نے آپ کو روکا اس وقت آپ فرمانے لگے تمہیں میں نے روکا تھا۔ عبداللہ ابن زبیر وہ شخص ہے روزہ کا عادی اور قیام سے لگاؤ رکھنے والا۔ بخدا وہ امت فلاح یافتہ ہے پھر آپ نے میں خطاب کیا۔ میرے والد عمرؓ نے مجھے بتایا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کو دنیا میں سزا دیتا ہے۔ تاکہ وہ آخرت میں خوش و خرم رہے۔ مجھے کامل یقین ہے ابن زبیر کو ایسی سنگین سزا کبھی نہ ملے گی۔ بلکہ جنت میں عیش کرے گا ابن زبیر کی عملی زندگی پر مختلف خطابات ہیں۔

(۱) عمرو بن دینار:۔ میری نگاہ میں ایسا کوئی بہتر نمازی نہیں گزرا۔

مالک بن سلمۃ اللہ ایک عورت کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ایک رات عامر بن قیس نے ان کے ہاں قیام کیا۔ فرمانے لگے لوگ کیسے غفلت کی نیند میں ہیں۔ بخدا مجھے جہنم کی آگ سونے نہیں دیتی۔ آپ جب رات کو قیام کرنے لگتے فرماتے میری آنکھ نیند کا ذائقہ پسند نہیں کرتی کیونکہ اس کے سامنے آگ کا نقشہ ہے

ربیع سلمہ کی بیٹی نے اپنے والد سے کہا لوگ غفلت کی نیند میں مخمور ہیں اور آپ ہمیشہ بیدار رہتے ہیں۔ جواب دیا ننھی بچی تیرا باپ غفلت کی رات بسر کرنے سے ڈرتا ہے۔

محمد بن منکدر کی والدہ ایک روز فرمانے لگیں میں آج کرتا ہے سویا ہوا دیکھوں آپ نے جواب دیا میری والدہ محترمہ خدا کی قسم جب میں سونے لگتا ہوں رات مجھے ڈراتی ہے۔ اور یہ اتنی جلدی گزر جاتی ہے کہ میں اپنا کوئی مقصد بھی پورا نہیں کر سکتا

حضرت سیرین نے بارہ سال کی عمر میں قرآن پڑھ لیا تھا۔ رات بھر لالٹین: پنے گھر کی مسجد میں جلاتی تھی: جب وہ بجھ جاتا تو صبح کی روشنی سے کمرہ منور ہوتا تھا۔

تیس برس وہ اپنی سجدہ گاہ میں رہی دو کاموں کے لئے وہاں سے اٹھتی تھی۔ انسانی حاجت اور آرام کرنے کے لئے۔ اپنی گھر کی مسجد میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز ادا کر کے مصلیٰ پر بیٹھی رہتی جب سورج نکلتا پھر وہ نماز میں مشغول ہو جاتی۔ پھر جب نماز کا وقت ہوتا پھر اسی جگہ حاضر ہو جاتی آپ کا قول لطیفہ بہترین عمل کی منزل شباب میں ۹۰ سال کی عمر میں فوت ہو گئی۔

ابن سیرین جب قرآن کے کسی مسئلہ کو حل نہ کر سکتے تو فرماتے میری بیٹی حفصہ کے پاس جا کر حل کراؤ۔

حفصہ کا صاحبزادہ ہذیل گرمی کے موسم میں لکڑیاں جمع کرتا، پھر سردی کے موسم میں ان کے ٹکڑے کر کے اپنی والدہ کے لئے انگیٹھی سلگاتا آپ کی والدہ محترمہ نماز پڑھتی رہتیں اور یہ صاحب رات بھر ایسے انداز کی آگ جلاتے کہ دھواں والدہ کی عبادت گاہ میں مخل نہ ہوتا۔

حفصہ فرماتیں بیٹے جاؤ سو جاؤ میں خود یہ سارا کام کر لوں گی لیکن وہ اپنے اس عمل میں مگن رہتا جب یہ فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر کی توفیق بخشی ایک دن ایسا ہوا کہ میں نے غم میں ارادہ کیا کہ اپنے جسم کو اس کی جدائی میں کاٹ کر رکھ دوں یکایک میرے سامنے قرآنی آیت ولا تشتروا بعہد اللہ ثمنا قلیلاً، انما عند اللہ ھو خیر لکم ان کنتم تعلمون ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق ولنجزین الذین صبروا اجرھم باحسن ما کانوا یعملون۔ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے بدلہ میں دنیا قلیل ہے اللہ تعالیٰ کی دولت بہت ہی بہتر ہے۔ اگر تمہیں اس کا علم ہو۔ تمہاری دولت ختم ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ختم نہ ہوں گی جن لوگوں نے صبر کا جام نوش کیا ہے ان کو ان کے صبر کے پیش نظر احسن معاوضہ دیا جائے گا۔ اس آیت کی تاثیر نے میری جملہ پریشانیوں کو کافور کر دیا (سبحان اللہ)۔

عبدالرحمٰن بن یزید نے عطا خراسانی کی عملی زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم ایک جنگل میں۔ رات بھر آپ نماز ادا کرتے۔ جب رات کا $\frac{1}{2}$ $\frac{1}{3}$ $\frac{3}{4}$ حصہ باقی رہتا آپ ہمارے خیموں میں تشریف لا کر بیدار کرتے۔ نماز کے لئے

Marfat.com

تیاری کرو اور صبح کے روزہ کا اہتمام کرو کیونکہ دن کا روزہ اور رات کی عبادت لوہے کے ہتھیاروں اور گندی شراب سے اعلیٰ ہے۔ جلدی کرو۔ تاخیر نہ کرنا۔ پھر آپ نماز میں مشغول ہو جاتے۔

ابو صہبا رات کی نماز پڑھتے پڑھتے اتنا چور ہو جاتے کہ اپنے بستر پر گھٹنوں کے بل ہو جاتے۔ ثابتؒ بن عدی نے ایک قوم کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ عبادت کے بعد اپنے بستر پر نہیں جا سکتے تھے۔

ابن ربیع عدیؒ کی حالت بھی ایسی ہی تھی ہے اس دور میں اعلیٰ عبادت شمار ہوتی تھی۔

بلال بن سعدؓ اپنی زندگی میں شدت اختیار کرتے اور دن بھر ہنستے رہتے اور رات کو مصلوں کی زینت بن جاتے۔

معاویہ بن قرۃؓ کہا کرتے کون ہے جو مجھے بتائے فلاں رات کو روتا ہے اور دن کو مسکراتا ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔

حضرت ثابت نے بتایا ایک عابد کہا کرتا تھا جب میں نیند سے بیدار ہوتا ہوں تو مجھ پر نیند حرام ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ مجھے رات کو سونے کی توفیق نہ بخشے۔

یزید رقاشیؒ بھی یہی جملے استعمال کیا کرتے تھے۔ عبید بن خالد نماز میں اونگھ رہے تھے لیکن دعا کی اللہ! مجھے اس نیند سے نجات دے۔ لیکن نماز میں آپ کی ایسی حالت نہیں دیکھی گئی۔

ہمام بن حارثؒ یوں دعا کرتے تھے یا اللہ مجھے نیند سے نجات دے اور اپنی اطاعت میں بیداری نصیب کر۔ کسی شخص سے کہا گیا آپ سوتے کیوں نہیں فرمانے لگے مجھے خطرہ ہے میری نیند مجھ سے قرآنی عجائب کو چھین نہ لے۔

عمرو بن عتبہؒ رات کے کسی حصہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر قبرستان چلا جاتا اور کہتا قبروں کے رہنے والو تمہارے عمل زندگی کے صحیفے لپیٹے جا چکے اور قلمیں بند ہو گئیں۔ برائی تم سے نفرت کرتی ہے اور نیکی سے تم بے نیاز ہو۔ پھر خوب روتے۔

گھوڑے سے اتر کر نماز پڑھتے۔ جب صبح صادق ہوتی۔ مسجد میں آکر نماز ادا کرتے آخرت کی فکر ان پر سوار رہتی تھی۔

صلہ بن اشیمؒ جنگلی میدان کی طرف بھاگ جاتے وہاں عبادت کرتے جب واپسی پر نوجوانوں کو کھیل اور تماشہ میں مشغول پاتے تو فرماتے میری راہنمائی کرو ان مسافروں کے متعلق جو دن بھر اپنے راستے سے الگ ہو کر

Marfat.com

سفر کرتے ہیں اور رات کو سو جاتے ہیں وہ کب سفر سے فارغ ہو کر اپنی منزل مقصود کو پہنچیں گے آپ روزانہ ایسا وعظ کرتے۔ بالآخر ایک نوجوان نے اس بات کو پالیا۔ ہم دن کو کھیلتے ہیں اور رات کو سو جاتے ہیں۔ ایسا اس نوجوان کی زندگی میں انقلاب آیا کہ وہ موصوف کے ساتھ عبادت کرنے جاتا۔

بکر بن عبداللہ مزنی نے بتایا کہ ایک یمن کی عابدہ عورت اپنے نفس کو اس طرح خطاب کرتی ہے کہ اس رات سے بہتر رات تجھے کوئی نہیں ملے گی۔ اس میں کمائی کرے اور ساتھ یہ بھی کہتی اس دن جیسا دن بھی نصیب نہ ہوگا۔

عبداللہ بن مسعودؓ قرآن کے عالم کو یہ نصیحت کیا کرتے تھے۔ رات کو قیام کرے جب لوگ سو رہے ہوں اور دن کو روزہ رکھے۔ جب لوگ خوشی کریں یہ غمی کرے۔ جب لوگ تکبر کریں یہ خشوع کرے اور جب لوگ گپ شپ کریں۔ یہ خاموشی کرے۔ اور جب لوگ فضول بحث کریں خاموش رہے جب لوگ ہنس رہے ہوں یہ رونا شروع کر دے۔

جندب بن ربیعؒ بتاتے ہیں کہ میں نے ایک رات محمد بن حارثیؒ کو کشتی میں دیکھا۔ دن اور رات کو نہ سویا اور نہ ہی کچھ کھایا حتیٰ کہ سفر ختم ہو گیا۔

فاذا فرغت فانصب جب آپ دنیاوی امور سے فارغ ہوں دعا میں محنت کرو۔

حضرت عبداللہؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے جب آپ فرائض ادا کر چکیں۔ تو پھر رات کا قیام کریں۔ بعض نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ کہ رات کے لئے عبادت کا وقت نکالیں۔

مجاہدؒ نے اس آیت کی تفسیر یہ بیان کی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی امور سے فارغ ہوں اور نماز کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔ اپنے رب سے راغبانہ انداز سے توجہ کرو۔

آپ سے ایک تفسیر یوں بھی منقول ہے کہ آپ اپنی جگہ حاجات نماز میں پورا کر لیا کریں۔

فارغب کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نماز کی تیاری کریں اور دوسری آیات میں ہے الی ربک فارغب اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو، رغبت اور توجہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے کرو۔

ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا کہ نماز کی حالت کے علاوہ بھی اپنے فرصتی لمحات کو ذکر الٰہی میں صرف کریں۔

حضرت ضحاک نے یہ معنی کیا ہے جب آپ فرضی نماز سے کلیۃً فارغ ہو جاویں تو تبدہ دعا کریں۔

حضرت قتادہؒ نے بھی اسی تفسیر کو پسند کیا ہے۔ اور ایک روایت آپ سے یوں منقول ہے۔ کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی خوب الحاح سے دعا کریں۔

حسن بصریؒ نے اس کا مفہوم نزالا پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے۔ کہ جب آپ جنگ سے فارغ ہو جاویں تو عبادت میں بھرپور کوشش کریں۔

سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ۲۹/۴۸ ان کے چہروں پر سجدوں کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔

حضرت ضحاکؒ نے اس آیت کی تفسیر یوں کی ہے اللہ والے رات بیداری میں بسر کرتے ہیں۔ ان کے چہرے متغیر زردی مائل ہوتے ہیں۔

ایک تفسیر یوں بھی کی گئی کہ کچھ لوگ رات کو قیام کرتے تھے۔ صبح ان کے چہروں پر زردی نمایاں ہوتی تھی۔

ایک قول میں یوں بھی کہا گیا ہے کہ ان کی یہ حالت زاہدانہ توراۃ میں پوری موجود ہے۔ انجیل میں جو ان کی حالت کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کی تمثیل کھیتی کی دی گئی ہے۔ جس طرح کونپل زمین سے نکلتی ہے پھر وہ کھیت لہلاتا ہوا بیلدار کی زینت بن جاتا ہے۔ یہی طرز زندگی صحابہ کی ہے۔ یعنی پہلے قلیل پھر اضافہ ہوا بعدہ پھر کثرت ہوئی حتیٰ کہ وہ دین کے معاملہ میں شدت اور تراسخ فی العقیدہ بن گئے۔

حضرت عکرمہؓ نے اس کا ترجمہ بیداری کے اثرات جو چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں کیا ہے۔

عطیہؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اللہ والوں کی سجدوں کی جگہیں قیامت کے روز بہت سفید ہوں گی۔

حسن بصریؒ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ان کی خاموشی عبادت ہے۔

مجاہدؒ نے اس کا ترجمہ خشوع اور تواضع کیا ہے۔ ایک تفسیر یوں کی گئی ہے کہ ان کے ماتھے پر مٹی کے اثرات نہیں ہیں بلکہ وقار اور خشوع کے اثرات ہیں۔

طاؤسؒ نے بھی خشوع اور تواضع کے معنی کو پسند کیا ہے۔

سعید بن جبیرؓ نے اثر اشتیاق کا خیال رکھ کر ترجمہ یوں کیا ہے کہ مٹی کے نشان پانی سے ہیں۔

حسنؓ نے چہرے کی سفیدی مراد لی ہے۔ عکرمہ نے اثر السجود کا معنی یہ کیا ہے۔ کہ ان کے چہروں پر مٹی کے نشانات ہیں۔

خالد حنفی اس کی تفسیر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دنیا کی عبادت کے اثرات قیامت کے روز ان کے

Marfat.com

چہروں پر ہوں گے جیسا کہ ارشاد باری ہے تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم ، اللہ والوں کے چہرے انعام الٰہی سے تروتازہ ہوں گے ۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں اس سے مراد نماز ہے جس کا تذکرہ توراۃ اور انجیل میں مختلف تفاصیل سے کیا جا چکا ہے ۔

زہریؒ اور قتادہؒ نے اخرج شطاءہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ کونپل زمین سے نکلی پھر اسے تقویت ملی ۔ یہ کیفیت کھیت زمینداروں کی تعجب خیز ہو کر دوسرے زمینداروں کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی منشا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی محترم جماعت کی زندگی کو دیکھ کر کفار پامال ہوتے ہیں ۔

سیماھم فی وجوھھم کا ترجمہ حضرت قتادہؓ نے نماز قرار دیا ہے جس کا تذکرہ توراۃ اور انجیل میں ہو چکا ہے ۔

یہ وصف صحابہ ، انجیل میں تشبیہاً بیان کی گئی ۔ بعض نے یوں کہا ہے وہ کھیتی کی طرح عبادت کے لئے تیار ہوتے ہیں ۔ ایک قوم ان سے امر بالمعروف کی داعی ہوتی ہے ، اور دوسری جماعت نہی عن المنکر کی ذمہ داری اٹھاتی ہے ۔

باب :۔ رات کا قیام اور اس کی فضیلت کا تذکرہ

عبد اللہ بن سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں آمد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ، لوگوں نے آپ کو جھرمٹ میں لے لیا اور ان کی زبان پر یہ کلمات تھے آپ تشریف لائے ۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھ کر کہا ان وجھہ لیس بوجہ کذاب ، یہ چہرہ سراپا صدق ہے ۔ آپ کا افتتاحی خطاب مدینہ میں یہ تھا ۔ مخاطب حضرات السلام علیکم کو عام کرو ، اور کھانا کھلاؤ اور اپنی دینی رشتہ داریوں کو قائم رکھو ۔ اور رات کو نماز پڑھو ۔ اللہ تعالیٰ کی جنت میں بلا خوف وخطر داخل ہو جاؤ گے ۔

حضرت ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں ۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا وہ عمل بتایئے جنت ملے ۔ آپ نے مجھے تین کام کرنے کی تلقین کی ۔ السلام علیکم کو پھیلانا ۔ اور بھوکوں کو کھانا کھلانا (۳) لوگ جب نیند میں ہوں تو اس وقت رات میں قیام کرنا تو جنت امن اور سلامتی سے مل جائے گی ۔

Marfat.com

سیدنا علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے محلات اتنے نفیس ہیں ان کا اندرونی حصہ باہر اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔ ایک بدوی نے کہا یہ جنت کس کو ملے گا آپؐ نے جواباً کہا۔ جس کی کلام عمدہ ہوئی۔ اور مستحق افراد کو کھانا کھلایا۔ السلام علیکم کو عام کیا۔ اور رات کو نفلی نماز ادا کی۔ جب دوسرے لوگ نیند میں مست ہوں۔

مالک بن اشعری اور ابن عمرؓ سے ایک حدیث جنت کی تعریف میں یہ اضافہ ہے کہ جو محل کے اندر ہوں گے وہ باہر سے بالعکس اندر سے نظر آئیں گے ان کے سوال آپؐ نے فرمایا انہوں کو ملیں گے۔

جس کے اخلاق کریمانہ ہوتے اور اسلام علیکم کو پھیلایا۔ اور کھانا کھلایا۔ اور روزہ پابندی سے رکھا۔ رات اللہ کی یاد میں بسر کر دی۔ جب کہ لوگ نیند میں تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ رات دعا میں بسر کر دی۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ بلندی درجات کے اسباب یہ ہیں۔

کھانا کھلانا۔ اور سلام علیکم عام کرنا۔ لوگ سور ہے ہوں تو رات کو قیام کرنا۔

اور گناہوں کو مٹانے والے اسباب یہ ہیں۔ مصائب اور تکالیف میں باوضو ہو کر نماز پڑھنا اور جملہ امور پابندی سے ادا کرنا۔ اور نماز کی انتظار کرنا۔ تاکہ دوسری نماز ضائع نہ ہو جائے۔

کریز ضبیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؐ سے جنت میں لے جانے والا عمل پوچھا آپؐ نے جواب دیا۔ عدل کر اور فالتو مال اللہ کی راہ میں خرچ کر اس نے کہا اگر میری یہ طاقت نہ ہو تو پھر کیا کروں آپؐ نے فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں۔ اونٹ پر پانی لاد کر ان کو سپلائی کر جن کے پاس نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے تیرے اونٹ میں کوئی کمزوری نہ آئے گی اور نہ ہی تیری مشک میں سوراخ ہوگا۔ حتیٰ کہ آپ کو جنت مل جائے گی۔ خیال رکھنا ایک دن پانی ڈالنا اور دوسرے روز چھٹی کر دینا۔

حضرت بلالؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ رات کو اللہ اللہ کرنا اللہ والوں کی علامت ہے جو تم سے پہلے گزر چکے۔ رات کے قیام سے قرب الٰہی نصیب ہے۔ اور کبیرہ گناہ دور ہوتے ہیں اور گناہ سے رکاوٹ۔ اور جسم کی جملہ بیماریاں چھینک دی جاتی ہیں۔

بعض صحابہ سے یوں بھی منقول ہے کہ اگرچہ ایک رکعت ہی پڑھ لو۔ ثواب اتنا ہی ملے گا۔ ایک روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ترغیب منقول ہے کہ تم رات میں ایک رکعت ہی پڑھ لیا کرو۔

سمرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی عبادت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں کہ قلیل، کثیر رات کی

Marfat.com

عبادت ضرور کیا کرو۔ اس صورت میں آخری نماز تمہاری طاق ہو۔

عبدالرحمٰن بن عائش حضرمیؓ آنحضرتؐ سے سماعاً عبادت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی ذات (انوار الٰہیہ) کو احسن صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے یوں خطاب کیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہے میری اسمبلی کے فرشتے کس بات پر جھگڑتے ہیں۔ میں نے جواب دیا اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ بعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے دو شانوں کے درمیان رکھی جس سے مجھے شانوں میں ٹھنڈک محسوس ہوئی میں نے اس کے بعد آسمان اور زمین کی معلومات کو فراہم کر لیا۔

پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ کذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض ولیکون من الموقنین۔ ہم آسمان اور زمین کا مشاہدہ ابراہیم علیہ السلام کو کرا چکے ہیں تاکہ انہیں یقین ہو جائے۔

دوبارہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا ملاء اعلیٰ کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے کہا دو چیزوں میں، گناہوں کا کفارہ کیا چیزیں ہیں اور درجات کی تقسیم کیسی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کہا وہ کیا ہیں بیان کیجئے۔ میں نے یوں جواب دیا۔

۱۔ جماعت کے لئے مسجد میں جانا (۲) مساجد میں نمازوں کی انتظار کے لئے بیٹھنا۔ (۳) وضو ہر حالت میں بخوشی کرنا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

جو شخص یہ کام کرے گا اس کی زندگی اور موت بہتر ہوگی اور اس کے گناہ اس طرح دور کیے جائیں گے جس طرح آپ اپنی والدہ کے بطن سے دنیا پر تشریف لائے ہیں۔

درجات کی تفصیل یہ ہے (۱) کھانا کھلانا (۲) عمدہ شیریں بات کرنا۔ (۳) لوگ رات کو بستر پر آرام کر رہے ہوں اور تیری رات مصلیٰ پر اللہ اللہ کرتے گزرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیل کی دعا کی۔

مولا کریم میں تجھے عمدہ اشیاء کا مطالبہ کرتا ہوں اور مین باتوں سے پرہیز چاہتا ہوں اور مساکین سے محبت کا مظاہرہ کرتا ہوں۔ میری توبہ منظور کرتا اور میرے وہ امور جس سے کسی کو تکلیف پہنچی ہے ان کے لئے معافی کا باعث بنا لے اور مجھ پر اپنی رحمت کے دریا انڈیل دے۔ یا اللہ جب تو کسی نافرمان مجرم کو آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے فوت کرا لینا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخدا ان کو ضرور عملی رنگ دو۔ یہ بالکل سراپا حقیقت ہے

Marfat.com

اسی طرح احادیث ابن عباسؓ، ثوبانؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی امامہ سے بھی منقول ہیں۔

علامہ محمد بن نصرؒ اس حدیث کی جرح تعدیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور اس کی اسناد کے راوی غیر معتبر ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث محدثین کے معیار سے خارج ہے۔ کیونکہ اس کی سند کا کوئی قوی ثبوت نہیں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ اذ یختصمون یعنی فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں کی تفسیر یوں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ اذ قال ربك للملٰئكة انی جاعل فی الارض خليفة اللہ تعالےٰ نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں نمائندہ بھیجنے والا ہوں۔ اس بات پر فرشتے مخاصمہ کر رہے تھے۔

۲۔ حسن بصریؒ نے اذ قال ربك للملٰئكة انی خالق بشرا، میں بشر کو پیدا کرنا چاہتا ہوں، کے متعلق تھا۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے خود اپنے مقدس ہاتھ سے بنایا۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں۔ کہ فرشتوں کا تنازعہ آدم علیہ السلام کی شان سے متعلق تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم خلافت کا اعلان کیا فرشتوں نے جواباً کہا زمین پر خون ریزی اور فساد برپا ہوگا۔

علامہ مروزیؒ اس تفسیر قتادہؒ کو پسند کرتے ہیں۔ حدیث کی مناسبت کے پیش نظر ابی سعید خدریؓ بتاتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تین طرح کے آدمیوں کے اعمال پر مسرت کا اظہار کرتا ہے۔

۱۔ وہ جو رات کا قیام کرتے ہیں۔ ۲۔ جو لوگ جماعت سے نماز ادا کرتے ہیں۔ ۳۔ جو لوگ جنگ کرتے ہیں۔

ابن مسعودؓ نے دو اشخاص کا تذکرہ کیا ہے جن پر اللہ تعالیٰ تعجب کرتا ہے۔

ایک شخص نے اپنا گرم بستر اور گرمی کے سارے اسباب اور اپنے اہل و عیال اور پڑوسیوں سے کنارہ کش ہو کر باوضو ہو کر نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ اللہ تعالےٰ فرشتوں سے یوں مخاطب ہوتے ہیں۔ اس آدمی نے ایسا کیوں کیا۔ فرشتے جواباً کہتے ہیں۔ تیری امید اور بیم کے پیش نظر۔ فرشتو تم ان کے عمل کے گواہ بن جاؤ۔ اس کا خوف میں نے دور کر دیا۔ اور اس کی امید کو چار چاند لگا دیئے۔

دوسرا وہ شخص ہے جس کے رفقاء میدان کارزار میں گئے اس کے ساتھی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس اکیلے نے دشمنوں کے ساتھ جنگ کیا حتیٰ کہ اس نے جام شہادت نوش کر لیا۔ فرشتو اس بندے کی زندگی کا مطالعہ کرو باوجود کہ ساتھی چھوڑ کر بھاگ گئے لیکن یہ تم کو جہاد کرتا ہے حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ صرف میری امید اور خوف کی خاطر۔

Marfat.com

ایک روایت میں بھاگنا اور جہاد کرنے کے حالات کو یہ خوب جانتا ہے۔

عمر بکالی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا عمل کرو اور خوشی بجا ہو۔ تین اعمال ایسے ہیں۔ کہ جن کے کرنے والے کو جنت ملے گی۔

ایک وہ شخص ہے جو رات کے قیام کے لیے گرم لحاف اور بستر کو چھوڑ کر وضو اور نوافل پڑھتا ہے محض اس کی نیت خوف خدا اور امید خدا اور امید رحمت خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر فرشتوں کو گواہ بنا کر فرماتے ہیں۔ میں نے اس کے عمل کو خوب جان لیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں تم بھی اس کی عملی زندگی کی تفسیر مجھے پیش کرو۔ یاد رکھو میں نے اس کی جگہ خواہش سے اسے خوش کر دیا۔ اور خوف دور کر دیا۔

ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ سید العرب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیطان رات کو موقعہ تلاش کر کے سونے والے کے سر پر تین گرہ باندھ دیتا ہے اور پھر یوں ہر گرہ پر کہتا ہے۔

لیل طویل رات بہت لمبی ہے۔ نیند پوری کر لو۔

جب بیدار ہو کر ذکر الٰہی کرتا ہے ایک گرہ کھول دیتا ہے۔ دوسری گرہ وضو کرنے سے کھل جاتی ہے۔ تیسری گرہ نماز پڑھنے سے کھل جاتی ہے۔ صبح طبیعت بشاشت کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتی ہے ورنہ طبیعت میں جاثت چکر کاٹتی ہے۔ اور دن بھر سستی سوار رہتی ہے۔

ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان المبارک کے روزوں کے بعد افضل ماہ محرم ہے اور فرائض نماز کے بعد افضل ترین مرتبہ رات کے نوافل کا ہے۔

حضرت جابرؓ آنحضرت صلعم سے نقل کرتے ہیں جس نے رات کو نوافل کثرت سے پڑھے اس کا چہرہ دن کو حسن سے بھرپور ہوگا۔

حسن بصریؒ سے کسی نے کہا تہجد والوں کے چہرہ پر نورانیت کیونکر ہوتی ہے۔ آپ نے جواب دیا چونکہ وہ خلوت میں رحمان کو راضی کرتے ہیں جس کی بنا پر ان کے چہروں پر انوار الٰہیہ کی بارش ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا تھا۔ رات کو اتنا قیام نہ کرنا۔ کہ آج کر دیا اور کل کو چھوڑ دیا ایسی عبادت اچھی نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی ذیل علامات بیان کیں۔

۱۔ ان کا سلام لعنت ۲۔ ان کا کھانا لوٹ کھسوٹ ۳۔ خیانت ان کی غنیمت ۴۔ مساجد میں

Marfat.com

بکواس کرتے ہیں ۵۔ نماز سے کوئی توجہ نہیں رکھتے۔ ان کے قلوب میں محبت کا نشان تک نہیں ہے، وہ رات کو لکڑی کی طرح پڑے رہتے ہیں (یعنی نوافل نہیں پڑھتے) اور دن کو شور و شغب سے محبت رکھتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کھانے پر ذکر الٰہی یعنی بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اور پھر رات کو قیام کیا کرو۔ ورنہ دل سخت ہو جائیں گے۔

بروایت عائشہؓ عون بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک قومی نگران (منتظم) تھا۔ جب وہ روزہ افطار کرتے تو انہیں کہتا کھانا زیادہ مت کھانا۔ کیونکہ نیند زیادہ آئے گی اور تم نیند میں رہے تو تمہاری رات کی نماز بیت جائے گی۔

ربیعہ بن یزیدؓ بیان کرتے ہیں کہ سلیمانؑ کی والدہ نے اپنی ایک نفیس نصیحت بیٹے سے یوں کی بیٹا زیادہ مت سونا کیونکہ جو لوگ دنیا میں غفلت کی نیند سوتے ہیں وہ عملاً عنداللہ محتاج ہوں گے۔

بیٹا کثرت جماع سے پرہیز کرنا۔ جب لوگوں کی قوت کی ضرورت ہوگی تو آپ خالی قوت ہوں گے۔

معقل بن حبیبؓ نے ایک قوم کو دیکھا وہ بے تحاشا کھا رہے تھے، فرمانے لگے معلوم ہوتا ہے یہ لوگ رات کے نوافل سے عاری ہیں۔

عون بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ایک مخلوق جو جنت میں داخل کرے گا اور ان پہ انعامات نچھاور کرے گا۔ وہ اس انعام ہی سے خوشی سے مست ہو جائے گا۔ جب اس کو خوشی کی حالت سے ہوش آئے گا۔ تو ان کی نگاہیں بلند درجات والوں کو دیکھ کر بے ساختہ کہیں گی۔ مولا کریم یہ ہمارے دنیا میں بھائی تھے اور ہم انہیں میں رہتے تھے۔ آخر ان کی تفضیل کیسے؟ اللہ تعالیٰ جواب فرمائیں گے۔ جب سیر ہوتے تھے یہ بھوکے۔ تم پانی سے سیراب ہوتے تھے اور یہ پیاس پر صبر کرتے۔ یہ رات کو قیام کرتے اور تم نیند کے نشہ میں ہوتے۔ ان کی نگاہیں بلند ہوتیں جبکہ تمہاری نگاہیں نیچی ہوتی تھیں۔

وہب بن ورد نے حضرت یحییٰ ابن زکریاؑ کی زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا۔ کہ ابلیس نے یحییٰؑ سے کہا میں آپ کو نصیحت کرنے آیا ہوں۔ آپ نے جواب دیا تو بالکل جھوٹا ہے۔ مجھے نصیحت نہ کر بلکہ انسانوں کی اقسام بتا کہ وہ کتنے ہیں۔ اس نے کہا ان کی تین اقسام ہیں۔ ایک گروہ ایسا ہے ہم اسے اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں لیکن پھر وہ استغفار سے ہم سے چھوٹ جاتا ہے۔ اور ہماری تمام محنت کو

Marfat.com

توبہ کے پانی سے برباد کر دیتا ہے۔ ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے لیکن وہ ہمارے قابو میں کبھی نہیں آتے۔

دوسرا طبقہ ایسا ہے کہ وہ ہمارے دائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ یعنی ہاتھ کا کھلونا ہے جب ہم چاہیں اُسے قابو کر لیتے ہیں۔ ان کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں ہے۔

تیسرا طبقہ ایسا ہے کہ ہم اسے معصوم کہتے ہیں ہم ان پر قدرت نہیں رکھتے۔ اس پر حضرت یحییٰؑ نے کہا مجھ پر بھی تو نے کبھی قدرت پائی ہے۔ کہنے لگا ہاں ایک مرتبہ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے، کھانا بہت محبوب تھا۔ آپ نے خوب کھایا جس کا اثر یہ ہوا کہ آپ ساری رات سوئے رہے۔ اس پر یحییٰؑ فرمانے لگے یقیناً میں نے سیر ہو کر کھانا زندگی بھر نہ کھاؤں گا۔ شیطان نے کہا میں بھی آپ کے بعد کسی نصیحت نہیں کروں گا۔

حضرت کعب نے احباب کی محفل میں واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابن عباسؓ یمنی چادر اوڑھے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت کعبؓ سے کہا میں آپ سے چند سوالات حل کرانا چاہتا ہوں جن کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ادریسؑ اور اس کے رفع مکانہ کے متعلق سوال کیا مسئول نے جواب دیا۔ حضرت ادریسؑ ٹیلر ماسٹر تھے اور اپنی حلال روزی سے تین درہم یعنی ۱۲ آنہ خیرات کرتے۔

رات کو بالکل نہ سوتے تھے اور دن کو روزہ رکھتے اور ذکر الٰہی سے اکتاتے نہ تھے۔ اسرافیل تشریف لائے انہوں نے آپ کو بشارت دی۔ آپ نے کہا کیا تجھے میرے ساتھ کوئی کام ہے۔ ہاں میں اپنی زندگی اور موت کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں فرشتے نے جواب دیا کہ میرے علم میں نہیں ہے۔ آسمان پر موصوف کو لے گیا۔ اسی اتفاق سے عزرائیل کی مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ ملک الموت نے اپنی کتاب میں ان کی عمر دیکھی اور کہنے لگا چھ یا سات گھنٹے باقی ہیں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی روح اسی وقت آسمانوں پر قبض کر لوں یہ ہے رفع مکان کی تفسیر۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز داؤدی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے آپ رات کے $\frac{1}{2}$ $\frac{1}{3}$ $\frac{1}{6}$ حصہ میں سو کر پھر بالترتیب عبادت کرتے۔

ابن عباسؓ حضرت داؤد کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات آپ نے عبادت

کی تو مسرت محسوس کی بیلنڈک نے کہا حضرت داؤد صاحب میں تجھ سے بہتر ہوں۔ کیونکہ مجھے اونگھ آگئی لیکن میں بیدار رہا خوشی محسوس نہ کرنا کل رات میں نے آپ کو بجزا دیکھا ہے آپ سوئے ہوئے تھے۔ بیلنڈک والے قصے کی وضاحت یوں ہے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی رات کو تقسیم کر رکھا۔ ایک رات عبادت کے لیئے اور ایک رات اہل و عیال کی مدارات کے لیئے۔ لیکن عبادت کسی رات میں ترک نہ کرتے تھے جب موقعہ ملتا نماز پڑھتے یا ذکر کر لیتے۔ آپ کے گھر میں تالاب تھا ایسا دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت بہت کرتے ہیں۔ بیلنڈک تشریف لایا اور کہنے لگا خدا کی قسم۔ آپ کا مقام نبوت سے کرم ہے۔ جب مجھے بھی رب نے پیدا کیا ہے۔ میں نے کبھی آرام نہیں کیا۔ میں ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر اللہ کی تسبیح کرتا ہوں میری ہر رگ ذکر سے تر بتر ہے۔ اس پر داؤد نے اپنی عبادت کو حقیر سمجھا۔

حضرت عباس رضی سیدنا عمر رضی کے پڑوسی تھے۔ آپ دن کو روزہ رکھتے اور لوگوں کے معاملات سلجھاتے اور رات قیام میں بسر کرتے جب آپ دنیا سے رخصت کر گئے میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا مجھے حضرت عمر رض کی حالت دکھائی جائے۔ سال بعد میں نے خواب میں یوں دیکھا آپ بازار سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ نے السلام علیکم کہا میں نے جواب وعلیکم السلام دیا۔ میں نے کہا حضرت آپ کس حالت میں ہیں اور کیا آپ کو ملا ہے آپ نے جواب دیا کہ آج میں اپنے حساب سے فارغ ہوا ہوں۔ اگر میرا رب غفور رحیم نہ ہوتا تو میری عزت خاک میں مل جاتی۔

عبدالرحمٰن تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر اللہ اللہ کرنا چاہتا تھا۔ کہ ایک آدمی نے اچانک مجھے پیچھے سے دبایا یہ سلسلہ دوبارہ ہوا جب میں نے دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ کھڑے تھے۔ میں واپس ہو گیا تو آپ نے ایک رکعت میں قرآن ختم کیا۔

یعلیٰ بن مسرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رض رات کو نفلی نماز پڑھنے کے لیئے مسجد میں تشریف لاتے۔ ایک دن سبیب حروری نے احباب سے کہا ہر رات کو ہم آپس میں دس دس آدمی مل کر باری باری پہرہ دینا چاہیئے۔ میں پہلا شخص تھا نگرانی کرنے والا۔ آپ اس جگہ سے نکلے اور آپ نے کوڑا پھینک دیا پھر نماز پڑھنی شروع کر دی جب آپ فارغ ہوئے فرمانے لگے۔ آپ یہاں کیسے تشریف فرما ہیں۔ حضرت آج ہم آپ کی نگرانی کے لیئے بیٹھے تھے تاکہ کوئی مخالف انسان آپ کو اس ٹائم تکلیف نہ دے۔

ارضی مخلوق کی نگرانی کرتے ہو یا سماوی مخلوق کی۔ ہم نے جواب دیا سماوی مخلوق کی نگرانی ہمارے بس سے باہر ہے۔ آپ نے فرمایا جو تکلیف انسان کو پہنچتی ہے اس کا فیصلہ پہلے آسمان سے ہوتا ہے بعدہ زمین پر وہ چیز نمودار

Marfat.com

ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک مضبوط اور محفوظ قلعہ بنا رکھا ہے کوئی مجھے نقصان نہیں دے سکتا۔ جب موت کا پیغام آجائے گا یہ قلعہ بھی نہ رہے گا۔ جو لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا خواب بیان کرتے جن کی تعبیر آپ فرما دیتے۔ عبداللہ بن عمرؓ بتاتے ہیں۔ میں نے خواب میں دو فرشتے دیکھے۔ مجھے وہ پکڑ کر آگ کی طرف لے گئے۔ وہاں ایک گڑھا تھا جیسا کنواں ہوتا ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر لکڑی گاڑی ہوئی تھی۔ اس میں کچھ لوگ ایسے تھے جن کو میں نے پہچان لیا۔ میں نے اعوذ باللہ من النار پڑھنا شروع کردیا ایک دوسرے فرشتے مجھے کہا گھبرانے کوئی بات نہیں یہ خواب میں نے اپنی بہن سے بیان کیا انہوں نے سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ عبداللہ آپ کتنے اچھے آدمی ہیں رات کو نماز پڑھا کرو۔ حضرت سالم بیان کرتے ہیں کہ بعدہ آپ رات میں بہت نوافل پڑھتے تھے۔ ابن عمرؓ جب فوت ہونے لگے یوں گویا ہوئے کہ مجھے دنیا کی کسی تکلیف کا کوئی صدمہ نہیں ہے۔ افسوس کہ میں نے حجاج کے ساتھ جنگ نہ کیا۔

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں یقیناً موت کو پسند کرتا اگر یہ تین چیزیں نہ ہوتیں۔

۱۔ جہاد فی سبیل اللہ ۲۔ ماتھے کا خاک آلودہ رضائے الٰہی کے لئے کرنا۔ ۳۔ ایک نیک احباب کی محفل سے فائدہ اٹھانا۔ جس طرح کہ لوگ کھجور کو پسند کرتے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ رات کے نوافل پڑھنے کی فضیلت ایسی ہے جیسا کہ حالت اخفا یعنی پوشیدگی میں صدقہ کرنا۔

عمرو بن عاصؓ فرمایا کرتے تھے کہ دن کو دس رکعت پڑھنے سے رات کو ایک رکعت پڑھنی افضل ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ انسان کی بزرگی میں ہے کہ رات کو نوافل پڑھنا اور لوگوں کی دولت سے بے نیازی اختیار کرنا۔

وہب بن منبہؒ فرمایا کرتے تھے کہ رات کی عبادت کرنے میں کمینہ آدمی کو شرف ملتا ہے اور ذلیل آدمی کو عزت ملتی ہے۔ دن کا روزہ شہوات نفسانی کو خصی کر دیتا ہے مومن کی راحت صرف جنت میں ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں پیاری سے پیاری لونڈی وقف کرنے سے بہتر ہے کہ رات انسان اللہ اللہ میں گزار دے یا قرآن کی تلاوت کرے۔ میرے نزدیک ذکر الٰہی کرنے والا افضل ہے۔

Marfat.com

کسی آدمی نے عمرو بن عاصؓ کو رات کی نماز پڑھتے دیکھا آپ رو کر فرما رہے تھے۔ یا اللہ عمروؓ کو تو نے مال کی نعمت سے نوازا ہے۔ اگر تجھے یہ مال عمر کا چھیننا مطلوب ہے تو چھین لے لیکن عمرو کو آگ کا عذاب نہ دینا۔ مولا کریم تو نے مجھے اولاد سے رکھی ہے اگر وہ تجھے مطلوب ہے تو ختم کر دے لیکن مجھے آگ کا عذاب نہ دینا۔ مجھے تو نے سلطنت دی اگر یہ چھینی مطلوب ہے تو چھین لے لیکن عمرو آگ کا عذاب برداشت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے سلطنت چھین لی۔

حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ انسانی اعمال سے بہتر اور مضبوط عمل رات کی نماز ہے۔ انسان کے لئے زیادہ مشقت والی چیز نماز ہے اور صدقہ کرنا آسان ہے۔ جو تمام کاموں کی جڑ ہے۔

حضرت حسن بصریؒ رات کی نماز کھڑے ہو کر پڑھتے اور جب تھک جاتے لیٹ کر پڑھ لیتے۔

حضرت یحییٰ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے باتیں بہت کیا کرو اور لوگوں سے بالکل معمولی باتیں کرو۔ لوگوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فرمایا خلوت میں مناجات اور دعائیں کیا کرو۔

حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ نماز کی تین فضیلتوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ آسمان سے نیکی بکھیرتے ہیں۔ وہ انسان کی مانگ پہ آ گرتی ہے۔ اور فرشتے اس کے قدموں کو آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں تیسرا اور بتلاتی ہے کہ تو کس سے سرگوشی کر رہا ہے اگر اسے ان کا علم ہو جائے تو کبھی نماز نہ چھوڑے۔

امیر معاویہؓ نے بصرہ کے گورنر کو دیکھا کہ آپ عامر بن عبد قیس کی شادی کرا دیں اور اس کا حق مہر بیت المال سے ادا کر دیں۔ چنانچہ گورنر نے حکم کے تحت شادی کر دی لیکن عامر اس پر رضامند نہ تھا۔ بالآخر شادی ہو گئی۔ آپ نے سہاگ کی رات مصلیٰ پر سجدہ ہو کر بسر کی اور جب صبح صادق ہوئی تو اسے کہا اپنے کپڑے سمیٹ لے۔ اس لئے تاکہ تجھ سے کچھ لیا نہ جا سکے۔

عامرؒ کی عملی زندگی عجیب تھی جنت کا طالب اور آپ سے بھاگنے والا کبھی رات کو سو نہیں سکتا، رات آتی تو آپ فرماتے کہ آگ کی گرمی کی بنا پر میں نے سونا حرام کر دیا ہے۔ اور جب دن ہوتا تو میں دن بھر اس آگ کو بجھا دوں گا۔ جس نے خوف مزار رکھا وہ کامران ہوا اور جس کسی نے سستی کی وہ ناکام ہوا۔

معاذ عدویہ عابدہ اور زاہدہ عورت کہتی تھیں کہ میں نے اپنی موت کی بنا پر رات کو آرام کرنا چھوڑ دیا۔ صبح ایسے ہی گزر جاتی اور جب دن طلوع ہوتا شام کو نہ سوتی۔ شاید میری موت دن کو آ جائے۔ موسم سرما میں باریک کپڑے پہنتی تاکہ سردی کی وجہ سے نیند نہ آئے۔

عامرؒ فرمایا کرتے تھے کہ عوام الناس کی زندگی کا انحصار چار چیزوں پر ہے۔

۱۔ عورت ۲۔ لباس ۳۔ نیند ۴۔ کھانا۔

۱۔ بخدا عورت کی طرف میں نے نگاہ بھر کے نہیں دیکھا میں سمجھتا ہوں یہ دیوار ہے۔

۲۔ لباس کے معاملہ میں میں نے موٹا اور باریک کا امتیاز کبھی نہیں کیا۔

۴۔ نیند اور کھانا یہ دونوں مجھ پر ایسے سوار ہوئے ہیں، لیکن کوشش جاری رکھتا ہوں۔

حسن بصریؒ فرماتے ان کی کثرت نے اسے واصل موت کیا۔ ایک رفیق نے بتایا جو چار ماہ اس کے ساتھ رہا میں نے اسے رات اور دن کو سوئے نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ چمڑے کا تھا جو کھجور کے پتوں سے بھرپور تھا۔

علی بن زیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیہ کی یوں تعریف کرتے ہیں کہ آپ کا تکیہ اکہرا تھا بعض ازواج مقدسات نے اسے ڈبل کر دیا۔ آپ نے فرمایا مجھے ایسے تکیہ سے نفرت ہے۔ آپ اسے اکہرا ہی رہنے دیں۔ (سبحان اللہ)

حسن بصریؒ فرماتے اللہ والوں کی زندگی نرالا پن دکھاتی ہے۔ بعض کو ہم نے دیکھا ۵۰، ۶۰ برس عمر لطیف گزر گئی لیکن اس عرصہ میں نہ کوئی گھر میں کھانا تیار کرایا اور نہ ہی تن پر خاص کپڑا پہنا اور نہ ہی زمین کا کوئی قطعہ خریدا۔

سابقین سے ایک شخص تشریف لایا اس نے رونا شروع کر دیا۔ اس کی ہچکی بندھ گئی لوگوں نے کہا حضرت آپ اتنا کیوں روتے ہیں اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا غفار ہے۔ بخدا مجھے تین چیزیں دیکھ کر رونا نہیں آتا۔

۱۔ شدت کی پیاس کو بجھانا۔ ۲۔ رات ایسی حالت میں گزارنا کہ رات بالکل آرام اور سکون سے بسر ہو جائے کبھی نماز ادا کر لی اور کبھی چھوڑ دی۔ ۳۔ اللہ کی راہ میں صبح اور شام جہاد کرنا۔

محمد بن کعبؓ قرظی فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے کہ صدیقو میری نعمتوں پر خوش ہو اور میرے انعامات کا شکریہ ادا کرو۔

ربیع بن خثیمؒ نے اپنے غلام کو ایک جنگل میں روانہ کیا اور گھوڑا باندھ کر اس نے نماز پڑھنی شروع کر دی غلام آیا کہنے لگا حضرت گھوڑا کہاں ہے آپ نے فرمایا یسار! تو نے چوری کی ہے تو دیکھ رہا تھا اور چوری

Marfat.com

کیسے ہوگئی۔ نماز میں اپنے رب سے سرگوشی کر رہا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کبھی غافل نہیں ہو سکتا بعد میں دعا کی مولا کریم اگر چور غنی ہے اسے ہدایت دے اور اگر فقیر ہے تو اسے دولت مند کر دے سبحان اللہ

ام غزوان نے اپنے لڑکے سے کہا کہ تیرے بستر یا تیری جان کا تجھ پر حق ہے اس نے جواب دیا کہ امی میں راحت چاہتا ہوں قبل اس کے کہ میرے اعمال نامے لپیٹے جائیں۔

موصوف زندگی بھر ہنستے نہیں دیکھے گئے۔ کیونکہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب جنت مل جائے گی خوب کھل کھلایا کریں گے۔

حسن بصریؒ فرماتے وہ پوری زندگی میں ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ ہمامؒ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے بستر پر نہ سوتے تھے۔ نماز پڑھتے پڑھتے مسجد میں سو جاتے تھے۔ بیداری پر ساری رات ذکر الٰہی میں گزر جاتی۔

حضرت شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی نعم چودہ روز لگاتار وصل کرتے تھے۔ بعدہ ہم اس کی بیمار پرسی کرتے۔ حجاج کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے پندرہ روز قید کر دیا۔ جب جیل کا دروازہ کھولا گیا تو موصوف کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ حجاج نے کہا آپ فوراً تشریف لے جائیں کیونکہ آپ پورے عرب کے زاہد اور عابد ہیں۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج بن فرافصہ کے پاس گیارہ راتیں بسر کیں۔ اس نے ان ایام میں نہ کھانا اور نہ پانی پیا اور نہ سویا [illegible] ن اللہ)

ہشام دستوائیؒ اپنے گھر میں رات بھر لالٹین جلائے رکھتا تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ یہ ہمیں تکلیف دیتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر میں اسے گل کر دوں۔ تو قبر کی تاریکی مجھے سونے نہ دے گی۔

ایک غلام سے اس کی لونڈی کہا کرتی تھی۔ کہ آپ ہمیں سونے کیوں نہیں دیتے۔ غلام نے جواب دیا تمہیں دن میں سونے کا وقت مل جاتا ہے۔ میری حالت یہ ہے کہ جب میں آگ کا ذکر کرتا ہوں تو میری نیند ختم ہو جاتی ہے اور جنت کے ذکر پر طبیعت پریشان ہوتی ہے کیونکہ میں نے اس کے لئے سامان نہیں تیار کیا ہے۔

وہب بن منبہ فرماتے ہیں۔ کہ تہجد پڑھنے والوں کو قیامت کے صحن میں اکٹھا کیا جائے گا۔ پھر ان کے اعزاز کے لئے موتی کی اونٹنیاں لائی جائیں گی انہیں روح ڈال کر حکم ہوگا کہ اللہ اللہ کرنے والوں کو اپنے اوپر سوار کر کے جنت میں لے جاؤ۔ لوگ ان مہمانوں کی اس حالت کو دیکھ کر حیران ہوں گے۔

Marfat.com

آخر یہ کون لوگ ہیں۔ آخر انہیں معلوم ہو جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے احسان سے نیک بنا دیا۔ ان کی جنت میں منزل عالیشان ہوگی۔

اوزاعیؒ کہا کرتے تھے کہ جس نے رات کا لمبا قیام کیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کی تلخیاں اس پر آسان کردیں گے طلحہ بن نصفؒ فرماتے ہیں کہ جب انسان تہجد کے لئے کھڑا ہوتا ہے اسے دو فرشتے آواز دیتے ہیں۔ کہ تو کتنا خوش قسمت ہے کہ تو نے عابدین کی سنت کو زندہ رکھا۔

محمد بن قیسؒ فرماتے ہیں کہ انسان رات کو اللہ اللہ کرنے کے لئے جب بیدار ہوتا ہے اور رات کا قیام کرتا ہے تو آسمان سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے سر پر بکھیر دی جاتی ہے۔ اور اس کی قرآنی خواہشات کے دلدادہ اور پڑوسی اس کی قرأت کو محبت سے سنتے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہو کر نماز پڑھتا ہے اور دعا کرنے لگتا ہے۔ تو فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ بعدہ اگر اس پر نیند طاری ہو جاتی ہے تو اُسے آواز ملتی ہے خوشی کے ساتھ اپنی آنکھ کو ٹھنڈک سے ٹھنڈا کر کے سو جاؤ۔ آپ کا سونا اچھے عمل پر ہے۔

ابی امامہ باھلیؓ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں رات کی نماز کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ کہ انسان کا رات کو دو رکعت نماز پڑھنا اس کے لئے افضل ترین ہے۔ نیکی اس کے سینہ پر بکھیر دی جاتی ہے۔ جب تک نماز میں رہتا ہے۔ انسانوں کی عملی زندگی جب تک قرآن پر رہے گی بہتر ہوگی۔

عطاء خراسانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ بعض لوگ رات کے قیام کو بدن کی زندگی، اور دل کا نور، اور آنکھوں کی بصارت اور اعضا میں قوت کا باعث کہا کرتے تھے۔

انسان رات کو جب تہجد کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ صبح اس کے دل میں خوشی ہوتی ہے۔ جب اسے اپنے عمل سے نیند آجاتی ہے تو اس کا دل منکر اور پژمردہ نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اس سے عظیم الشان نفع رساں چیز گم ہو گئی ہے۔

یزید رقاشیؒ فرمایا کرتے تھے کہ طول تہجد سے عابدین کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے۔ اور روزہ کی پابندی سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی بشارت ملتی ہے۔

اسحاق بن سویدؒ سیاحۃ کا معنیٰ دن کا روزہ اور رات کا قیام مراد لیتے تھے۔

سلیمان تیمیؒ عموماً زندگی بھر عشاء اور فجر کی نماز ایک ہی وضو سے پڑھتے تھے۔ ہر وقت وہ نماز میں مشغول رہتے تھے۔ عصر سے مغرب تک نوافل پڑھتے اور زمانہ بھر کے روزے رکھتے۔

عید کے دن اتفاق ایسا ہوا کہ بارش شروع ہوگئی۔ لوگ بارش سے بھیگتے ہوئے مسجد میں چلے گئے۔ لیکن آپ بارش میں نماز پڑھتے رہے۔ آپ کا گھر گر گیا۔ آپ نے مکان کی بجائے خیمہ کا گھر بنالیا حتی کہ اسی خیمہ میں فوت ہو گئے۔ چالیس برس آپ کا بستر لپیٹا رہا اور بیس برس آپ نے اپنی کمر نہیں رکھی۔ آپ کی دو بیویاں تھیں کوفہ میں جا کر حدیث پڑھتے تھے۔

آپ ایک دن اعمش کے مہمان بنے تو اعمش نے دیکھا میرا مہمان رات کے قیام میں مشغول تھا۔ آپ نے قطعاً اعمش کو دیکھا تک نہیں اور عشاء سے صبح تک اپنی نماز میں سورہ ملک کی ابتدائی آیات تا فلما راوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا جب وہ لوگ اپنے اعمال کو دیکھیں گے۔ تو کفار کے چہرے سیاہی سے بھرپور ہوں گے، فجر تک انہیں آیات کو بار بار دہراتے رہے۔ جب سلیمان وفات پا گئے ایک پڑاری کی لڑکی نے اپنی والدہ سے کہا کہ جو اس چھت پر ستون تھا وہ کہاں گیا ہے۔ اس لڑکی نے سلیمان کو لکڑی کا ستون سمجھا۔ کیونکہ آپ وہیں عبادت میں ہر وقت مشغول رہتے تھے

معتمر عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتا۔

ابو مسلم خولانی نے ایک کوڑا مسجد میں لٹکا رکھا تھا۔ جب آپ رات کی عبادت میں اونگھ یا نیند محسوس کرتے اپنی پنڈلیوں پر خوب مارتے۔ پھر کہتے تو جانوروں سے زیادہ شرارت میں مصر ہے۔

سلیمان تیمی کا قول ہے کہ آنکھ کو بیداری یا سونے کا عادی بنالو وہ ایسی ہی بن جائے گی۔

منصور بن معتمر عشاء کی نماز پڑھ کر جوتے دور رکھ دیتے۔ صبح دیکھتے وہ وہیں کھڑا ہوتا۔

منصور بن زاذان دھیمی قرأت کرتے۔ نماز ضحیٰ میں پورا قرآن مجید پڑھتے۔ ظہر اور عصر میں قرآن مجید ختم کرتے۔ آپ روزانہ دو قرآن مجید تلاوت کرتے۔ آپ رات بھر نماز پڑھتے۔ ایک دن ان کی لونڈی ام ولد نے کہا۔ رات کو بالکل نہیں سوتا میرے ساتھ چڑیا کی طرح جماع کرتا ہے۔ (یعنی معمولی) غسل کر کے پھر نماز میں رات بھر مشغول رہتے ہیں۔

شیمط یوں دعا کیا کرتے کہ مولا کریم رات کی گھڑیاں عبادت کے لئے محبوب کر دے اور کھانے، پینے اور سونے کے لمحات ہمارے لئے نفرت خیز بنادے۔

ابو زبید محمد بن نصر حارثی کے پاس چالیس راتیں قیام کرتا رہا۔ دن اور رات میں بیداری کی حالت میں دیکھا گیا۔ میرے پاس ۱/۲ دن کے حصہ میں قیام کرتے۔ میں انہیں قیلولہ کی دعوت دیتا وہ جواباً کہتا میری

Marfat.com

آنکھ سونے کی عادی نہیں ہے۔ محمد بن نضر حارثیؒ موت سے دو سال پہلے سونا ترک کر دیا تھا صرف قیلولہ کرتے۔
بعدہ قیلولہ بھی چھوڑ دیا۔ پوری رات قیام کرتا۔

داؤد طائیؒ ممنکر تھا۔ آپ سے ایک آدمی نے کہا۔ کہ مجھے آپ نصیحت کیجیے۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کی منع کردہ کے قریب تک نہ جاؤ اور اوامر کی پابندی کرو۔

۲۔ لوگوں سے میل جول بالکل ختم کر لو، جیسا کہ آدمی شیر سے نفرت کرتا ہے۔ خیال رکھنا امت مسلمہ سے علیحدگی نہ اختیار کرنا۔

۳۔ تھوڑی چیز پر خوش رہنا۔ دنیا کے عوض میں دین کو خراب نہ کرنا۔

۴۔ اپنی زندگی کا ایک دن دنیا کی شہوات سے منقطع کر لے جیسا کہ تو نے دنیا سے روزہ رکھا ہے۔ اور اپنی زندگی کا آخری حصہ موت سے افطار کر۔

۵۔ خود آپ انگور اور کھجور سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ بلکہ خشک ٹکڑا روٹی کا بھگو کر کھاتے۔

۶۔ ایک پڑوسی نے مغرب کی نماز کے بعد اس حالت میں دیکھا۔ کہ آپ کے ہاتھ میں دو خشک چپاتیاں تھیں اور زبان سے فرما رہے تھے۔ کیا تو اسے کھانا چاہتی ہے۔ پھر آپ نے انہیں پھینک دیا۔ نماز شروع کر لی۔ دوسرے دن پڑوسی نے پھر دیکھا وہ دو خشک روٹیاں آپ نے کھالیں۔

ام درداءؓ سے ایک بوڑھے بیمار کی عبادت اور نوجوان صحت مند کی عبادت یعنی فرائض کی ادائیگی کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے جواباً کہا دونوں اپنی بھلائی پر ہیں۔

وھبؒ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ نے کہا مولا کریم تیری رضا کی نشانی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا کہ جسے میری اطاعت کی توفیق ملی اور برائی سے نفرت ہو گئی اسے میری رضا حاصل ہو گئی۔

مالک بن دینارؒ فرمایا کرتے تھے کہ دل کا سخت ہونا ہی سخت عذاب ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سزائیں تقسیم کر رکھی ہیں۔ ان پر نگرانی کرو۔

دل، ابدان، تنگ زندگی، عبادت میں سستی اور رزق کی تنگی۔ اور ساتھ ہی فرمایا کرتے کہ جب بدن بیمار ہو جاتا ہے اس میں کھانا، پانی اور نیند اور آرام جاتا رہتا ہے۔ اسی طرح جب دل پہ دنیا سوار ہو جائے وہاں تبلیغ اور وعظ اثر انداز نہیں ہوتا۔

Marfat.com

مغیرہ بن حبیبؒ نے دشمن کا مقابلہ کیا اس پر عبداللہ بن غالب نے کہا دنیا کی فکر مت کرنا بخدا انسان کے لئے اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بخدا اگر تیری محبت نہ ہوتی تو سجدہ ریز ہونا اور پیشانی کو تیرے لئے جھکانا، روزے میں ہر اعضاء کا تیرا احترام کرنا رات کی تاریکیوں اور تیری رضامندی کی تلاش میں سرشار ہوتا تو یقیناً میں موت کے ڈر سے دنیا کو ترک دیتا۔ یہ کلمات آپ کی زبان پر تھے۔ کہ دشمن کے ساتھ لڑائی کی اور اپنی تلوار کی میان توڑ کے رکھدی۔ حتیٰ کہ آپ شہید ہو گئے۔ جب آپ کو قبر میں دفن کیا گیا تو آپ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ ایک آدمی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کیا کرتے ہیں آپ نے جواب دیا، یقین، کامل، تہجد، روزہ کی بنا پر یہ آپ کی قبر سے خوشبوئیں آرہی ہے فرمانے لگے قرآن کی تلاوت اور روزہ کی وجہ سے میں نے کہا مجھے کوئی وصیت کیجیئے آپ نے ایسے کہا کہ دن اور رات میں عبادت سے خالی نہ جاویں یہاں نیکی کی قدر اور منزلت ہے آرام ملتا ہے۔

موصوف روزانہ سو رکعت نفل پڑھتے اول اور آخر یوم میں ربیع الثانی پڑھتے۔

سعید زبیدی کہا کرتے تھے کہ مجھے وہ آدمی کبھی پسند نہیں آیا جو ہمیشہ ہنستا رہے اور اس کے چہرہ پر یبوست کے نشانات ہوں (یعنی تیور خراب ہوں) یعنی عبادت پہ فخر کرے۔ ایسے قاری میرے مذاق کے خلاف ہیں۔

ہشام دستوائی فرمایا کرتے تھے کہ بعض اللہ والے ایسے بھی ہیں جو کہ موت کے ڈر سے رات کو سوتے نہیں ہیں۔ کہ کہیں ان کی موت نیند میں نہ آجائے۔

طاؤسؒ اپنے بستر کو بچھا لیتے پھر لیٹ جاتے۔ اچانک آپ بستر سے اٹھ کھڑے ہوتے جیسا کہ کڑاہی سے دانہ باہر گر جاتا ہے۔ پھر بعدہ قبلہ رخ ہو کر صبح تک قیام کرتے اور فرماتے کہ جہنم کے ذکر نے نیند کو آنکھوں سے اڑا دیا ہے

حضرت عابدہ رات کو بالکل نہ سوتیں بہت رویا کرتیں اور زبان سے یہ کہا کرتی تھیں ۔میرا جی کرتا ہے سو جاؤں لیکن مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ میں سو بھی کیسے سکتی ہوں۔ جب میرے کراماً کاتبین نہیں سوتے۔ (اللہ اللہ)

ربیع بن عبدالرحمٰنؒ کہا کرتے تھے کہ بعض اللہ والے ایسے ہیں۔ ان کے پیٹ حرام سے بالکل خالی ہیں اور ان کی پلکیں نگاہوں سے دور رہتی ہیں اور ان کی آنکھیں زار و قطار روتی ہیں ، اور ان کی تاریکی قبر کی یاد سے روشن ہو جاتی ہے۔ اور جب تم زمین میں دفن کر دیئے جاؤ گے ان کا مذکرہ رہتا ہے اور ان کی آخرت پر نگاہ رہتی ہے ان کی قلبی نگاہیں

Marfat.com

عالم غیب کی قدرت کے لئے مخوذ کر چکی ہیں۔ ان نگاہوں نے اللہ تعالیٰ کے ثواب کی تمنا پوری کر لی ہے وہ اسی بنا پر پوری محنت کرتے ہیں۔

اور ان کی نگاہوں کی کوشش خدا کی یاد کے لئے وقف ہے۔ اسی بنا پر ان کو دنیا میں کوئی آرام نہیں ملتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کی پیشانیاں ملک الموت کا انتظار خندہ پیشانی سے کریں گی۔ بعدہ آپ خوب روتے حتیٰ کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تربتر ہو جاتی۔

مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان :۔

قول ربانی وَاَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْل ۔ تمام علماء امت کا اجماعی فیصلہ ہے۔ کہ غروب شمس سے رات شروع ہو جاتی ہے اور روزہ دار اس وقت اپنا روزہ افطار کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت عصر سے لے کر غروب شمس تک نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ سورج کے غروب ہونے سے نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

نماز دن اور رات کے اوقات میں پڑھ سکتا ہے۔ مگر چند اوقات ایسے ہیں کہ جن میں نماز کی ادائیگی سے روک دیا ہے۔ غروب شمس سے لے کر طلوع فجر تک کے اوقات کی نمازیں رات میں شمار ہوں گی۔ رات کی نماز کی بہت فضیلت درجہ بدرجہ اوقات میں بیان کی گئی ہے۔

بعض صحابہؓ اور تابعین مغرب سے قبل دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اس کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ملتا ہے۔ آپؐ نے دو مرتبہ ترغیب دی اور تیسری بار فرمایا جس کی مرضی پڑھ لے۔ آپ کسی کو بھی دو رکعت پڑھنے سے روکا نہ تھا۔

عبداللہ بن مغفل مزنیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں بیان کرتے ہیں۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے تین مرتبہ آپؐ نے اسے دہرایا جس کی مرضی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو رکعت مغرب سے پہلے نماز پڑھو۔ تیسری دفعہ آپ نے فرمایا۔ کہ جس کا جی چاہے پڑھے۔ یہ اس لئے فرمایا تاکہ لوگ اسے سنت ہی نہ قرار دیں۔ (بروایت مغفلؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر فرض نماز سے قبل دو سجدے ہیں۔ (محمد بن نصرؒ کہتے ہیں یعنی دو رکعت نماز مراد ہے۔) بروایت ابن زبیرؓ

عمرو بن عامرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے انس بن مالک سے سنا وہ بتا رہے تھے کہ صحابہ کرامؓ اذان سنتے ہی

ستون کی اوٹ لے کر دو رکعت مغرب سے قبل نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ ان دو رکعتوں میں مشغول ہوتے۔ محمد بن یحییٰ نے یہ اضافہ کیا ہے اذان اور تکبیر میں بالکل معمولی وقفہ ہوتا تھا۔ مختار بن فلفل رض کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت انس سے سوال کیا، کیا بعد عصر کوئی نماز ہے۔ آپ نے جواب دیا نہیں، بعد غروب شمس دو رکعت نماز سے قبل ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ نے آنحضرت صلعم کو پڑھتے دیکھا ہے اس نے جواب دیا نہیں، اور نہ ہی حکم دیا اور نہ ہی ایسا کرنے سے روکا۔ اذان ہوتے ہی ہم سے جو چاہتا دو رکعت نماز جماعت سے پہلے پڑھ لیتا۔

حضرت انس رض صحابہ کا عمل یوں بتاتے ہیں اذان ہوتے ہوتے وہ ستونوں کے ساتھ لگ کر نماز سے قبل دو رکعت نماز پڑھ لیتے۔

حضرت ثابت رض انس رض سے ایک روایت یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ غروب شمس مسجد میں تشریف لاتے، ہم میں سے بعض نماز میں مشغول ہوتے لیکن آپ نہ ہی کسی کو حکم دیتے اور نہ ہی کسی کو روکتے۔ صحابہ کے اس عمل کو کوئی بھی معیوب نہ جانتا تھا۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ یہ عمل مدینہ میں کثرت سے پایا جاتا تھا۔ اس عمل کو دیکھ کر معلوم ہوتا کہ فرض نماز ہو چکی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عصر کے بعد مغرب تک کوئی نماز نہیں ہے۔ بعد غروب شمس دو رکعت کا ذکر ہے۔ اس پر صحابہ کرام عامل تھے۔

ابی مرثد رض کو ابی تمیم جیشانی رض کا دو رکعت نماز قبل مغرب پڑھنا عجیب لگا حتیٰ کہ انہوں نے اس کا تذکرہ عقبہ بن عامر سے کیا۔ کہ میں اس کو اس پر طعن دیتا ہوں۔ عقبہ نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پڑھا کرتے تھے لیکن اب یہ عمل کثرت مشاغل کی نذر ہو چکا ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوف رض اہتمام سے یہ دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

ابوذر رض بتاتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف اور ابی بن کعب کو دیکھا کہ وہ مغرب سے پہلے دو رکعت ضرور پڑھ لیتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رض بتاتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام ہر اذان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

حبیب بن مسلمہ رض کا غلام بیان کرتا ہے۔ کہ صحابہ اس نماز کا اہتمام ایسا کرتے تھے جیسا کہ فرض نماز کا کرتے تھے۔

راشد بن یسار کہتے ہیں۔ کہ میں نے ان پانچ افراد کو دیکھا جنہوں نے تحت الشجرہ بیعت کی تھی وہ دو رکعت مغرب سے پہلے ترک نہ کرتے تھے۔

ابو ایوب انصاری رض یہ دو رکعت آپ کے عہد اور ابوبکر رض اور عثمان رض کے عہد میں التزام سے پڑھتے تھے۔ عہد فاروقی میں نہیں پڑھتے تھے۔ اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی۔ کہ عثمان نرم مزاج رکھتے تھے اور حضرت عمر رض سے مجھے ڈر لگتا تھا۔ کہ کہیں حد نہ لگا دیں۔

محمد بن نصر رض فرماتے ہیں۔ کہ ابو ایوب کی نماز کا تذکرہ عصر کی بعد کی دو رکعتوں کا ہے۔ نہ کہ مغرب سے قبل کا۔ کیونکہ حضرت عمر رض عصر کے بعد دو رکعت کو برا جانتے تھے۔ بلکہ اس پر سزا بھی دیا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی مغرب سے پہلی رکعت پر کسی کو نہیں۔ [illegible] کی روایت

Marfat.com

طاؤس والی یحییٰ بن ایوب سے زیادہ محفوظ ہے۔

خالد بن ہمدانیؒ مغرب سے قبل کی دو رکعت نہ چھوڑا کرتے تھے اور ساتھ ہی کہتے کہ ابو درداءؓ ان رکعتوں پر پابندی کرتے اور کہا کرتے تھے کہ مجھے اگر کوڑے بھی پڑیں تب بھی ان کو نہ چھوڑوں گا۔ جابر بن عبد اللہ بھی ان رکعتوں پر پابندی کرتے تھے۔ حضرت انسؓ شام کے سفر میں گئے وہاں بھی آپ ہر اذان کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

سعید بن جبیرؒ سے مغرب سے قبل کی دو رکعت پڑھنے کا سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ کسی فقیہ حتیٰ کہ سعید بن مالک نے بھی ایسا نہیں کیا۔ ایک روایت میں مہاجرین اس پر عمل نہ کرتے تھے۔ ہاں انصار پابندی کے ساتھ کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس بھی پڑھا کرتے تھے۔ مجاہد انصارؓ کا عمل یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ اذان سنتے ہی نماز پڑھتے تھے۔ حسن محمد بن حنفیہ کا پوتا کہا کرتا تھا۔ کہ ہر اذان کے وقت دو رکعت ہیں۔

قتادہؒ سے کسی نے ان رکعتوں کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ ابوہریرہ پڑھا کرتا تھا۔

عبد اللہ بن عمرؓ سے ایک آدمی نے سوال کیا تو آپ فرمانے لگے تو کس علاقہ سے تعلق رکھتا ہے اس نے جواب دیا کوفہ سے آپ نے فرمایا کوفی ضحیٰ کی نماز پر پابندی کرتے ہیں۔ اس نے کہا تم مغرب سے پہلے دو رکعت نہیں چھوڑتے۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس کا جواب دیا کہ ہمیں حدیث ملی ہے ہر اذان کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

سوید بن عقبہ مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کو بدعت کہا کرتے تھے۔ کہ ہم نے خلافت عثمانی میں اس بدعت کو ایجاد کیا ہے

عبد اللہ بن بریدہؒ تین قسم کی نمازیں کہا کرتے تھے۔

۱۔ اوّابین، دو رکعت صبح سے پہلے ۲۔ منیبین، ضحیٰ کی دو رکعت ۳۔ قوابین مغرب سے پہلے کی دو رکعت۔

عبد اللہ بن بریدہ، یحییٰ بن عقیل، عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے۔

حضرت حسنؓ سے ان رکعتوں کے متعلق دریافت کیا گیا فرمایا خدا کی قسم یہ دونوں جمال اور حسن سے بھرپور ہیں۔

سعید بن مسیبؒ فرمایا کرتے کہ مؤذن پر حق ہے جب بھی اذان دے دو رکعت نماز پڑھے اس پر اعرج، عامر کا عمل تھا۔

حضرت انس بن مالک نے اپنے بچوں کو وصیت کی کہ ان دو رکعتوں کو ترک نہ کرنا۔

حضرت مکحول کہا کرتے تھے کہ مؤذن کے لئے ضروری ہے کہ ہر اذان کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ عراک بن مالک مغرب کی اذان دے کر دو رکعت نماز پڑھتا تھا۔

علباء بن احمر یشکری قبل مغرب دو رکعت نماز پڑھتا تھا۔

ان دو رکعتوں کو بدعت کہنا سنت سے ناواقفی ہے۔

عبیداللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب مغرب کی اذان ہوتی لوگ منتشر ہو کر دو رکعت نماز پڑھتے۔

فضل بن حسنؒ مغرب سے پہلے دو رکعتوں کو اذانین کی نماز کہا کرتے تھے۔

احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ قبل مغرب دو رکعت والی تمام احادیث کی اسناد جیّد ہیں اور ساتھ ہی کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے یہ ثابت ہے۔

آنحضرتؐ نے یوں فرمایا کہ جس کی مرضی ہو پابندی کرے۔ بعض نے سوال کیا قبل اذان یا اذان اور تکبیر کے درمیان۔ آپؐ نے فرمایا اذان اور تکبیر کے درمیان۔

پھر اس نے کہا جب سورج غروب ہو جائے اس وقت نماز پڑھنا جائز ہے۔ بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ آپؐ نے تعجب سے تبسم فرمایا کون اس کا انکار کرتا ہے۔ آپؐ سے دریافت کیا گیا تو آپؐ نے جواب دیا کہ میں ان کو نہیں پڑھتا اور اگر کوئی شخص پڑھ لے تو اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

"جن اصحاب نے قبل مغرب دو رکعت نہیں پڑھی"۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ صحابہؓ کی ایک مکرم جماعت کوفہ میں جا گزین تھی۔ ان کے اسماء ذیل ہیں:۔

۱۔ علی بن ابی طالبؓ ۔ ۲۔ عبداللہ بن مسعودؓ ۳۔ حذیفہ بن یمان ۴۔ ابو مسعود انصاریؓ ۵۔ عمار بن یاسرؓ ۶۔ براء بن عازبؓ۔

مجھے اس شخص نے بتایا جس نے ان تمام کو دیکھا تھا کہ ان اصحاب نے حضرت سے قبل دو رکعت نماز نہیں پڑھی۔

ایک روایت میں حضرت ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ کا عمل بھی ایسا بیان کیا گیا ہے۔

عبداللہ بن منذرؒ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ اسے اس کا علم نہ تھا۔

علامہ محمد بن نصرؒ ابراہیم نخعی کے قول پر ذیل جرح کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان کو کسی نے مغرب سے پہلے نماز پڑھتے نہیں دیکھا، یہ ترک عمل کی دلیل نہیں بن سکتی۔ دراصل اب لوگوں نے یہ عمل چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اس کا ترک کرنا مباح (جائز) تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قطعاً حرام نہیں کیا۔ لیکن آپ نے ترغیب عمل دی ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ دیکھنے والا اس وقت آیا ہو جبکہ وہ دو رکعت پڑھ چکے ہوں اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر پڑھ کے آتے ہوں۔ کیونکہ آپ نوافل گھر پر ہی پڑھا کرتے تھے اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت کے بعد جن کو عدم ادائیگی دو رکعت مسجد میں دیکھا گیا وہ گھر پڑھ کے آگئے ہوں اکثر علماء کرام کو دیکھا گیا کہ وہ نوافل مسجد میں نہ پڑھا کرتے تھے۔

زید بن وہب بتاتے ہیں۔ کہ مغرب کی اذان کے بعد ایک شخص نے دو رکعت نماز پڑھنی شروع کر دی وہ نماز میں ادھر ادھر جھانکتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اسے نماز کی حالت میں کوڑا مارا جب اس نے سلام پھیرا کہنے لگا حضرت آپ نے بہت اچھا کیا کہ مجھے نماز

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ نماز پر تجھے نہیں مارا۔ بلکہ تم نماز میں جھانک رہے تھے۔

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھو۔ تیسری مرتبہ فرمایا پابندی نہیں ہے اس لئے کہ لوگ اسے سنت کا درجہ نہ دے دیں۔

احمد بن علی مقریزیؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ سند شرط مسلم پر بالکل صحیح ہے۔ عبدالوارث بن عبدالصمد کو امام مسلم اور باقی اصحاب حدیث نے بطور حجت پیش کیا ہے۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت قبل مغرب ادا کیں۔

عبداللہ بن مزنیؓ بتاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت مغرب سے پہلے پڑھیں یہ مسئلہ اہم ہے۔

"مغرب کے بعد دو رکعت پڑھنے کا بیان"

ادبار السجود سے صحابہ کرام اور تابعین نے مغرب کی دو سنتیں مراد لی ہیں۔ یہ تفسیر ذیل صحابہ کی ہے۔

۱۔ سیدنا عمر بن خطابؓ ۲۔ علی بن ابی طالبؓ ۳۔ حسن بن علیؓ ۴۔ ابی تمیمؓ کا بیان بھی یہی ہے۔ ۵۔ ابی ہریرہؓ ۶۔ قتادہؓ ۷۔ مجاہدؒ ۸۔ نخعیؒ ۹۔ شعبی۔

ادبار النجوم کی تفسیر صحابہ اور تابعین نے فجر کی دو سنتیں مراد لی ہیں۔

۱۔ عمرؓ ۲۔ علی بن ابی طالبؓ ۳۔ اکثر صحابہ ۴۔ ابی ہریرہؓ ۵۔ حسن بن علیؓ

ابن عباسؓ نے ادبار السجود سے مراد تمام نمازوں کے بعد کی تسبیحات مراد لی ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں یوں بیان کیں کہ ظہر سے پہلے چار، بعد ظہر دو بعد مغرب دو رکعت، بعد عشاء دو رکعت، حضرت حفصہؓ نے فجر سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے کا اضافہ کیا ہے۔ یعنی صبح کی دو سنت مراد ہیں۔

ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ آپ ظہر کو دو فرض اور دو سنت اور مغرب کو تین ۳ فرض اور دو سنت ادا فرمایا کرتے تھے۔

علیؓ آنحضرت صلعم کی عملی زندگی کا تذکرہ یوں کرتے ہیں کہ فجر اور عصر کے علاوہ آپ ہر نماز کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔

ام حبیبہؓ نے آنحضرتؐ سے نقل کیا۔ کہ جس نے بارہ رکعت سنت دن اور رات میں پڑھیں اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ تفصیل یہ ہے۔

چار ۴ ظہر سے قبل دو ۲ بعد۔ دو ۲ مغرب کی۔ دو ۲ عشاء اور دو ۲ فجر کی سنت۔

حضرت ام حبیبہؓ کا اپنا قول بھی ایسا ہے کہ جس نے نفلی نماز رات دن اور رات میں بارہ ۱۲ رکعت پڑھیں اس کے لئے جنت

Marfat.com

میں گھر بنایا جائے گا۔ ایک روایت آپ سے یوں منقول ہے۔ کہ دو رکعت عصر سے قبل۔ بعد عشاء کی دو رکعت بارہ میں شمار نہیں کیں۔

حضرت ام حبیبہؓ نے چار قبل ظہر اور دو بعد اور دو قبل عصر اور دو مغرب اور دو فجر کی سنت۔ یہی ابن مسعودؓ کعب کا قول بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ تیروں کی بوچھاڑ کیوں نہ ہو۔ میں مغرب کی دو سنت اس حال میں بھی نہ چھوڑوں گا۔

ابراہیم نخعیؒ بعد صلوٰۃ مغرب کی دو رکعت کو سنت کہتے تھے۔ حسن بصریؒ مغرب کی دو رکعت واجب جانتے تھے۔

سعید بن جبیرؒ کہا کرتے تھے کہ اگر میں مغرب کے بعد کی دو رکعت نہ ادا کیں تو مجھے ڈر ہے کہ معافی نہ ملے گی

"مغرب کی دو رکعت گھر میں ادا کرنا"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعت، بعد والی دو رکعت اور مغرب کی دو رکعت گھر میں ادا کرتے تھے۔

(بروایت ابن عمرؓ) دوسری روایت میں یوں بتاتے ہیں۔ کہ ظہر سے قبل دو اور بعد دو۔ بعد عشاء دو اور بعد جمعہ دو، مغرب عشاء اور جمعہ کے نوافل گھر پہ ادا کرتے تھے۔

عبداللہ بن شقیقؒ نے عائشہ صدیقہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل کا سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ قبل ظہر پڑھتے۔ پھر عوام کو جماعت کراتے۔ بعدہٗ دو سنت گھر میں پڑھتے۔ مغرب کی نماز باجماعت ادا کر کے دو سنت گھر میں پڑھتے اور عشاء کی جماعت کرا کے دو رکعت گھر میں ادا کرتے۔

محمود بن لبید بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبدالاشہل کے پاس تشریف لائے تو آپ نے انہیں مغرب کی نماز پڑھائی۔ بعدہٗ فرمایا کہ سنتیں اپنے گھروں میں ادا کرو۔ رافع بن خدیجؓ نے آپ کا عمل مغرب کی دو سنت کا تذکرہ گھر میں ادا کرنا بیان کیا ہے۔

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے دور فاروقی میں دیکھا کہ لوگ مغرب کے فرض ادا کرنے کے بعد فوراً گھروں میں جا کر دو رکعت ادا کرتے۔ اور مسجد ایک دم خالی نظر آتی تھی۔ وہاں کوئی بھی سنت نہیں پڑھتا تھا۔

حضرت عمرؓ کا بھی یہی طرز عمل تھا۔ عباس بن سہلؒ بتاتے ہیں۔ کہ دور عثمانی میں لوگ فرائض ادا کرتے اور فوراً گھروں میں جا کر دو رکعت پڑھتے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کا بھی یہی عمل تھا۔ حضرت حذیفہؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک قوم فرض کے بعد نوافل مسجد میں پڑھتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ اجتماعی صورت میں میں مکروہ سمجھتا ہوں۔ جہاں

Marfat.com

انفرادی شکل میں درست ہے۔

میمون بن مہران تابعی گھر میں ان دو رکعت کو پڑھنا مستحب جانتے تھے۔ موصوف کا اپنا عمل بھی ایسا تھا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ فرض نماز کے بعد افضل نماز تمہاری گھر والی ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ لوگو اپنے گھروں میں نوافل پڑھنا افضل ہے ماسوا فرائض کے۔ (بروایت زید بن ثابتؓ) ایک دوسری روایت میں ہے کہ مسجد نبوی میں نوافل پڑھنے سے گھر میں نوافل پڑھنا افضل ہے۔

عاصم بن عمرو بجلیؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک جماعت نے حضرت عمرؓ سے نوافل کا گھر میں پڑھنا بیان کیا ہے۔ سوال کرنے پر آپ نے جواب دیا۔ کہ میں نے یہی سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا تھا کہ آدمی کے گھر میں نماز پڑھنے سے نورانیت ہوتی ہے۔ بنا بریں کہ اپنے گھروں کو نوافل سے روشن کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔ بلکہ اپنے گھروں میں نوافل پڑھا کرو۔ (راوی ابن عمرؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد گھر کے لئے بھی کچھ حصہ رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ گھروں میں بھلائی چاہتا ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گھروں میں نوافل سے روشنی کرنا چاہتا ہے (بروایت جابرؓ)

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ بلکہ ان میں نوافل پڑھا کرو (بروایت زید بن خالد جہنی)

آنحضرت صلعم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنایا کرو بلکہ وہاں سورہ بقرہ پڑھا کرو۔ اس عمل سے شیطان گھر سے بھاگ جائے گا (راوی ابی ہریرہ)

سفیان بن قیس کہتے ہیں کہ عبیدہؒ نوافل کو محلہ کی مسجد میں قطعاً نہ ادا کرتے تھے۔ بسیر ربیع بن خثیم کے نوافل کا تذکرہ یوں ہی کر رہے تھے کہ وہ بھی گھر میں پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ مسجد میں نفل نہ ادا کرتے تھے۔ اعمشؒ بتاتے ہیں۔ کہ ابراہیمؒ نوافل گھر میں پڑھتے تھے۔ معمر بیان کرتے ہیں کہ ابو اسحاق ہمدانی مسجد کا پڑوسی ہونے کے باوجود نفل گھر میں پڑھتا تھا۔

"مغرب کی سنت جلد ادا کرنے کا بیان"

ابن عباس فرماتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں دو فرشتے جمع ہو گئے۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا۔ کہ چلو آسمان پر چلیں۔ اس نے جواب دیا کہ میرا ساتھی مغرب کی نماز پڑھ رہا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ہم اس کی بنا پر اس کو جلدی ادا کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کی سنتیں جلدی ادا کر لیا کرو تاکہ یہ فرضوں کے ساتھ چلی جاویں (راوی حذیفہ)

محمد بن نصرؒ نے اس حدیث کو سنداً صحیح تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ حذیفہ بیان کرتے ہیں۔ کہ لوگ مغرب کی دو سنتیں تاخیر سے پڑھتے تھے آنے والوں کو یوں معلوم ہوتا کہ نہیں دیر ہو گئی۔ لوگ دیکھکر پھر مغرب کی نماز جلدی پڑھتے۔ یہ ثابت نہیں ہے۔

عبدالرحمٰن بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ مغرب کے فرض پڑھتے ہی دو سنت ادا کر لینی چاہئیں۔ اگر آپ پر تیروں کی بارش بھی ہو رہی ہو۔ تب بھی آپ جلدی ان کو ادا کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے مغرب کی سنتیں فرضوں کے ساتھ بغیر کلام کئے پڑھ لیں اس کی نماز علیین میں لکھ دی جاتی ہے۔ (بروایت مکحولؒ) ایک روایت میں آپ نے ان کی فضیلت میں فرمایا کہ عمرہ کرنے کا ثواب ملتا ہے (راوی مغیرہ بن فردؒ) اوزاعی مغرب کی سنتیں جلدی پڑھنے کو مستحب قرار دیتے تھے۔ تاکہ فرشتے اللہ تعالےٰ کے دربار میں لے جائیں۔ تاخیر سے ادائیگی کو ناپسند کرتے۔

(مغرب کی دو رکعت میں کیا پڑھنا مستحب کے بیان میں):۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اور تابعین فجر کی ۲ سنت اور مغرب کی ۲ سنت میں پہلی رکعت میں سورت الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھتے تھے۔

۱۔ ابن مسعودؓ نے آنحضرت صلعم سے اپنا سماع فجر اور مغرب کی دو سنت میں یہی بیان کیا ہے۔

۲۔ ابن عمرؓ نے اپنا مشاہدہ یوں بیان کیا ہے کہ میں نے بیس ۲۰ رات یا پچیس ۲۵ رات یا ایک ماہ آپ کے ساتھ رہا۔ اور آپ مندرجہ بالا رکعت مغرب اور فجر کی سنتوں میں پڑھتے تو علامہ محمد بن نصرؒ نے عبداللہؓ کی طرف اس قول کو منسوب کرنا غلط قرار دیا ہے۔ اس واقعہ سے ابن عمرؓ نے اپنی ہمشیرہ حفصہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ بیان کیا ہے۔ کہ آپ صرف فجر سے قبل دو رکعت پڑھتے تھے لیکن وہ ساتھ ہی کہتے ہیں کہ اس ٹائم پر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جاتا تھا۔

تابعین :۔ ۱۔ عبدالرحمٰن بن یزیدؒ ۲۔ سوید بن غفلہؓ ۳۔ عطاءؒ فرماتے ہیں۔ کہ میرا بھی یہی عمل ہے۔

(مغرب کی دو رکعت سنت میں طویل قرآت کرنا):۔

سعید بن جبیرؓ آنحضرت صلعم کا عمل بتاتے ہیں۔ کہ آپ مغرب کی دو رکعت میں اتنا طول کرتے کہ آپ ہی آخری نمازی ہوتے جو مسجد سے باہر آتے۔ اس حدیث کو محمد بن نصرؒ نے منقطع قرار دیا ہے۔

صحیح احادیث میں آپ کا عمل گھر میں پڑھنے کا ملتا ہے۔ اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کبھی ایسا بھی کر لیتے ہوں

اور عموماً گھر پڑھتے ہوں لیکن وہ اس سند سے ثابت نہیں ہے جس کو علامہ نے منقطع قرار دیا ہے۔

سعید بن جبیرؓ ابن عباسؓ کے حوالہ سے آپ کا عمل بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ مغرب کی دو رکعت اتنی لمبی کرتے۔ حتیٰ کہ مسجد میں کوئی فرد آپ کے سوا نہ ہوتا۔

مغرب اور عشاء کے درمیان نماز کی ترغیب میں علاوہ یعنی دو رکعت سنت کے بیان میں :-

تتجافی جنوبھم عن المضاجع وہ لوگ رات اپنے بستروں پر بسر نہیں کرتے۔ (السجدہ ۲۱) عبداللہ بن یحیٰ نے انصاری افراد کے عمل کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ بالکل فارغ ہو کر عشاء تک نوافل پڑھتے رہے۔

انس بن مالکؓ نے اس آیت اور کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون رات کو اللہ والے کم سوتے تھے سے مغرب اور عشاء کے درمیان والے نوافل بیان کئے ہیں۔ حضرت انسؓ نے دو کپڑے خاص کر رکھے تھے۔ مغرب تا عشاء نوافل پڑھتے اور کسی کی کلام ان کی عبادت میں رکاوٹ نہ بنتی۔

ان ناشئۃ اللیل۔ رات کا ذکر کے لئے بیدار ہونا مشکل کام ہے۔ حضرت انسؓ نے اس آیت سے مغرب تا عشاء کے نوافل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بیان کئے ہیں۔

ابن حازمؒ اور ابی منکدرؒ نے اس آیت اور تتجافی جنوبھم کا مصداق مغرب اور عشاء کی درمیانی نماز قرار دیا ہے۔ بعض نے اس نماز کا نام اوابین رکھا ہے۔

حضرت ثابتؒ اپنا حضرت انسؓ کے قیام کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں آپ کے ہاں روزہ کی افطاری کے لیے اذان کا منتظر تھا۔ کہ آپ نے مجھے فرمایا کہ رات ہو چکی ہے روزہ افطار کرو۔ پھر مؤذن نے اذان دی اور آپؓ نے جماعت کرائی۔ آپ مغرب تا عشاء اللہ اللہ کرتے رہے اور ساتھ ہی فرماتے کہ ان ناشئۃ اللیل کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جب سفیدی غروب ہو گئی ثابت کھڑا آواز دی۔ پھر مؤذن نے عشاء کی نماز کی اذان دی عشاء کی نماز اور وتر پڑھ کر فارغ ہوئے پھر گھر تشریف لائے (اللہ اللہ)

لیسوا سواء من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ اناء اللیل وھم یسجدون۔ تمام اہل کتاب علی صورت میں یکساں نہیں ہیں۔ ایک جماعت ان میں رات کو اللہ اللہ کرتے گزار دیتے ہیں (یعنی سجدہ اور تلاوت قرآن میں) منصورؒ نے اس آیت کا مصداق مغرب اور عشاء کی مابین نماز کیا ہے۔ سفیان ثوریؒ مغرب اور عشاء کے درمیان والی نماز کو رات کی نماز کہا کرتے تھے۔ حضرت سفیان ثوریؒ اس عمل پر پابندی کرتے تھے۔ حضرت علی بن حسینؒ بھی اسی عمل پر پابندی کرتے۔ اور فرماتے ان ناشئۃ اللیل

Marfat.com

یہ رات کی نماز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عبیدؓ سے سوال کیا گیا۔ کہ آپ فرضی نماز کے بعد کس نماز کا حکم دیتے تھے۔ فرمانے لگے ہاں مغرب اور عشاء کے درمیان والی نماز کے متعلق۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بعد نماز مغرب بارہ۱۲ رکعت پڑھ لے بشرطیکہ بری بات نہ کرے اسے بارہ۱۲ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (بروایت ابی ہریرہؓ)

ایک حدیث آپؐ سے انہی نوافل کے متعلق ہے۔ کہ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (بروایت سالم بن عبداللہ)

حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھے کہا۔ کہ آنحضرت سے کب ملاقات کی تھی۔ میں نے کہا کافی دیر ہو گئی ہے۔ میں آج آنحضرت صلعم کے ساتھ مل کر نماز ادا کروں گا۔ آپؐ میرے اور تیرے لئے مغفرت کی دعا کریں گے۔ میں نے آپؐ کے ساتھ مغرب سے عشاء تک کی نماز ادا کی اور آپؐ کے ساتھ ہی ہو لیا۔ آپؐ نے کہا تم کون ہو۔ میں نے کہا کہ حذیفہ بن یمان ہوں۔ فرمایا کیسے تشریف لائے۔ میں نے جواب دیا کہ میری والدہ نے مجھے بھیجا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری والدہ کو بخشے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی درمیانی نماز کو اوّابین کہا ہے (بروایت محمد بن منکدر)

ایک حدیث میں یوں فرمایا کہ جس نے دس رکعت بعد نماز مغرب پڑھیں اس کے لئے ایک محل جنت میں تعمیر کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ سن کر کہنے لگے۔ پھر ہم تو بہت گھر یا محلات تعمیر کروالیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے عمرؓ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کی کمی نہیں ہے (بروایت عبدالکریم بن حارثؓ)

ابن مسعودؓ مغرب اور عشاء کے درمیان چار رکعت پڑھنا آنحضرت کا عمل کہا کرتے تھے۔

ابن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ جس نے چار رکعت مغرب اور عشاء کے درمیان ہمیشگی سے پڑھ لیں وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ جہاد کر رہا ہے۔

ابی عمرؓ مغرب کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب قرار دیتے تھے۔

سعید بن جبیرؓ عشاء سے قبل چار۴ رکعت پڑھنا مستحب کہتے تھے۔

ابی عبدالرحمٰن فرمایا کرتے کہ رات کو بعد نماز مغرب پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اگر بیداری کا یقین نہ ہو تو بعد نماز مغرب اور مابین عشاء کے پڑھ لو۔

اگر آنکھ کھل گئی تو نہا ورنہ قیام لیل کا پورا پورا ثواب مل جائے گا۔

اسودؒ حضرت ابن مسعودؓ کا عمل بتاتے ہیں۔ کہ آپ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے۔

عاصم احولؒ ابا عثمانؓ کا عمل مغرب اور عشاء کے درمیان یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ نماز پڑھتے رہے اور میں دیکھتا رہا۔ بالآخر میں نے بھی پڑھنی شروع کر دی تاکہ خسارہ سے بچ جاؤں۔

ابن ابی ملیکہ بھی اس پر عمل کرتے تھے۔ جب اونگھ آنی شروع ہوتی تو مکان کے ایک کونہ میں چلے جاتے۔

عبدالرحمن بن اسودؓ فرمایا کرتے کہ مغرب اور عشاء کا درمیان غفلت میں جاتا ہے۔

ثویرؒ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ مسجد میں تشریف لے گئے کچھ لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نماز کیسی ہے انہوں نے جواب دیا۔ کہ یہ غفلت کی نماز ہے آپ نے فرمایا غفلت میں واقع ہونا بہتر نہیں۔ لہٰذا اس نماز کو چھوڑ دو۔

علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے کیونکہ ثویرؒ ضعیف آدمی ہے۔

"عشاء کے بعد دو رکعت کا بیان:۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشاء دو رکعت پڑھتے اور حضرت علیؓ بھی دو رکعت بعد نماز عشاء کے ادا فرمایا کرتے تھے۔

عبداللہؒ چار رکعت قبل ظہر، دو رکعت بعد۔ دو سنت مغرب اور دو سنت بعد نماز نفلی نہ چھوڑے۔

ایک روایت میں ہے کہ قبل عصر اور بعد عصر نوافل نہ پڑھتے تھے۔

ابراہیم نخعیؒ سے، چار رکعت قبل اور دو رکعت بعد۔ دو رکعت بعد مغرب اور دو رکعت بعد عشاء سنت سے ہیں۔ وہ لوگ انہیں سنت کا نام دیتے تھے۔

گھر میں نماز پڑھنے کا بیان:۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی دو سنت اور عشاء کی دو سنت گھر میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ (بروایت عبدالرحمن بن عمرؓ)

ایک روایت میں بعد نماز جمعہ دو رکعت سنت گھر میں پڑھتے تھے۔

Marfat.com

"ان دو رکعت میں کیا پڑھنا مستحب ہے؟"

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جسے عقل کامل اور اسلام نصیب ہوگیا ہو اُسے عرش سے آیت الکرسی کی تلاوت سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ تمہیں اس کا علم نہیں کہ یہ خزانہ ہمارے نبی پاکؐ کو دیا گیا۔ اس سے قبل کسی نبی کو یہ تحفہ عطا نہیں کیا گیا۔ میں ہر رات میں تین مرتبہ آیت الکرسی کو تلاوت کرتا ہوں۔

عشاء کی دو سنتوں میں اور وتر میں اور بستر میں لیٹتے وقت۔

سوید بن غفلہ عشاء کی دو رکعت سنت میں للہ ما فی السموٰت والارض الخ آخری آیات سورہ بقرہ اور سورہ اخلاص پڑھتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن یزید فرمایا کرتے کہ مغرب کی دو سنت کی اول رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا احسن ہے۔

عشاء کی دو سنت میں آمن الرسول الخ اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھتے۔

(بعد نماز عشاء چار رکعت پڑھنا)۔

شریح بن ھانیؓ نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرت صلعم کی عبادت کے متعلق سوال کیا تو آپؓ نے جواب دیا کہ آپؐ عشاء کے بعد میرے گھر میں چار رکعت یا چھ رکعت پڑھا کرتے۔ آپؐ کو میں نے زمین پر لیٹے ہوئے نہیں دیکھا۔

ابن عباسؓ بتاتے ہیں۔ کہ میں میمونہؓ کے گھر میں آیا۔ کہ آنحضرت صلعم عشاء کے بعد چار رکعت نماز ادا کرتے۔

ایک حدیث میں آپؐ نے ان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا کہ جس آدمی نے چار رکعت بعد نماز اس طرح ادا کیں کہ پہلی دو رکعت میں سورہ کافرون، سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ ملک، اور سورہ سجدہ تو اس کو لیلۃ القدر کی چار رکعت کا ثواب ملے گا۔

عبداللہ بن عمرؓ سے بھی یوں ہی ثابت ہے۔

۱۔ علقمہؒ ۲۔ اسود ۳۔ مجاہد ۴۔ عبدالرحمٰن بن اسودؒ فرماتے کہ جس نے یہ چار رکعت نماز ادا کیں اسے لیلۃ القدر یا لیلۃ القدر کے برابر یا لیلۃ القدر کے اجر کا ثواب ملے گا۔

سعید بن جبیرؓ بعد نماز عشاء چار رکعت پڑھتے تھے۔ قاسم کہتے ہیں کہ آپ مجھ سے بات نہ کرتے تھے۔

کعبؓ فرمایا کرتے جس نے وضو بہترین کیا اور چار رکعت بعد نماز ادا کیں۔ اعلیٰ رکوع اور سجود کے ساتھ،

Marfat.com

فرقد سنجی بیان کرتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ نے اپنے رب سے کہا کہ رات کی کس گھڑی میں تیرا قیام کروں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا تہجد گزار۔ استغفار کرنے، دعائیں کرنے اور جب نیند کر رہے ہوں، وہ ہے ½ حصہ رات کا اس وقت اللہ تعالیٰ تجھے اپنی رحمت سے دیکھیں گے۔

حسن بصریؒ سے کسی نے افضل قیام رات کا دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا ½ حصہ جب آدمی تہجد کی تیاری کرے اس وقت نزول رحمت الٰہی ہوتا ہے۔ اور مغفرت کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ سن کر مستع بن عاصم رو پڑے اور زبان سے کہا الٰہی مومن ہر طریقہ سے تیری رضا چاہتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ سحری کے ٹائم آسمان سے ندا آتی ہے السائل کو دیا جاتا ہے دعا قبول کی جاتی ہے اور استغفار کرنے والے کو معاف کیا جاتا ہے۔ یہ آواز آسمان اور زمین کی تمام کائنات سنتی ہے لیکن انسان اور جن نہیں سن سکتے اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ مرغ اور جانور اس وقت پر چیخ مارتے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ سحری کے وقت اپنے گھر سے چپ کر چلے جاتے اور یوں کہتے کہ مولا کریم تو نے مجھے بلایا ہے اور میں آگیا ہوں۔ تو نے مجھے حکم کیا ہے اور میں نے اس کی تعمیل کی ہے۔ یہ سہانا وقت ہے میرے گناہوں پر قلم رحمت پھیر دے

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے کہا تھا۔ کہ سحری کے وقت میں تمہارے لئے استغفار کروں گا۔

ابراہیم تیمیؒ نے سوف استغفر لکم ربی (میں تمہارے لئے اپنے رب سے معافی مانگوں گا) میں ذکر کیا ہے یہ سحری کا وقت تھا جس کو یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منتخب کیا تھا۔

سعید بن عاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضرت عمرؓ کو تاک میں رکھا کہ آپ رات کو کیا کرتے ہیں۔ سحری کا وقت جنت البقیع میں دوڑ کر گئے میں نے بھی دوڑ کر آپ کا تعاقب کیا۔ وہاں آپ نے نماز پڑھی ہاتھ اٹھا کر دعا کی

اللھم کبرت سنی وضعفت قوتی وخشیت الانتشار من رعیتی فاقبضنی الیک غیر عاجز ولا ملول۔

یا اللہ عمر بہت ہو چکی، طاقت ناکام ہو گئی اور رعایا بہت پھیل چکی ہے مجھے ایسی حالت میں فوت کرنا کہ میں عاجز بھی نہ ہوں اور نہ ہی مجھے ملامت کا موقع دیا جائے۔ صبح تک یہ کلمات دہراتے رہے۔

خالد بن دینار کہتے ہیں کہ ہم اپنے ایک شرفاء ثابت بنانیؒ یزید رقاشیؒ۔ زیاد نمیریؒ اور چند رفقاء کو لے کر حضرت انسؓ کے پاس تشریف لائے آپ فرماتے تم مجھے بہت پیارے لگتے ہو اور میں تمہاری قدر اپنی اولاد سے زیادہ کرتا ہوں تاہم اللہ بہتر جانتا ہے میں سحری کے وقت تمہارے لئے دعا کروں گا۔

عالد بن سعدؓ نے چند لوگوں کو سحری کے وقت مسجد کے اگلے حصہ میں نماز پڑھتے دیکھا فرمانے لگے رب کعبہ یہ سب ریاکار ہیں جب

Marfat.com

ان کو نکال دیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی۔ بعد میں فرمانے لگے فرشتے سحری کے وقت ان پر درود پڑھتے جو مسجد کے اگلے حصہ میں پڑھتے ہیں۔ ایک روایت میں آپ نے ان سے جھگڑا کیا حتیٰ کہ انہیں باہر نکال دیا۔

نافع بن خالدؒ اپنے ایک سفر کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہرم بن حیان کے ساتھ ہم خراسان سے واپس آ رہے تھے سحری کا وقت راستے میں آگیا میں نے شعر کا ایک بیت پڑھنا شروع کر دیا۔ سنتے ہی آپ نے مجھ پر کوڑا برسایا اور ساتھ ہی کہنے لگے اس وقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور تو اس وقت شعر پڑھتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت جبرائیل امین سے کہا کہ رات کا کونسا حصہ افضل ہے۔ جبرائیل نے جواب دیا کہ مجھے اتنا پتہ ہے۔ کہ سحری کے وقت عرش کانپتا ہے۔ (بحوالہ جریدی)

سعید بن ابی حسنؒ سحری کی شان میں کہا کرتے تھے کہ ہر درخت کی مہک پھیلتی ہے۔

لسیارؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے کرب بن ایوب سے کہا کیا آپ کے والد رات کو قرأت با واز بلند پڑھا کرتے تھے۔ فرمایا ہاں اور سحری کے وقت خوب بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔

ابی ہشامؒ سحری کی فضیلت میں کہا کرتے تھے کہ رات کے اول حصہ میں آسمان سے ندا آتی ہے کہاں ہیں عابدین کی جماعت جو مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھتے ہیں۔

وسط رات میں بھی ندا آتی ہے کہاں ہے قانتین کی جماعت جو رات کے درمیانی حصہ میں نماز پڑھتے ہیں۔ سحری کے وقت ندا آتی ہے۔ کہاں ہے غافلین کی جماعت۔ یعنی سحری کے وقت استغفار کرنے والے۔

سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے کہ رات کے ہر حصہ میں ندا آتی ہے۔ عابدین کو پکارا جاتا ہے۔ وہ نماز پڑھ لیں۔ اور قانتوں کو آواز دی جاتی ہے کہ سحری تک نماز پڑھ لیں۔ سحری کے وقت ندا آتی ہے۔

استغفار کرنے والے کہاں ہیں وہ استغفار کر لیں پھر اور ایک قیام کرنے والی جماعت کھڑی اللہ اللہ کرتی ہے۔

ان کو انہی کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے اور جب صبح صادق ہو جاتی ہے اور پوری روشنی چھا جاتی ہے۔

آسمان سے آواز آتی ہے کہ اے غافلین کی جماعت اب بیدار ہو جاؤ۔ وہ اپنے بستروں سے اس طرح اٹھتے ہیں۔ جس طرح کہ مردوں کو قبرستان سے نکالا جا رہا ہے۔

ایسا شخص آپ کو سست، تھکا ماندہ، رات بھر مردے کی طرح بستر پر رہا اور صبح اپنے جسم کو کھبل اور تماشے کی لکڑی کی طرح اٹھائے پھرتا ہے۔

اور رات کے قیام کرنے والے کی زندگی بہت نرالی ہے اس کا دل بشاش اور طبیعت میں سرور کی خوشبو آتی ہے۔

Marfat.com

ابی زناد کہتے ہیں۔ کہ سحری کے وقت مسجد نبوی میں جاتا ہر گھر سے قرآن پڑھنے کی آواز آتی تھی

ابی زنادؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم نے اپنے احباب سے کہہ رکھا تھا۔ جب کہیں کام جانا ہوتا تو ہمارا وقت وہ ہوگا جب قاری تہجد کے وقت قرآن پڑھتا ہے۔

انس بن مالکؒ کہتے ہیں کہ ہمیں سحری کے وقت ستر بار استغفار کرنے کا حکم دیا جاتا ہے ایک روایت استغفراللہ کا اضافہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کے تین فائدے بیان کئے ۱۔ ہر غم سے نجات ۲۔ ہر تنگی سے خلاصی ۳۔ رزق بے حساب۔ (بروایت ابن عباس)

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار ایک محفل میں سو بار ہوتی تھی۔ جسے ہم شمار کرتے تھے۔

رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الغفور او التواب الرحیم) راوی ابن عمرؓ)

پروردگارا مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول کر کیونکہ تیری ذات غفار اور تواب ہے ایک روایت میں رحیم کا ذکر بھی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الاستغفار کے یہ الفاظ بیان کئے

اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی و انا عبدک و انا علی عہدک و وعدک ما استطعت ابوء لک من النعمۃ و ابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

یا اللہ! تو ہی میرا پروردگار ہے۔ تو ہی نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں تیرے ہی عہد و پیمان پر حسب طاقت رہتا ہوں۔ تیری نعمت کا مجھے اقرار ہے۔ میں اپنے گناہ کا اقرار کر کے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے یقین ہے گناہ تیرے علاوہ کوئی نہیں معاف کرتا۔

خلیفہ عبدیؒ :۔ جب لوگ سو جاتے تو آپ بیدار ہو کر یوں گویا ہوتے :۔

الٰہی! میں تیری خیرات کی تلاش میں ہوں۔ پھر محراب کے پاس جا کر فجر تک نوافل پڑھتے۔ سحری کے وقت یوں کہتے :۔ مولا کریم مجھے رجوع کرنے کی توفیق بخش جو تو نے میرے لئے چھپا رکھا ہے اس کی طرف رجوع کی توفیق بخش۔ اپنی اطاعت سے مجھے زینت دے۔

اور احسن خدمت کرنے کا مجھ میں احساس پیدا کر۔ مولا کریم مجھے عزت دینا۔

سبب تیرے دربار میں متقین کا وفد آوے۔ تو ہی بہتر مسئول معبود و مشکور و محمود ہے۔

بعض دفعہ یوں کہتے کہ مولا کریم باطل پرست اس ٹائم پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ ہم تیرے دربار میں کھڑے ہیں۔ ہم تیری سخاوت کے متلاشی ہیں۔ مولا کریم تو نے بہت مجرمین کو معاف کر دیا اور بہت پریشان زدہ کی پریشانی دور کر دی اور بڑے ناتوانوں کی کمزوری کا تو نے علاج فرمایا۔

مولا کریم تیری عزت کی قسم ہا گناہ کرنے کے بعد ہمارے سامنے تیری جود و کرم کا کھلا دروازہ سامنے آیا ہے۔ جس سے ہمیں معافی کا موقع مل گیا۔ ہر چیز کی امید تیرے ہاتھ وابستہ ہے اور ہر چیز کی تمنا تیرے ساتھ لاحق ہے۔

ریحانہ مسلم عبدی مجروحہ علیمہ کی عملی زندگی بتارہے تھے یہ اللہ کی بندی رات کو نوافل پڑھتی سحری تک نوافل سے لگاؤ رکھتی اور عین سحری کے وقت مغموم لہجہ میں دعا کرتی۔

مولا کریم عابدوں کا طبقہ رات کی تاریکی میں تیرے دروازے پر جمع ہیں۔ وہ تیرے فضل اور مغفرت کے طالب ہیں۔ صرف وہ تیرے ہی ہیں غیر سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

مولا کریم میری خواہش ہے کہ سابقین کی جماعت میں مجھے جگہ دینا، مقربین کا درجہ عطا کرنا اور صالحین کے ساتھ مجھے ملانا۔ اکرم تیری ذات ہے ارحم الراحمین تیری صفت ہے اور اعظم تیری شان ہے یا کریم کہکر سجدہ میں گرجاتی۔ ہم اس کے گرنے کی آواز سنتے۔ وہ رو رو کر سجدہ میں دعا کرتی، یہ سلسلہ فجر تک رہتا۔ یہ عمل اس کا تیس برس سے تھا۔

(انسان کا اپنے اصل اور قریبی اور عورت کا خاوند کو رات کے قیام کے لئے بیدار کرنا۔)

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس شخص پر رحمت ہو جو رات کو نماز کے لئے کھڑا ہوا اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کیا اگر وہ بیدار نہیں ہوتی، تو اس کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔ اور اس عورت پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جو وہ خود نماز پڑھتی ہے اور اپنے خاوند کو بیدار کرتی ہے۔ اگر وہ بیدار نہیں ہوتا تو اس کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے ڈالتی ہے تاکہ وہ بیدار ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ خود بھی بیدار ہو اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے۔ عدم بیداری پر چہرہ پہ پانی کے قطرات ڈالے۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ جو مرد اور عورت رات کو بیدار ہوئے دو رکعت نفل پڑھے ان کا نام ذاکرین اللہ اور ذاکرات میں لکھا جاتا ہے۔ (راوی ابی ہریرہ)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے مجھے اور فاطمہؓ

Marfat.com

کو بیدار کیا کہ آپ اٹھ کر نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ میں نے جواب دیا کہ ہماری جانیں اسی کے قبضہ میں ہیں جب اسے منظور ہو گا بیدار کرے گا۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو کر چلے گئے۔ جب آپ واپس جانے لگے آپ نے ران پر ہاتھ مار کر کہتے جا رہے تھے۔ وکان الانسان اکثر شیئٍ جدلاً۔ انسان بہت جھگڑا کرنے والا ثابت ہوا ہے۔

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گھریلو زندگی میں کوئی ایسا لمحہ نہیں ہوتا تھا کہ گھر کا کوئی فرد اللہ اللہ کرتا ہو۔ بلکہ کوئی نہ کوئی کھڑا نماز پڑھ رہا ہوتا تھا۔ (سند ثابت بنانی رح)

حضرت مجاہدؒ نے اعملوا آل داؤد شکراً کی تفسیر یوں بیان کی ہے:۔

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلیمانؑ سے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے شکر کا ذکر کیا ہے میں رات کو قیام کروں گا اور آپ دن کو قیام کریں۔ حضرت سلیمانؑ نے جواب دیا کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا۔ ہاں ظہر کی نماز پڑھ لیا کروں گا۔

ابن شبرمہؒ نے اس آیت کا شان نزول یوں بیان کیا ہے۔ کہ باری باری عبادت کرتے تھے۔ آپ کو آل داؤد کوئی نہ کوئی فرد ضرور نماز پڑھتا نظر آئے گا۔

حضرت عمرؓ رات جی بھر کر نماز پڑھتے، رات کے آخری حصہ میں اپنے اہل کو بیدار کرتے۔ انہیں نماز کی تلقین کرتے اور ساتھ ہی آیت کی تلاوت کرتے۔ وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا لانسئلک رزقاً نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوی۔ اپنے اہل کو آپ نماز اور صبر کی تلقین کریں۔ اس عبادت سے ہم رزق نہیں چاہتے بلکہ تمہارے لیئے تقویٰ کی بہتری چاہتے ہیں۔ (بروایت اسلم)

اسلم بیان کرتے ہیں کہ عبیدہ بن جراح ایک وفد دشمنوں کے محاصرہ میں آگئے حضرت عمرؓ کو یہ معاملہ بڑا دشوار نظر آیا آپ کبھی ہمارے کہنے پر بھی رات کو قیام نہ کرتے۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ آج آپ نے قیام کیا ہے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوتے مندرجہ بالا آیت پڑھتے۔

اسلم کہتے ہیں کہ میں اور یرفا غلام عمرؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ ہمیں کہتے کہ اٹھو نماز پڑھو۔ بخدا مجھے نماز پڑھنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ میں سو سکتا ہوں۔ جب میں سورہ شروع کرتا ہوں مجھے لوگوں کی پریشانی کے باعث نہیں پتہ لگتا کہ سورہ کا آغاز کیا تھا اور اختتام کہاں ہے۔

ابی عثمان نہدیؒ کہتے ہیں کہ میں ایک دن ابی ہریرہؓ کا مہمان بنا آپ کی بیوی، خادم اور آپ خود باری باری

رات کو قیام کرتے

حضرت ابی ہریرہؓ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔

(۱) ⅓ حصہ نماز میں ⅓ حصہ نیند کرنے کے لیئے ⅓ آنحضرت کی احادیث یاد کرتے ہیں۔

عمرو بن دینار کہا کرتے تھے میں رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

⅓ حصہ قیام ⅓ سونے کے لیئے ⅓ حصہ احادیث بیان کرنے کے لیئے۔

محمد بن طلحہ کہتے ہیں۔ کہ میرا باپ اپنی عورت، نوکر اور بیٹوں کو رات کے قیام کی ترغیب دیتا۔ رات میں چاہیئے دو رکعت پڑھو، اس نماز سے گناہ دور پھینک دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ صالحین کا اشرف عمل ہے۔

ہشیم بن حجار کہتے ہیں کہ میری عورت رات کو بالکل نہ سوتی تھی۔ مجھے اس کی بیداری پر ترس آیا جب مجھے اونگھ گھیر لیتی۔ وہ میرے چہرہ پر پانی کے قطرات کی بارش کرتی اور مجھے اپنے پاؤں کی نوک سے بیدار کرتی۔ اور ساتھ ہی مجھے کہتی:-

خدا تعالیٰ سے شرم نہیں کرتے رات بھر خوا نیٹے مار کر پھر بھی تجھے صبر نہیں آتا۔ میں جواب میں کہتا بخدا مجھے تیرے عمل سے شرم آتی ہے۔

بصرہ میں ایک عابدہ عورت رہتی تھی۔ جب لوگ سو جاتے وہ رات کی تاریکی میں قیام اور سجدہ اور دعا میں مشغول رہتی، یا رب کیا تیرے پاس آگ سے ہلکی کوئی سزا نہیں ہے صبح اسی میں ہو جاتی۔

یمن میں ایک عابدہ عورت تھی رات پڑتے ہی کہتی، اپنے نفس کو کہتی آج یہ دن تیرا ہے روزہ رکھ اور عبادت کر کوئی پابندی نہیں ہے۔

دوسرا خطاب یوں کرتے یہ رات تیری رات ہے پھر یہ رات نصیب نہ ہوگی پوری کوشش سے اس میں اللہ اللہ کرے۔ ساٹھ برس یا اس سے کم و بیش کی عمر میں ایسا ہی کہتی رہتی۔

رات کے قیام کو چھوڑنے کی سزا

۱۔ عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے کہ ایک شخص کا آپ کے پاس ذکر کیا گیا، وہ پوری رات سویا رہتا ہے آپؐ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے کہ شیطان نے اس کے کانوں میں پیشاب کیا ہے۔

۲۔ ابی ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پیش کرتے ہیں کہ شیطان رات کو تین گرہ گدی پر دیتا ہے ۱۔ صبح یہ

اللہ اللہ کے ذکر پر کھل جاتی ہے ۲- ایک وضو کرتے وقت کھل جاتی ہے - ۳- نماز پڑھتے وقت۔
وہ شخص خوش و خرم نظر آتا ہے - اگر ایسا عمل رات کو نہیں کیا - تو ہر گرہ پر شیطان رات لمبی ہے کہہ کر سونے کی ترغیب دیتا ہے تو ایسا شخص خبیث اور سست مزاج نظر آتا ہے ۔ (روایت کا خلاصہ یہ ہے)

ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ انسان کو خسارہ ، اور برائی یہی کافی ہے کہ صبح تک سویا رہے اور رات کو قیام نہ کرے - ایسے شخص کے کان میں شیطان پیشاب کرتا ہے ۔

اور ایک روایت میں قسم اٹھا کر ابن مسعودؓ نے یہ واقعہ بیان کیا۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس نے رات کو وتر نہ پڑھے اس کے سر پر ستر گز لمبی چھڑی رکھی جاتی ہے ۔

دن کو قیلولہ کرنا رات کی عبادت کیلئے معاون ہوتا ہے

سعد بن عباسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ رات کے قیام کے لیئے دن کو قیلولہ کیا کرو ، اور دن کے روزہ کے لئے رات کو سحری کھایا کرو ۔

حسنؓ نے ایک شخص کو بازار میں گزرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا - کیا یہ شخص دن کو قیلولہ نہیں کرتا ، انہوں نے جواب دیا ہاں ، آپؐ نے فرمایا ان کی رات میرے خیال میں بہت بری رات ہے ۔

اسحاق بن عبداللہ فرماتے ہیں - کہ قیلولہ کرنا اہل خیر کا عمل ہے اس سے دل کو تقویت اور رات کے قیام کی طاقت ملتی ہے ۔

.....

حضرت عمرؓ نے اپنے اس عامل کو لکھا جو دن کو قیلولہ نہیں کرتا بعد صلوۃ کے بعد :- فقال ان الشیطان لا یقیل دن کو قیلولہ کرو کیونکہ شیطان دن کو قیلولہ نہیں کرتا (بقول مجاہدؒ)

خوات بن جبیر کہا کرتے تھے - کہ شروع دن میں سونا حماقت اور درمیان میں سونا اچھی عادت ، اور آخر دن میں سونا کمزوری عقل کی نشانی ہے ۔

جو شخص رات کے قیام کا عادی ہو اُسے بیدار کیا جاتا ہے

حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے - کہ رات کا قیام کرنے والا جب سو جائے اسے کسی نہ کسی ذریعہ سے بیدار کر دیا جاتا ہے بلی کی آہٹ ، بچے کے رونے یا اور کسی چیز کے ذریعہ سے وہ بیدار ہو جاتا ہے جس سے اس کی پوری آنکھ بھی کھل

جاتی ہیں۔ کیونکہ ہر انسان کے ساتھ ایک نیک اور بد ساتھی مقرر کیا جاتا ہے۔ نیک ساتھی اسے بیداری کے اسباب تیار کرتا ہے اور برا ساتھی اسے رات لمبی کی تھپکی دیتا ہے۔ حتیٰ اگر کسی کے قیام اور آواز کو نہیں سنتا۔ پھر صبح سویرے شیطان اگر اس کے کان میں پیشاب کرتا ہے۔ تو یہ صاحب سست اور لوٹنے والے نظر آتے ہیں۔

نیک ساتھی فرشتہ اسے کہتا ہے اٹھ، ذکر کرنے کا ٹائم ہو گیا ہے۔ وہ بیدار ہو کر وضو کرتا ہے، پھر نماز پڑھتا ہے، پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے۔ جب یہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو فرشتہ اس کا استقبال کرتا ہے۔ صبح اس کی طبیعت عمدہ اور بہتر ہوتی ہے۔

حسنؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رات کو نماز پڑھا کرو اور چار رکعت پڑھا کرو۔ نہیں تو دو پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ جب بھی کوئی گھر والا رات کو نماز پڑھتا ہے فرشتے انہیں آواز دیتے ہیں اٹھو گھر والو۔ نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔

حضرت حسنؓ فرماتے کہ جب بھی کوئی شخص اپنے بستر پر نیکی کی بات کرتا ہے اللہ تعالیٰ وہی اس کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن انسان اس عمل خیر کو چھوڑ دیتا ہے۔

علاءؒ ہفتہ کی رات کو ہمیشہ بیدار رہتا۔ ایک رات سست ہو گیا اس پر اپنی عورت سے کہنے لگا کہ جب رات کا فلاں حصہ ہو جائے مجھے بیدار کر دینا، اس نے زمین پر سر رکھا، اور اسے نیند آگئی، خواب میں کوئی بیدار کرنے والا بیدار کر گیا، اس صورت میں کہ اس نے میری پیشانی پکڑی اور یوں گویا ہوا۔ ابن زیادؒ اٹھ اور خدا تعالیٰ کا ذکر کر، اللہ تعالیٰ تجھے یاد کر رہے ہیں۔ آپؒ گھبرا کر اٹھے، اس کپکپی سے علاء کی وفات ہو گئی۔

ایک عابد رات کو بالکل معمولی سویا کرتا تھا۔ ایک رات اس کی آنکھ نہ کھل سکی حتیٰ کہ وہ اپنا وظیفہ نہ کر سکا۔ اس نے خواب میں ایک لڑکی دیکھی اس کا چہرہ چاند جیسا تھا اور اس کے پاس ایک کاغذ تھا جس میں ذیل شعر لکھے تھے۔

الهتك لذاة نومة عن خير عيش	مع الخيرات في غرف الجنان
تعيش مخلداً لا موت فيه	وتنعم في الجنان مع الحسان
تيقظ من منامك ان خيراً	من النوم التهجد بالقرآن

بہتر زندگی کی خیرات نیند کے نشے نے تجھے غافل کر دیا۔ ورنہ تیری منزلت جنت کے بالاخانے تھے۔ تیری سدا دائمی زندگی میں موت کا نام و نشان نہیں ہے۔ نیکی کر کے جنت کا مہمان بن۔ بیدار رہنا نیند سے بہتر ہے۔ اس بیداری میں قرآن کی تلاوت سے دل لگا۔

Marfat.com

— خدا کی قسم جب بھی میں نے یہ اشعار سامنے رکھے ہیں۔ میری نیند آنکھوں سے اڑ گئی۔

زیاد نمیری اپنا واقعہ بتاتے ہیں۔ کہ خواب میں مجھے بیدار کرنے والے نے یوں مخاطب ہو کر بیدار کیا۔ اے زیاد تہجد پڑھ یہ تیری سعادت کا وقت ہے۔ نیند تیرے بدن کو کمزور کر دے گی۔ اور تیرے دل کو مردہ کر دے گی میں بیدار ہو کر پھر سو گیا۔ بیدار کرنے والا دوبارہ تشریف لایا۔ اے زیاد دنیا میں عابدین کے علاوہ کوئی بہتر نہیں ہے

یحییٰ بن سعیدؒ اپنے والد محترم کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کہ رات آتے ہی آپ وضو کر کے محراب کے پاس جا کر نماز پڑھتے۔ یہ حالت صبح تک رہتی۔

ایک رات ایسا ہوا کہ والد صاحب کو نیند نے آگھیرا۔ عین عبادت کے وقت، تو اچانک ایک خوبرو نوجوان مجھ پر آ کر کھڑا ہو گیا اور مجھے یوں کہنے لگا۔

سعید بھلائی کی طرف کھڑے ہو جاؤ، تہجد ادا کرو، اس میں رب کی رضا، اور تیری خوشی کا باعث ہے یہ مقام عند اللہ شرفاء مومنین کا نصیب ہو گا۔ میں نے یہ واقعہ اپنے بھائی حسن کو بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس سے قبل مجھے یہ واقعہ پیش آ چکا ہے۔

اذھر بن ثابت ثعلبی اپنے باپ کے رات کے قیام کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ آپ بہت قیام کیا کرتے تھے ایک دن ایسا ہوا کہ خواب میں آپ کو خوب صورت عورت ملی جو کہ دنیا والی عورت جیسی نہ تھی۔ میں نے اسے کہا تو کون ہے اس نے جواب دیا میں حور ہوں جو کہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں رہتی ہوں۔ میں نے کہا مجھ سے شادی کر لے اس نے مجھے کہا کہ حق مہر اور نکاح میرے مالک سے طے کرا لو۔ میں نے کہا مہر کتنا ہے۔ اس نے کہا، طول تہجد، (یعنی بہت تہجد پڑھنا)

عبدالواحد بن زیدؒ اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگ میں شریک تھے۔ ہم نے ایک جگہ قیام کیا میرے ساتھی سب سو گئے۔ میں نے اپنا عمل کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ مجھے نیند آ گئی۔ خیر میں نے نیند اور بیداری میں اپنا وظیفہ پورا کر لیا۔ جب میں فارغ ہو کر سونے لگا۔ میں بستر پر یہ بات کہہ دی کہ میں اپنے ساتھیوں کی طرح سو جاتا تو یقیناً جسم کو راحت مل جاتی اور میں اپنا وظیفہ صبح کو پڑھ لیتا۔ پھر مجھے نیند آ گئی میں نے ایک خوب صورت نوجوان نیند میں اس حالت پہ دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک ورق تھا۔ اس نے میرے حوالہ کر دیا اور اس پہ یہ تحریر تھا۔

نیام من نشاء علی غفلۃ   والنوم اخ الموت فلا تتکل

Marfat.com

تنقطع الاعمال فیہ کما ! تنقطع الدنیا عن المنتقل

جس نے غفلت کی نیند کرنا ہے کرے۔ نیند موت کی ساتھی ہے اس پر اعتبار نہ کرنا۔ نیند میں وہ سب اعمال منقطع ہو جاتے ہیں جس طرح مرنے والے کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں۔ عبد اللہ ان اشعار کو بار بار پڑھتے اور خوب روتے اور کہا کرتے۔

موت نے نمازی کی نماز اور اس کی لذت میں دہشت پیدا کر دی۔ اس طرح اس کے روزہ میں بھی۔

سہیل بن عاصمؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے بیت المقدس کی مسجد میں دیکھا وہاں تہجد گزاروں کی بھرمار ہوتی تھی۔ ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ میں نے حیران ہو کر کہا کہ آج رات کیا معاملہ ہوا۔ صخرہ (چٹان) کی طرف سے آواز آئی۔

فیا عجبا للناس لذت عیونہم ! مطاعم غمض بعدہ الموت منتصب

فطول القیام الیسر مؤنۃ ! اھون من نار تفور وتلتھب

تعجب خیز معاملہ ہے کہ لوگ نیند میں اتنے مست ہیں۔ کہ اپنی موت کا کوئی سامان بیدار ہو کر نہیں بنا رہے۔

جہنم کی شعلہ زن آگ سے تہجد پڑھنا بالکل آسان ہے۔

میں پڑھتے ہی چہرہ کے بل گر گیا اور میری عقل کے طوطے اڑ گئے۔ جب مجھے ہوش آئی۔ تو وہ ہر تہجد گزار قیام میں مصروف تھا۔

رابعہ عابدہؒ اپنی کیفیت یوں بیان کرتی ہیں۔ کہ ایک رات میں مرض کے حملہ کی وجہ سے تہجد نہ پڑھ سکی۔ جب افاقہ ہوا۔ میں نے پھر یہ عمل شروع کر دیا۔ ایک رات مجھے نیند کی حالت میں ایک لڑکی دکھائی گئی۔ اور اس نے مجھے ایک محل میں داخل کیا۔ وہاں غلاموں نے ہمارا استقبال خوشبو سے کیا۔ لڑکی کہنے لگی۔ اس عورت پر تم خوشبو کیوں نہیں چھڑکتے۔ اس نے جواب دیا اس کا حصہ موجود تھا لیکن اس نے خود چھوڑ دیا ہے۔ پھر اس نے مجھے یوں خطاب کیا۔

صلواتک نور والعباد رقود ! ونومک ضد للصلوۃ عتید

وعمرک غنم ان عقلت ومھلۃ ! یسیر ویفنی دائما ویبید

تیری نماز تیرے لئے نور ہے جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تیری نیند نماز کے لئے وقف ہے۔

عمر کو غنیمت جان اور اسے تھوڑی سی مہلت رکھتا ہے اور فنا اس کا دوامی ہے۔

اس کے پڑھنے سے میرے حواس باختہ ہو گئے۔ اس خواب کے بعد رابعہ کبھی نہ سوئی۔ آپ کی موت اس

عبادت میں آگئی۔

۲۔ ایک اور آدمی نے اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے یوں خطاب کیا گیا۔

عجبت من جسم و من صحۃ ومن فتی نام الی الفجر
فالموت لا تؤمن خطفاتہ فی ظلم اللیل اذا یسری
من بین منقول الی حفرۃ یفترش الاعمال فی القبر
وبین ماخوذ علی غرۃ بات طویل الکبر والفخر
عاجلہ الموت علی غفلۃ فمات مثبورًا الی الحشر

مجھے ان صحت مند نوجوانوں سے تعجب ہے جو صبح تک سویا رہتا ہے۔
موت جب رات کی تاریکی میں چلتی ہے تو اس کے جھپٹوں سے بہت بے خوف ہو۔
انسان کے اعمال کا فرش قبر میں بچھا ہے، کوئی قبر میں فرش اور تکبر کے جرم میں گرفتار ہے جس کی راتیں غفلت میں گزریں۔
اور کوئی ایسا ہے کہ موت نے اسے اچانک گھیر لیا۔ یہ حشر تک خوار پڑا ہے۔
یہ صاحب بتاتے ہیں۔ کہ میں نے ان کو بھلایا نہیں ہے۔

یحییٰ علیہ السلام نے ایک رات جو کی روٹی سیر ہو کر کھائی۔ اور اس رات کا وظیفہ چھوڑ بیٹھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو پیغام دے کر بھیجا۔ اے یحییٰ اگر تجھے جنت فردوس کے میوہ جات دکھا دیئے جاتے تو تیرا جسم پگھل جاتا اور اس کے شوق میں جان پرواز کر جاتی۔ اور تجھے جہنم دکھائی جاتی تو تیرے آنکھوں سے پیپ کے آنسو جاری ہوتے۔ ٹاٹ پہننے کی بجائے آپ لوہے کا لباس پہنتے۔

نیند سے بیداری کے وقت کو لسا ذکر چاہیئے

حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدی عمل بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے اپنی خالہ میمونہؓ کے پاس گزاری۔ آپؐ ½ حصہ رات تک سوئے رہے۔ جب رات کا ½ حصہ یا اس سے تھوڑا سا کم یا دیر آپ بیدار ہوئے تو ہی اپنے چہرہ سے ہاتھ کے ساتھ نیند کو دور کیا۔ پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت کیں۔ بعدہ آپ نے پرانی مشک جو لٹکی ہوئی تھی اس سے وضو کیا۔

حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو بیداری کے وقت یوں بیان کیا ہے۔

لا الہ الا انت سبحانک اللھم استغفرک من ذنبی، واسألک رحمتک اللھم زدنی علماً ولا تزغ قلبی بعد اذھدیتنی ھب لی من لدنک رحمۃً انک انت الوھاب، مولاکریم تیری ہی واحد ذات زالی ہے۔ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔ اور تیری رحمت کا مطالبہ کرتا ہوں۔ یا اللہ میرے علم میں اضافہ کر، مومن ہونے کے بعد میرے دل کو ٹیڑھا نہ کرنا۔ مولاکریم اپنی رحمت نازل کر، کیونکہ تو ہی بخشنے والا ہے۔

حضرت جابرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں بیان کرتے ہیں، کہ جب آدمی بستر پر سونے کے لئے آتا ہے تو ایک فرشتہ اور شیطان فوراً اس کے قریب آتے ہیں۔

فرشتہ کہتا ہے کہ تیرا خاتمہ اچھا ہو اور شیطان کہتا ہے۔ کہ تیرا خاتمہ برا ہو۔ جب انسان ذکر کرتا ہے۔ فرشتہ رات بھر اس کی نگرانی کرتا ہے اور جب پھر بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ اور شیطان جلد اس کے پاس آجاتے ہیں۔ فرشتہ اسے خیر کے افتتاح کی بشارت دیتا ہے اور شیطان اسے برائی کے افتتاح کی دعوت دیتا ہے۔

اگر آدمی یہ کہے۔ الحمد للہ الذی ردعلی نفسی، ولم تمت فی منامھا، الحمد للہ الذی عیک السموت والارض ان تزولا، ولئن زالتا، ان امسکھما من احد من بعدہ انہ کان حلیماً غفوراً۔

مولاکریم تو نے مجھے پھر زندگی بخشی اس پر میں الحمد للہ کا ترانہ گاتا ہوں۔ مولاکریم تیرا ہی کام ہے کہ آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی سہارے کے روک رکھا ہے اگر یہ جنبش کھا جائیں۔ تو کون ان کو روک سکتا ہے۔ مولاکریم یہ تیرا ہی کام ہے، کیونکہ تیری صفات میں غفاریت اور حلم ہے۔ حماد کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسی حالت میں اسی بستر پر فوت ہو گیا۔ تو وہ جنتی ہوگا۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ملتا ہے کہ اگر انسان نے نماز پڑھنی شروع کر دی تو اس کی نماز فضائل میں شمار ہوگی۔ اور اگر وہ ذکر الٰہی کرنا شروع کر دے تو فرشتہ اس کی طرف سے شیطان کو بھگا دیتا ہے اور اس کی نگرانی میں رہتا ہے۔

ربیعہ بن کعب اسلمیؓ کہتے ہیں، کہ میں اکثر اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے کونے میں رات بسر کرتا اور آپؐ رات کے قیام میں یہ پڑھتے۔

سبحان اللہ رب العالمین اھوی، ازلی ذات کے مالک جو طویل دہر سے ان کی نگرانی کرنے والا

Marfat.com

ہے۔ پھر یہ کہتے :۔

سبحان اللہ وبحمدہ اھوی، نرالی ذات اپنی حمد طویل کے ساتھ۔

عبادہ بن صامت رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث؛ ایسے شخص کے متعلق بتاتے ہیں جسے رات میں جاگ آجائے۔ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر، سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، پھر آپؐ کہا کرتے رب اغفرلی بعدہ اس نے دعا کی یقیناً قبول ہو گی۔

حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کی بیداری میں یوں عمل بیان کرتی ہیں۔ لا الہ الا اللہ الواحد القھار رب السموات والارض وما بینھما العزیز الغفار،

اللہ تعالیٰ کی ذات واحد اور قہار صفت والا ہے۔ جملہ کائنات سماوی اور ارضی کا پروردگار ہے اور جو چیز آسمان اور زمین میں ہے ان پر اس کا غلبہ ہے اور وہی غفار ہے۔

ابی کثیرؓ حضرت ام سلمہؓ کا غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رات بیداری سلمہؓ سے یوں بیان کرتے ہیں۔ رب اغفروارحم، واھدنی السبیل الاقوم، پروردگار! معاف کر، رحم کر اور مجھے بہترین راستہ پر گامزن کر۔

ابن مسعودؓ کا اپنا عمل رات کے قیام میں یہ تھا۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، آپ نے اس عمل کا ثواب ۲۰ لاکھ نیکی بتایا، یا واقعۃً اتنی نیکی ملتی ہے۔

وضو کرتے وقت مسواک کرنا رات کے قیام کے لئے

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک کے ساتھ خوب ملتے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ کے رات کے قیام کا عمل بتاتے ہوئے ذکر کیا اٹھ کر پہلے مسواک کرتے اور وضو کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔ ۹ رکعت نوافل پڑھتے تشہد ۸ویں رکعت میں بیٹھتے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور دعا کرتے اور سلام پھیر کر فارغ ہوتے۔ پھر اللہ کی حمد و ذکر کرتے، دعا کرتے پھر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اسلام بالکل نہ پھیرتے۔ پھر نویں رکعت پڑھتے۔ آپ کا سلام کر نا ہمیں سن جاتا تھا۔ پھر آپ دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھتے۔ یہ مجموعی ۱۱ ہو گئیں۔ یہ عمل جسم کے بھاری اور گوشت کے ڈھیلے ہونے کی بنا پر تھا۔ یعنی بڑھاپے کے عذرات کی بنا پر تھا۔ نو تربا

اور دو نفل بیٹھ کر، تھنے بچے یہ ہیں آپ کی نو رکعت ۔ (سعد بن ہشام)

ابی ایوبؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپؐ رات ۲ مرتبہ یا ۳ مرتبہ مسواک کرتے۔ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ سوتے وقت حضرت کے سرہانے مسواک رکھا ہوتا اور بیدار ہوتے ہی پہلا کام مسواک کرنا ہوتا تھا۔ اس عمل کے راوی ابن عباسؓ، جابر بن عبداللہؓ، حجاج بن عمرؓ مازنیؒ، عوف بن مالکؓ۔

ابن شہاب کہتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص رات یا دن کو مسواک کے ساتھ وضو کرے پھر وہ نماز ادا کرے تو فرشتہ اس کا طواف کرتا ہے۔ اور پھر اس کے اتنا قریب ہوتا ہے۔ کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ انسان پھر فرشتہ کے منہ سے تلاوت کرتا ہے۔ جب انسان مسواک نہیں کرتا، نہ طواف اور نہ منہ کا رکھنا فرشتے کی طرف ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وضو کے ساتھ مسواک کرتے تھے۔

عبدالرحمن اسلمی بتاتے ہیں۔ کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ مسواک کرنے کی رغبت دلاتے تھے۔ کہ جب آدمی نماز پڑھنے لگتا ہے تو فرشتہ اس کا قرآن محبت اور توجہ سے سنتا ہے۔ فرشتہ اس کے اتنا قریب ہوتا ہے۔ کہ اپنا منہ نمازی کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ جو آیت بھی نمازی تلاوت کرتا ہے۔ وہ فرشتہ کے پیٹ میں جاتی ہے سبحان اللہ۔

حسان بن عطیہؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مسواک کر کے دو رکعت پڑھنے سے ستر رکعت کا ثواب ملتا ہے اور بغیر مسواک والی نماز میں یہ ثواب نہیں ہے۔

عبدالعزیز بن ابی داؤدؒ فرمایا کرتے کہ انسان دو اخلاق کریمہ میں سے ہے۔ ۱۔ رات کو تہجد پڑھنا۔ اور مسواک کو پابندی سے کرنا۔

محمد بن نصر حارثیؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ تہجد والوں کی عادت میں مسواک کرنا شامل ہے۔

رات کے قیام کے لئے غسل کرنا، خوشبو لگانا اور نفیس ستھرے کپڑے پہننا

۱۔ عبداللہ بن زکریا اور اس کے ساتھی عشاء کے بعد رات کی عبادت کے لئے غسل کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مسواک برتن پر رکھتے، بیت الخلاء سے فارغ ہو کر مسواک کرتے، وضو کر کے گھر سے خوشبو منگوا کر استعمال کرتے۔

(راوی انسؓ)

۲۔ حضرت ابن مسعودؓ عمدہ کپڑے اور بہترین خوشبو رات کی نماز کے لئے استعمال کرتے۔

Marfat.com

۳۔ حضرت تمیم داری خوشبو کے علاوہ صرف تہجد کے لئے ہزار روپے کا سوٹ خرید رکھا تھا۔

۴۔ ابن عزیز رات کی نماز کے لئے غالیہ خوشبو لگاتا تھا۔

۵۔ مغیرہ بن حکیمؒ تہجد کے لئے خاص خوشبو اور کپڑے محفوظ رکھتا تھا۔

۶۔ عمرو بن اسودؒ ۰۸ دینار (چار سے ۴۲ روپے کا) کا سوٹ ۳ روپے کا اسے رنگ دلا رکھا تھا۔ دن اور رات اسے زیب تن رکھتا۔

۷۔ مجاہد بن جبیرؒ کہتے ہیں، کہ اللہ والے رات کی نماز کے لئے مونچھوں اور داڑھی پر خوشبو لگاتے، پیاز اور لہسن سے کثرت سے نفرت کرتے۔

۸۔ محمد بن علیؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عطر کے استعمال کا پوچھا مائی صاحبہ نے جواب دیا ذکارۃ الطل یعنی کستوری اور عنبر لگاتے تھے۔

۹۔ ابو قتادہؓ رات کی نماز کے لئے اعلیٰ کپڑے اور ایک خاص عطر کی ڈبیہ منگوا کر جسم پر ملتے۔ (سبحان اللہ)

رات کے قیام کے افتتاح کے لئے ذکر اور دعا کا انتخاب

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے قیام کا افتتاح ذیل کلمات سے مختلف اوقات میں کرتے۔

اللھم لک الحمد قیام السموت والارض ولک الحمد انت نور السموت والارض ولک الحمد انت رب السموت والارض ومن فیھن انت حق وقولک حق ووعدک حق ولقاؤک حق والجنۃ حق والنار حق والساعۃ حق اللھم لک اسلمت وبک امنت وعلیک توکلت والیک انبت وبک خاصمت والیک حاکمت انت ربنا والیک المصیر رب اغفرلی ما قدمت وما اعلنت وما قدمت وما اخرت انت اللہ لا الہ الا انت۔

یا اللہ حمد کے لائق تیری ہستی ہے، آسمان اور زمین کا قیم (نگران) تو ہی ہے۔ حمد تیرے لئے ہے کیونکہ آسمانوں اور زمینوں کو منور کرنے والا تو ہی ہے۔ حمد تیرے لئے ہے۔ تو ہی آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے تیری ذات، تیرا قول، تیرا وعدہ، تیری ملاقات، جنت، آگ اور قیامت سب حق (یقینی) ہیں۔

Marfat.com

یا اللہ تیری رضا کے لئے اسلام، ایمان، رجوع، جھگڑا اور فیصلہ لے گیا۔ تو ہی ہمارا رب ہے اور تیری ہی طرف جانا ہے۔ مولا کریم میری بخش اور بخش لغزشات کو بلندی درجات بنا اور جو چیزیں میں نے مقدم اور مؤخر کر رکھی ہیں وہ تیرے علم میں ہیں۔ تیرے علاوہ میرا کسی پر سہارا نہیں ہے۔ (ابن عباسؓ)

۲۔ اللھم رب جبرائیل و میکائیل و اسرافیل فاطر السموت والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادك فیما کانوا فیہ یختلفون اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنك انك تھدی من تشاء الی صراط مستقیم۔

جبرائیل، میکائیل، اسرافیل کے رب اور آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے غیب اور حاضرہ کا علم رکھنے والے، مولا کریم انسانوں کے جملہ اختلافات کا فیصلہ تیرے پاس ہے مجھے اختلاف سے بچانا اور حق پر گامزن رکھنا۔ تو اپنی مرضی سے جسے چاہتا ہے صراط مستقیم پر ثابت رکھتا ہے۔

سوال ابوسلمہ جواب عائشہؓ

۳۔ آپ ۱۰ مرتبہ اللہ اکبر، ۱۰ مرتبہ سبحان اللہ، ۱۰ مرتبہ لا الہ الا اللہ، ۱۰ مرتبہ استغفر اللہ، بعدہ ۱۰ مرتبہ اللھم اغفر لی واھدنی وارزقنی، یا اللہ مجھے ہدایت، رزق اور گناہ معاف کر کہتے۔ اور ۱۰ مرتبہ اللھم انی اعوذ بك من ضیق یوم الحساب، مولا کریم قیامت کے جملہ حسابات کی تنگیوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ (عائشہؓ)

۴۔ نافع بن جبیرؓ نے ذیل الفاظ آپ کو صبح کی نماز میں پڑھتے سنا۔ ۳ مرتبہ اللہ اکبر کبیرا (اللہ بہت بڑا ہے) ۳ مرتبہ الحمد للہ، ۳ مرتبہ سبحان اللہ بکرۃ واصیلاً۔ پھر آپ اللھم انی اعوذ بك من الشیطان الرجیم، مولا کریم شیطان لعین کے شر، تکبر، جادو، وسوسہ من ھمزہ ونفثہ ونفخہ سے پناہ چاہتا ہوں (نوافل میں بھی آپ یہ پڑھ لیا کرتے)

۵۔ آپ اللہ اکبر ذو الملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ اللہ بڑی شان والا ہے اس کی بادشاہی قبضہ اور بڑھائی اور عظمت بڑی ہے۔ (حذیفہ نے خود سنا یہ پڑھتے ہوئے)

معدی کرب بن عبد کلال اپنا عمل یوں بتاتے ہیں۔ کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھی اور کواڑ بند کر کے خوب سو گیا۔ میں نے اپنے سر سے لحاف اتارا تو میری گھر یلو مسجد میں ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس کی زبان ان کلمات کا ترانہ گا رہی تھی۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللھم عبدک یصلی لک اللھم اھل الرحمۃ فی جسمی والنور فی بصری والبصیرۃ فی قلبی والشکر فی صدری وذکرک علی لسانی ابدًا اما الیقینی وارزقنی رزقًا طیبًا مبارکًا غیر ممنوع ولا محظور،

اللہ اکبر، اللہ اکبر، یا اللہ تیرا بندہ تیری نماز پڑھ رہا ہے میرے جسم میں صحت بخش اور آنکھوں کی بینائی میں نور کی بارش کر اور دل میں یقین کامل عطا کر اور سینہ میں شکر رکھ اور میری زبان پر ہمیشہ کے لئے ذکر رکھ اور میری عزور زندگی اچھی طرح نبھانا، رکاوٹ اور منع کی گنجائش نہ ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار اللہ تعالےٰ کے دربار میں درخواست کی مولا کریم میں تیرا شکر کیسے کروں اور تیرے انعامات میں نقص کیونکر پیدا کروں، جس پر میرے تمام اعمال تیرے معیار پر نہیں اترتے۔ اللہ تعالےٰ نے جواباً کہا کہ یہ تو نے شکر یہ ادا کیا ہے۔

موسیٰؑ جب تم ذکر کرتے ہو تو خوب توجہ کر کے، ذکر سے وابستگی پیدا کر۔ میرے ذکر کے ساتھ اطمینان اور خشوع کر اور جب مجھ سے دعا کرے تو دل کی گہرائی سے کر اور جب نماز کا قیام کرے تو ایسا بن جیسا کہ غلام عاجز اپنے مالک کے دربار میں جھکا ہے اور اپنے نفس میں عجز اور انکسار پیدا کر اور جب تو مجھے ندا دے تو ڈرنے والے دل اور صدق زبان سے پکار۔

عشار کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے

۱۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشار کی نماز سے قبل سونے اور اس کے بعد باتیں کرنا مکروہ جانتے تھے (ابی برزہؓ)

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے والے اور مسافر کے لیے رات کو بات کرنے کی اجازت دی ہے (ابن مسعودؓ)

ہشام بن عروہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد محترم سے یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ میں عشار کی نماز سے فارغ ہو کر باتوں میں مصروف ہو گیا۔ میری خالہ عائشہ صدیقہؓ نے میری باتیں سن لیں کیونکہ ہمارے اور آپ کے مکان میں صرف ایک چھت ہی حائل تھی۔ مجھے یوں گویا ہوئیں ذلیلے ساعرہ لے عریہ، یہ رات کو باتیں کیسے کر رہے ہو۔ میں نے آپؐ کو عشار سے قبل سوتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ ہی بعد نماز عشار باتیں کرتے ہوئے دیکھا۔ عشار کے بعد ملامتی نماز پڑھنے میں ہے یا سونے میں۔

حذیفہ بن یمان کے پاس ایک شخص بعد نماز عشار ان کے مکان پر آیا آپؓ نے پوچھا کیسے تشریف لائے ہو۔ اس نے جواب دیا باتوں کے لئے آپؓ نے دروازہ بند کر دیا اور ساتھ ہی حضرت عمرؓ کا قول سنا دیا۔ عشار کے بعد

Marfat.com

باتیں کرنا منع ہیں۔

ایک روایت میں ہے۔کہ حضرت عمرؓ عشاء کے بعد باتیں کرنے والوں کو دُرّہ (کوڑا) کے ساتھ درست کرتے۔رات اٹھا کرو۔اس سے تمہیں تہجد کی توفیق ملے گی۔

فرشتہ بن حرؓ کہتے ہیں۔کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا،عشاء کے بعد باتیں کرنے والوں کی دُرّہ (کوڑا) کے ساتھ مرمت کرتے اور فرماتے اول رات کو باتیں کرتا اور آخر رات میں سوتا ما

حضرت عمرؓ نے اپنے گورنروں کو لکھا،عرب بعد نماز عشاء باتیں کرنا پسند کرتے ہیں۔لہٰذا عشاء کی نماز کو تاخیر سے پڑھا کرو۔تاکہ اس کے بعد باتیں نہ کرسکیں گے۔

عمرۃ بیان کرتی ہیں۔کہ حضرت عائشہؓ جب کسی کو گھر میں بعد نماز عشاء باتیں کرتا دیکھتیں تو فرماتیں اپنے کراماً کاتبین کو آرام کرنے دو۔اور ساتھ ہی حضرت عروہؓ کی طرف پیغام بھیجتیں۔میرے بھانجے اپنے کراماً کاتبین کو آرام کرنے دے۔

بعد نماز عشاء صرف تین آدمیوں کو باتیں کرنے کی اجازت ہے۔مسافر،تہجد پڑھنے والا،شادی کرنے والا۔بیوی سے جماع کرنا،

قریش عشاء کے بعد باتیں کرتے تھے۔آپؐ ان کو پیغام بھجواتیں "اپنے گھروں میں جاکر آرام کرو۔کیونکہ تمہارے گھر والوں کا بھی تمہارے ساتھ حصہ ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے تھے۔کہ مجھے دو چیزیں پسند نہیں ہیں،ایک عشاء سے پہلے سونا اور بعد نماز عشاء باتیں کرنا۔

معاویہ بن قرۃؓ کہتے ہیں۔کہ ان کے والد اپنے بیٹوں سے بعد نماز عشاء فرماتے سو جاؤ۔تاکہ آپ کو رات میں نماز پڑھنے کی توفیق ملے۔

ابن عمرؓ فرماتے کہ جس نے بعد نماز عشاء اگر ایک بیت اشعار کا پڑھا تو اس کی صبح تک نماز قبول نہ ہوگی۔

سعید بن مسیبؒ فرمایا کرتے کہ عشاء کی نماز سے پہلے سونے سے یہ بہتر ہے۔کہ بعد میں لغو باتیں کر لوں،

خثیمہؒ فرماتے ہیں۔کہ اللہ والے کہا کرتے تھے۔کہ انسان وتر پڑھ کے سو جائے۔یہ بہت پسندیدہ ہے۔

عشاء کے بعد مذاکرہ علمیہ،رفاہی کام کے لیے مشورہ کرنا جائز ہے،

۱۔ سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشاء مسلمانوں کے امور کے لیے صدیق اکبر سے باتیں کرتے،ایک رات

Marfat.com

میں بھی اس گفتگو میں شامل تھا۔ (مسند عمر بن خطابؓ)

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر بنی اسرائیل کی باتیں ہم سے کرتے رہتے۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی۔ پھر آپؐ فرض نماز کے لیئے تیاری کرتے۔ (ابن عمرؓ)

۳۔ اسید بن حضیرؓ اور ان کا ایک انصاری ساتھی کسی ضروری مقصد کے لیئے رات کے کافی حصہ تک گفتگو کرتے رہے۔ جب یہ دونوں گفتگو سے فارغ ہو کر گھر جانے لگے، رات بالکل تاریک تھی ان کی جو لاٹھیاں تھیں وہ بتی کی طرح جلنی شروع ہو گئیں۔ پھر جب یہ دونوں اپنے اپنے راستے میں گھر جانے لگے، تو ان کی لاٹھیاں روشن تھیں۔ یہ روشنی ان کی لاٹھیوں میں گھر تک رہی۔ (انسؓ)

نوٹ:۔ کرامات صحابہ تھی۔ مشکوٰۃ ج ۲

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے آپؐ کے گھر میں بسر کی۔ میں نے اس رات آپؐ کی نماز کا اندازہ لگایا اور دوسری چیز میں نے یہ نوٹ کی۔ کہ آپ اپنے گھر والوں سے بعد نماز ایک ساعت باتیں کرتے پھر سو جاتے۔

ابو موسیٰؓ ایک رات حضرت عمرؓ کے پاس لائے آپؐ نے پوچھا۔ کیسا آنا ہوا فرمانے لگے باتیں کرنے کے لیئے، چنانچہ دونوں صبح صادق تک گفتگو میں محو رہے۔ بعد حضرت ابو موسیٰ نے کہا۔ کہ نماز تہجد کا کیا خیال ہے آپؐ نے فرمایا کہ گفتگو بھی ہماری تہجد میں شامل ہے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ ایک رات بعد نماز عشاء اور آپؐ کے ساتھی مسجد میں بیٹھ گئے۔ لوگوں نے آپ سے مسائل پوچھنے شروع کر دیئے۔ آپؐ نے انہیں فرمایا، ایسا کرو کہ اپنے اپنے سوالات پر انفرادی طور پر پہلے غور کر لو، پھر ایک ایک گروہ مجھ سے دریافت کرے، چنانچہ ایسا کیا گیا۔ یہ سلسلہ سوالات اور جوابات کا صبح صادق تک رہا۔ آخر میں آپؐ نے فرمایا کہ وتر پڑھ لو۔ کیونکہ ہم نے ابھی تک وتر نہیں ادا کیئے (بیان عبد اللہ زرید خافقی)

عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؓ بعد نماز عشاء حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور حذیفہؓ، عبد الولید بن عقبہ جو کہ امیر کوفہ تھے ان سے رات بھر باتیں کرتے رہتے۔ صبح ہر ایک نے ایک وتر پڑھا۔

مسور بن مخرمہ رات بھر حضرت ابن عباسؓ سے باتیں کرتے رہے۔ حتیٰ کہ زہرہ ستارہ طلوع ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ کی ابھی آنکھ لگی ہی تھی کہ اہل ذوق کی بات چیت نے آپ کو بیدار کر دیا۔ فرمانے لگے۔ کہ وتر ادا کر فجر کو

Marfat.com

سنت ادا کرو، اور سورج کے طلوع ہونے سے قبل فرض نماز ادا کرو، صحابہ نے کہا کہ فرض نماز ادا کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ سے ایک رات بعد نماز اتنی باتیں کرتے رہے کہ صبح صادق کے آثارات نظر آنے لگے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ نفیس قول ہے۔ کہ رات کو ایک گھنٹہ مذاکرہ علمیہ کرنا رات کی نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت مکحول رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ جابیہ شہر میں مسلمانوں نے آپس میں پروگرام بنایا، کہ اس مقام پر حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رات سے صبح تک احادیث بیان کیں۔

عروہ بیان کرتے کہ ہم خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس بعد نماز عشاء کافی رات تک باتیں کرتے رہتے، آپ یہاں فرماتیں۔ کہ اے عروہ باتیں ختم کرو۔ صبح صادق ہونے والی ہے۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بعد نماز عشاء اپنے رفقاء کے ساتھ احادیث بیان کرتے۔ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا آپ نے اسے کہا۔ کہ اگر آپ ہماری محفل میں شریک ہوتے تو تیرے لیے زیادہ بہتر ہوتا۔ کیونکہ ہم احادیث بیان کر رہے تھے۔

سفیان، طاؤس، مجاہد فقہی مسائل پر بعد نماز عشاء بحث کرنا جائز کہتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ایک سمار (رات کو باتیں کرنے والا) تھا وہ انہیں کہتا کہ جب تمہاری طبیعت میں ملال آ جائے اٹھ کھڑے ہونا۔ وتر پڑھنے کے بعد بالکل کلام نہ کرتا تھا۔

قاسم اور اس کے ساتھی عشاء کی نماز کے بعد تھوڑی دیر باتیں کرتے۔ عمر بن عبدالعزیز خلافت سے قبل اور خادس مسجد حرام کے ایک کونہ میں رات بھر باتیں کرتے رہتے۔

ایوب، ہشام بن عروہ کے ساتھ مدینہ میں صبح تک باتیں کرتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کی تعداد

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز ہمیشہ گیارہ رکعت پڑھتے۔ بعض روایات میں تیرہ کا بھی ذکر آتا ہے۔ اس میں فجر کی دو سنت شامل ہیں۔

آپ رات کے نوافل دو، دو رکعت پڑھتے۔ اور آخر میں ایک وتر پڑھتے۔ سجدہ کی حالت کا اندازہ بقدر قرأت پچاس آیات، رمضان اور غیر رمضان میں یہی ۱۱ رکعت پڑھتے تھے۔ بعدہ فجر کی دو رکعت سنت پڑھ کر دائیں پہلو

Marfat.com

۲۔ آنحضرت کا قیام کیسا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا آپ نے سورہ مزمل کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس میں آپ کی رات کی نماز کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ اس سورت کے آغاز میں آپ پر قیام لیل فرض قرار دیا گیا جس پر آپ نے مع صحابہؓ پورا ایک سال متواتر عمل کیا۔ بعدہ اس سورت کے تتمہ میں تخفیف کر دی۔ فرض کو نفل بنا دیا۔

۳۔ وتر آپؐ کیسے پڑھتے تھے، جواب بمعہ مسواک پانی اور متعلقہ اشیاء اہتمام سے رات کو رکھ دی جاتیں۔ آپؐ رات کے جس حصہ میں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا، بیدار ہو جاتے، پہلے مسواک کرتے، پھر وضو فرما کر ۹ رکعت نماز پڑھتے۔ آخر میں قعدہ کر کے اللہ کا ذکر اور حمد کرتے۔ بعدہ دعا کرتے۔ پھر سلام بلند آواز سے پھیرتے پھر بیٹھکر دو رکعت ہلکی پڑھتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؐ کا جسم بوجھل اور وجود میں جھریاں پڑ چکی تھیں۔ گیارہ رکعت نوافل بحالت مرض میں صرف ۹ وتر پڑھتے تھے۔ کیونکہ اس عمل کو پسند فرماتے جس میں دوام رہے۔ جب ایسا ہوتا ہے کہ رات کا وظیفہ مرض، درد اور کسی عذر کی بنا پر رات بیدار نہیں ہو سکے، بعد طلوع فجر ۱۲ رکعت پڑھ لیتے۔

یاد رکھنا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ آپ رات میں پورا قرآن پڑھتے۔ اور نہ یہ کہتی ہوں۔ کہ صبح تک ہمیشہ آپؐ نماز پڑھتے رہے اور نہ ہی یہ کہہ سکتی ہوں کہ رمضان کے علاوہ پورا ماہ نفلی روزہ رکھتے ہوں۔

ہشامؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے یہ جواب حضرت ابن عباس کو جا کر سنا دیا۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ کہنے لگے کہ اگر میں نے وہاں جانا ہوتا تو بالمشافہ پوری تفصیل سن لیتا۔ میں نے کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا۔ آپ ان کے پاس جانا پسند نہیں کرتے، تو میں تجھے یہ حدیث ہی نہ بتاتا۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ ۱۳ رکعت پڑھتے، ۹ کھڑے ہو کر ۲ بیٹھ کر اور ۲ سنتیں صبح کی۔

نماز کی کیفیت ۔

ام سلمہؓ نے ایک سائل کو آنحضرت صلعم کی رات کا تذکرہ یوں فرمایا کہ آپؐ عشاء کی نماز پڑھکر نوافل پڑھتے پھر سو جاتے، پھر رات کے کسی حصہ میں بیدار ہو کر نماز پڑھتے، اسی طرح آپؐ کی رات نماز اور سونے میں گزر جاتی۔

حجاج بن عمروؓ بن غزیہ انصاری نے تہجد کی تفصیل یوں پیش کی کہ رات کو سو کر نماز پڑھنا پھر سو جانا اٹھ کر نماز پڑھنا اس کا نام تہجد ہے جو آپؐ کی تہجد تھی۔

محمد بن علیؓ محمد کہتے ہیں۔ کہ میرے باپ علیؓ نے ایک رات آپؐ کے ساتھ گزاری، آپؐ نے پہلے مسواک کیا،

پھر وضو کر کے ان فی خلق السموت والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیات لاولی الالباب

(سورۃ آل عمران)

زمین اور آسمانوں کے خلقت اور دن اور رات کی کمی بیشی عقل والوں کے لئے عظیم عجائب ہیں۔ پڑھا۔
دو رکعت نماز پڑھ کے سو گئے۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کے سونے کے خراٹے سنے پھر آپ نے تین مرتبہ ایسا کیا۔ آخر میں وتر پڑھے، موذن نے اطلاع دی تب آپ کی زبان مبارک نے فرمایا اللّٰھم اجعل فی قلبی نورًا واجعل فی لسانی نورًا واجعل فی بصری نورًا واجعل اسماعی نورًا وخلفی نورًا واجعل عن یمینی نورًا وعن شمالی نورًا واجعل فوقی نورًا وتحتی نورًا اللّٰھم اجعلنی نورًا۔
عبدالرحمٰن بن عوفؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت کے متعلق بتاتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نے رات کو خود مشاہدہ کیا۔ یعنی سفر کی حالت میں، کچھ حصہ رات میں آرام کرتے پھر بیدار ہو کر قیام کرتے، پھر آسمان کی طرف دیکھتے جاتے اور زبان پر سورۃ آل عمران کی آیات ان فی خلق السموت والارض (پوری پانچ آیات) ہوتیں۔ تین مرتبہ آپ رات میں یہی عمل کرتے۔ حضرت انسؓ سے کسی نے آپ کے قیام کا سوال کیا۔ تو آپ نے جواب دیا کہ آپ سونے اور نماز میں رات گزار دیتے تھے۔

رات کے نوافل دو دو کر کے پڑھنا

ا۔ سید نا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل رات کے نوافل کا دو دو رکعت تھا۔ بعد میں آپ ایک وتر ادا کرتے۔

۲۔ ایک سائل کو بھی آپ نے ایسا کرنے کا حکم دیا۔ اس میں یہ اضافہ تھا۔ کہ اگر صبح صادق ہونے کا امکان اغلب ہے تو صرف ایک وتر پڑھنا۔ یعنی اس سے پہلی نماز جو بھی پڑھی ہے وتر بن جائے گی۔ احادیث سے آپ کے اس عمل کا تذکرہ ملتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ رات کی نماز مثنیٰ مثنیٰ کا مطلب یہ بتاتے۔ کہ دو دو رکعت پر سلام پھیرنا مراد ہے۔
جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے نوافل پڑھنے کا طریقہ بتایا۔ کہ دو رکعت میں عجز، انکسار اور پھر اپنے ہاتھ اٹھا کر خوف خدا قائم رکھنا، پھر سلام پھیرنا۔ اگر ایسی صورت نہ ہو گی۔ تو نفل ناقص، بے کار ہوں گے۔ (مطلب)

فضل ابن عباسؓ پورا عمل جو مطلب نے بیان کیا اس کے ساتھ یہ اضافہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے ، پھر اپنے ہاتھوں کو اس کے سامنے پھیلا کر یا رب یا رب کے ساتھ دعا کرتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم رات کی نماز کے متعلق ۲، ۲، رکعت پر سلام پھیرنا ہے ، اس پر مزید تین احادیث عمرو بن عنبسہ ، ابو ایوب انصاریؓ ، عائشہؓ سے ثابت ہے۔ مؤخر الذکر کے عمل میں صرف ایک وتر کا ثبوت ہے۔

محمد بن نصرؒ نے ان احادیث کو عملاً اختیار کیا ہے کہ ۲، ۲ ، نوافل اور آخر میں ایک رکعت وتر ادا کرلے یہ پسندیدہ عمل ہے۔ یہ مسئلہ اختیاری ہے۔ فرائض میں شامل نہیں ہے۔

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳، ۵، ۷، ۹ وتر ایک سلام سے پڑھے ہیں۔ یہ حالت جواز کی ہے۔ اور اختیاری حالت دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کی نماز کا افتتاح خفیف دو رکعت سے کرنا

تین احادیث جن کے راوی عائشہؓ ، ابو ہریرہؓ ، اور زید بن خالدؓ ہیں ان سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پہلے خفیف دو رکعت پڑھتے بعد قیام اور سجدہ میں طول کرتے۔

ابن سیرینؒ پہلی رکعت میں یایہا الذین اٰمنوا تا اصحاب النار ھم فیہا خالدون دوسری رکعت للہ ما فی السموت والارض پھر دو رکعت خفیف کا افتتاح کرتے۔

علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں۔ کہ رات کی نماز کا افتتاح لمبی دو رکعت سے کرنا جواز تک ہے اور خفیف رکعت سے افتتاح کرنا واجب نہیں ہے۔ اس پر علامہ نے حدیث پیش کی ہے کہ جناب رسول اکرم صلعم نے رات کی نماز کا افتتاح سورۃ بقر سے کیا۔ حذیفہؓ کہتے ہیں۔ کہ آپؐ یک صد آیات پڑھتے (مسند حذیفہؓ)

عوف بن مالک کہتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاری آپؐ نے مسواک اور وضو کر کے نماز کا افتتاح کیا اور اس میں سورہ بقر پڑھنی شروع کی۔ آیت رحمت پڑھ کر سوال کرتے اور آیت عذاب پر رک کر عذاب کی پناہ مانگتے۔ رکوع بقدر قیام کرتے ، رکوع میں سبحان ذی الملکوت والجبروت والعظمۃ پھر سجدہ بقدر رکوع ، پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر سورہ آل عمران ، نسا ، پھر ایک ایک سورت پڑھی۔

رات کی نماز میں طویل قیام کرنا

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال کا جواب دیا کہ افضل نماز وہ ہے جس میں طویل قیام ہو۔ ایک روایت میں طویل قنوت کے الفاظ بھی ہیں (قنوت معنی قرأت کے ہیں) (عبداللہ حبشی)

۲۔ حذیفہؓ نے اپنی اس نماز کا تذکرہ کیا جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات میں ادا کی۔ آپؐ نے سورہ بقرہ شروع کردی۔ میں نے خیال کیا۔ کہ سو آیات پر ختم کردیں گے۔ لیکن آپؐ نے سورہ آل عمران بھی شروع کردی۔ انداز ایسا تھا۔ سبحان اللہ، اللہ اکبر، لاالٰہ الا اللہ، جنت اور آگ کا ذکر آتا تو جنت کی طلب اور آگ سے پناہ مانگتے۔ پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم بقدر قیام کھڑے ہوتے، بعد رکوع سلام اللہ عن حمدہٗ، بہت لمبا قیام کرتے، پھر سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ بقدر قیام پڑھتے رہتے۔

عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک رات آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپؐ نے اتنی قرأت لمبی کی، میں نے ایک غلط ارادہ دل میں قائم کیا، یعنی کہ بیٹھ جاؤں یا نماز (نفلی) کو ترک کردوں،

علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں۔ کہ طول قیام، کثرت رکوع اور سجود کی افضیلت کا علماء کا اختلاف ہے۔

۱۔ ایک گروہ کثرت سجود کو افضل قرار دیتے۔ حدیث کی وجہ سے آنحضرت نے فرمایا۔ کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے درجہ کو بلند کرتے ہیں۔

۲۔ دوسرے گروہ نے طول قیام کو افضل کہا۔ حدیث کی تائید سے طول قیام افضل ہے۔

بحکم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن مسعودؓ کا قول یہ ہے۔ کہ افضل نماز رکوع اور سجدہ ہے۔

ابن عمرؓ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس نے قیام لمبا کیا اور باقی ارکان میں اختصار کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص اس کا واقف ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں اسے جانتا ہوں۔ اس پر آپؐ فرمانے لگے کہ اگر مجھے اس کا پتہ ہوتا تو یقیناً اسے کثرت رکوع اور سجدہ کا حکم دیتا۔ اس بنا پر کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ جب آدمی نماز پڑھتا ہے۔ تو گناہ اس کے پاس لائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اس کی گردن پر رکھ دیتے جاتے ہیں اس کے رکوع اور سجدہ کی حالت میں دور پھینک دیئے جاتے ہیں۔

ابا مجلزؒ نے طول قیام، یا طول رکوع اور سجدہ میں افضل کونسا عمل ہے آپؐ نے طول قیام کو پسند فرمایا۔

یحییٰ ابن آدمؒ فرماتے ہیں۔ کہ طول قنوت رات کا حصہ کثرت رکوع اور سجود دن کا حصہ ہے۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رات میں طول قیام، کثرت رکوع اور سجود پہ تھا۔ (۱۱) رکعت، (۱۳) رکعت، (۹) رکعت، (۷) رکعت اس قیام میں قرأت لمبی پڑھتے۔ رکوع اور سجدہ میں، تسبیحات میں کافی دیر لگاتے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم طول قیام کو افضل کہا گیا ہے۔

نماز میں ترتیل سے قرأت کرنا

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت نماز میں ترتیل (ادائیگی میں الفاظ حسن) ہوتی تھی۔ قرأت سے ایک مختصر سورت بھی لمبی معلوم ہوتی تھی۔

حضرت حفصہ رضؓ فرماتی ہیں، کہ ام سلمہ رضؓ نے ایک سائل کو جواب دیا کہ آپؐ کی رات کی نماز کا اندازہ ایسا ہوتا کہ سوتے اور پھر بیدار ہو کر نماز پڑھ لیتے۔ رات ایسے ہی گزر جاتی، قرأت میں ترتیل کرتے، ایک روایت میں ہے کہ حرف حرف ظاہر ہوتا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کے ٹھہر گئے بعدہ الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر الرحمن الرحیم پڑھتے حذیفہ نے آپؐ کی قرأت میں ترتیل کا ذکر کیا۔ آواز نہ پست ہوتی اور نہ ہی اتنی بلند ہوتی۔ کہ کسی کو سمجھ نہ آتی ہو۔ پھر رکوع کرتے۔

علقمہ نے ایک رات ابن مسعودؓ کے ساتھ نماز اول رات سے فجر تک ادا کی۔ ترتیل سے قرأت پڑھی۔ ترجیع (ناک میں گنگنانا) نہ کرتے آپؓ کی قرأت مسجد میں سنی جاتی تھی۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ علقمہ رضؓ نے اپنے حسن آواز سے عبداللہ بن مسعودؓ کو قرآن جلدی جلدی پڑھ کے سنایا۔ آپ رضؓ نے مجھے فرمایا فداک ابی و امی قرآن کی زینت ترتیل سے ہے۔

ورتل القرآن ترتیلا کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ نے صاف صاف الفاظ سے تلاوت کرنا، ابن ملیکہ رضؓ نے آپؐ کے مکہ سے مدینہ تک کے سفر کا ذکر کیا۔ موصوف رات کے ½ حصہ میں بیدار ہو کر ایک ایک حرف پڑھتے پھر خوب روتے اور رونے کی آواز ہم سنتے۔

ابن مسعودؓ کا قول ہے۔ کہ قرآن پڑھنے میں تیزی مت کرو۔ جیسا کہ ردی کھجوریں لاپرواہی سے پھینکی جاتی ہیں بلکہ اس کے عجائب پر وقف کرو اور اپنے دلوں کو اس کی رحمت سے حرکت دو۔ سورت ختم کرنے کی کوشش نہ کیا کرو بلکہ اس میں غور و فکر کیا کرو۔

جناب محمد بن سیرینؒ قرآن میں ترتیل کو پسند کرتے اور آوازیں عادت ہیں۔

Marfat.com

حضرت مجاہدؒ سے کسی نے کہا کہ ایک شخص قرأت میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا ترتیل کرتا ہے آپ نے فرمایا، کہ میرے نزدیک وہ بہتر ہے جو اس کے معانی کو سمجھتا ہے۔

بلند آواز سے رات کی نماز میں قرأت کرنا

ام ہانیؓ کہتی ہیں۔ کہ میں نے رات کو اپنے مکان کی چھت پر آنحضرت صلعم کی تلاوت کی آواز سنی۔

ابی ہریرہؓ آنحضرت صلعم کی قرأت کے متعلق بتاتے ہیں۔ کہ بلند آواز اور کبھی پست آواز سے پڑھتے۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ نے بھی تائید کی ہے۔

عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں۔ کہ ارشاد نبوی صلعم ہے۔ کہ قرآن کو بچا ہیں پڑھنے والے کو ایسا ثواب ملتا ہے۔ کہ جس طرح اس نے چھپکے سے خیرات کر دی اور جس نے بلند آواز سے تلاوت کی اسے ایسا ہی ثواب ملتا ہے۔ کہ جس طرح اس نے علانیہ صدقہ کیا۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں مذکور ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ رات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لئے بیدار ہوتے عباد قاری بنی عبد الاشہل کے گھر میں قرآن پڑھا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے کہا عائشہ کیا یہ آواز عباد بن بشر کی ہے میں نے کہا ہاں جی' پھر آپؐ نے سنتے ہی اللھم ارحم عباداً یا اللہ عباد پر رحم فرما کی دعا کی۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا۔ سن کر فرمانے لگے کہ اس شخص کی قرأت نے مجھے فلاں فلاں سورت کی آیات یاد دلا دی (جو مجھے یاد نہ تھیں)

ابی موسیٰؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ میں اشعریوں کی جماعت کی قرآنی آواز کو خوب جانتا ہوں۔ جب وہ رات کو پڑھتے ہیں۔ اور ان کے مکانات قرآنی آواز سے پہچان لیتا ہوں۔ مجھے ان کے منازل قرآن کی آواز سے معلوم ہو جاتے ہیں (کیونکہ ان کے گھروں میں تلاوت قرآن ہوتی ہے) ان میں حکمت یعنی سنت کا احترام موجود ہے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صدیقؓ کی دھیمی دھیمی قرأت کا اور حضرت عمرؓ کی بلند آواز کا تذکرہ کیا گیا۔ آپؐ نے دونوں سے وجہ پوچھی۔ صدیقؓ فرمانے لگے۔ کہ جس سے میں سرگوشی کرتا ہوں وہ دھیمی آواز بھی سن لیتا ہے۔ اور عمرؓ فرمانے لگے کہ میں شیطان کو بھگاتا ہوں۔ اور سونے والوں کو بیدار کرتا ہوں۔ آپ نے دونوں سے کہا کہ تمہارا مقصد سچائی سے بھرپور ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے آنحضرت صلعم کی بلندی قرأت کا سوال کیا گیا آپؓ نے جواباً کہا کہ آپ کی قرأت حجرہ میں اتنی بلند ہوتی تھی کہ اگر کوئی یاد کرنا چاہتا تو یاد کر لیتا۔

عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ نماز میں قرأت بلند آواز سے پڑھی۔ آپؐ نے فرمایا ابن حذافہ! اللہ تعالیٰ کو مت سنا مجھے سنا،

حضرت ابن مسعودؓ کی قرأت کی آواز دھیمی ہوتی جس طرح کہ شہد کی مکھی کی آواز ہوتی ہے یہ رفتار صبح تک رہتی

ابی الاحوصؓ کہتے ہیں۔ کہ خیمہ لگانے کی آواز رات کو سنی جاتی ہے۔ جیسے شہد کی مکھی کی آواز ہوتی ہے یہ لوگ کیوں خوف نہیں کرتے یعنی آہستہ پڑھ لیں۔

ابی بکر بن محمدؒ بتاتے ہیں۔ کہ ایک رات عمرہؓ خالہ نے ہمارے گھر قیام کیا۔ میں نے قرأت آہستہ آواز سے پڑھنی شروع کر دی۔ مجھے کہنے لگیں بھانجے! قرآن بلند آواز سے پڑھا کرو۔ مجھے حضرت معاذؓ کی قرأت بلند آواز بیدار کرتی تھی۔ محمد بن ابی بکرؓ اس کے بعد اپنی رات کی نماز میں قرأت بلند آواز سے کیا کرتے۔

قرأت میں الفاظ میں مد کرنا

حضرت انسؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی صفت مدؔ بیان کرتے تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لمبا پڑھتے۔

بسم اللہ۔ بمد الرحمٰن، بمد الرحیم،

مجاہد، طاؤس نماز کی نماز میں آدمی کے لئے ایک آیت کو حسن انداز سے پڑھنا پسند کرتے۔

قرأت میں ترجیع، ترنم، گنگنانا،

عبداللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں۔ فتح مکہ کے موقعہ پر آنحضرت صلعم نے اونٹنی یا اونٹ پر لحن سے سورت فتح پڑھی البوریاسؓ نے بھی ایسا پڑھنا شروع کیا۔ اس نے اپنے عمل کی سند آنحضرت صلعم پر بذریعہ عبداللہ بن مغفل بیان کی ام ہانی اس کی تائید میں کہتی ہیں مکہ میں رات کو اپنی چھت پر لیٹ کر نبی کریم صلعم کی ترجیع والی قرأت سنتی تھی

علہ ان کے تیم داری کا نام بھی اس نے لیا۔

حذیفہ بن یمانؓ نے کہا۔ کہ ارشاد نبوی صلعم ہے قرآن مجید کو عربی لحن، اور آوازیں پڑھو، اہل کتاب (یہود، نصاریٰ) اور اہل عشق کی طرح مت پڑھو، میرے بعد ایک ایسی قوم آئے گی۔ کہ وہ گانے کی طرز، نوحہ کی طرز، اور راہبانہ طرز پر قرآن پڑھے گی۔ اس کی خاص علامت یہ ہوگی کہ قرآن مجید ان کے قلوب پر اثر نہ کرے گا۔ ان کے دل فتنہ سے بھر پور ہوں گے اور ان کے قلوب بھی ایسے ہوں گے۔ جن کے اندر تکبر ہوگا۔ ابو داؤد کا قول ہے۔ کہ سرعت کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا منع ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ چوٹی نالی نہ پانی روک سکتی ہے اور نہ ہی وہ گھاس اگا سکتی ہے۔

حضرت عطاءؒ، غنا کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھنا معیوب نہ جانتے تھے۔ حضرت داؤد زبور پڑھتے وقت دف بجاتے۔ اپنی آواز میں رونے کا انداز پیدا کرتے۔

حضرت احمدؒ سُر کے ساتھ قرآن پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ حضرت انسؓ نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔

حضرت عمر و بن عبدالعزیزؒ نے ایک شخص کو دیکھا۔ برا جیسی پھاڑ پھاڑ کر قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ آپؒ نے اسے ناپسند فرمایا۔

عمر و بن عبدالعزیزؒ کی محفل میں ایک قاری نے حسن انداز سے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ آپ کو اس کی تلاوت نے خوش کر دیا۔ بعدہ آپ نے کہا مجھے قرآن مجید سنایا کر اس نے کہا بہت اچھا۔ بعدہ یہ کہنے لگا حضرت جی میں نے تو آپ کو صرف ایک طرز کے ساتھ پڑھ کے سنا دیا، ورنہ میں کئی لحنوں پر قادر ہوں۔ آپؒ نے فرمایا اچھا تو اصحاب الحان (سر والوں سے) تعلق رکھتا ہے۔ فوراً یہاں سے نکل آئندہ یہاں نہ آنا۔

حضرت سعید بن مسیبؓ نے مغرب اور عشاء کے درمیان ایک شخص کو طرب کے ساتھ قرآن پڑھتے سنا، اور سن کر آپ نے غلام سے کہا مسجد میں جا کر اس گویا سے کہو، اپنی آواز پست کرلے جب غلام مسجد میں گیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ تھے۔ حضرت سعیدؓ نے کہا اسے اپنے حال پر رہنے دو۔ یہ بہترین نوجوان ہے۔ امام محمدؒ سے کسی نے سُر کے ساتھ قرأت پڑھنے کے متعلق پوچھا، آپ نے جواب دیا بدعت ہے۔

قرأت میں حزن اور تحسین کا بیان

ا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو اچھے آواز کے ساتھ پڑھنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے۔ جس طرح کہ تم اپنی مغنیہ

دگانے والی) کی آواز پر فریفتہ ہوتے ہو۔ (ارشاد نبوی صلعم)

۲۔ قرآن مجید کو اپنی آواز سے زینت دو، قرآن مجید کو تحسین آواز سے پڑھو۔ عمدہ آواز قرآن مجید میں حسن پیدا کرتی ہے۔ (ارشاد نبوی صلعم)

۳۔ علقمہ کہتے ہیں، میری آواز سریلی تھی، مجھے حضرت ابن مسعودؓ کہا کرتے (فداک ابی وامی) کیونکہ میں نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے عمدہ آواز سے قرآن پڑھنا قرآن کی زینت ہے۔

۴۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ کی قرأت سن کر فرمایا تجھے مزمیر (سر) داودی عطا کی گئی ہے۔

۵۔ حضرت عمرؓ ابوموسیٰؓ سے کہا کرتے، قرآن کی تلاوت ہمیں ہمارا رب یاد کراتی ہے (مسجد میں بیٹھ کر یہ ارشاد کرتے)

۶۔ ابوموسیٰ ایک مسجد میں حسن صوت سے قرآن مجید کی تلاوت قیام میں کر رہے تھے اس کی آواز میں حسن تھا، رات کو آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات اٹھ کر قرآن سنتیں، صبح لوگوں نے کہا آنحضرت صلعم کی ازواج نے رات کو قرآن سنا ہے، جب آپ کو علم ہوا تو کہنے لگے اگر مجھے پتہ لگ جاتا تو مزید حسن سے قرآن کی تلاوت کرتا، ابوعثمان نہدیؒ حضرت ابوموسیٰؓ کی آواز کے متعلق کہا کرتے تھے، ابربط، مزمار، صنج، (اگر آواز) سے احسن موصوف کی آواز تھی۔ جب سورہ بقر پڑھتے تو لوگ مسحور ہو جاتے۔

حضرت علیؓ نے ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے پاس اس کی شکایت کی کہ مسجد نبوی صلعم میں غناء (سر) کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے، لہذا اسے ایسا پڑھنے سے روک دو، چنانچہ حضرت عمرؓ نے رات کو آپ کی قرأت سنتے ہی رونا شروع کر دیا۔ جب صبح ہوئی اور صحابہ کرام کا اجتماع ہوا، آپ نے فرمایا ابوموسیٰ کی طرز پر تلاوت جو چاہے وہ طرز اختیار کرے۔ اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس حضرت ابوموسیٰؓ تشریف لائے، آپ نے بعض دمشق کے گھروں میں رہائش کی۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ نے رات کے ایک حصہ میں باہر نکل کر حضرت ابوموسیٰؓ کی قرأت توجہ کے ساتھ سنی۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، احسن آواز سے قرأت کرنے والا کون ہے، جب آپ کسی کی قرأت اس انداز سے سنتے تو کہتے وہ اللہ سے ڈرتا ہے اس کی قرأت سنو۔ (ابن عمرؓ)

ایک رات عائشہ صدیقہؓ گھر میں دیر سے تشریف لائیں آپ نے وجہ تاخیر پوچھی، عائشہ صاحبہؓ نے

Marfat.com

فرمایا، ایک شخص تیرا صحابی مسجد میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا، اس آواز والا شخص آپؐ کی مسجد میں میں نے نہیں سنا، آپؐ اٹھ کر محترمہ کے ساتھ مسجد میں تشریف لے آئے، حتیٰ کہ آپؐ نے توجہ کے ساتھ سنا۔ پھر آپؐ نے میری طرف توجہ کی۔ آپؐ فرمانے لگے، یہ سالم، ابو حذیفہؓ کا غلام ہے۔ بعدہ فرمایا کہ الحمد للہ۔ اللہ نے میری امت میں ایسا فرد پیدا کیا ہے۔

ترنم سے قرآن پڑھنا اور اس سے مستغنی ہونا

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو قرآن مجید کے ساتھ غنا کرنے کی اجازت دی ہے۔ (ابی ہریرہؓ)

باب:۔ تغنی بالقرآن (قرآن سے غنا حاصل کرنا)

۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو قرآن کے ساتھ غنا کی اجازت دی ہے۔ اتنی اور کسی امر کے لیے اجازت نہیں دی۔ (راوی ابی ہریرہؓ)

حضرت سفیان ثوری نے یعنی لیتغنی بہ کا معنیٰ یہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کان لگا کر قرآن سنتا ہے۔ واذنت لربہا کا معنیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ سنے گا۔ ابو قدامہ کے شعر کی شہادت بھی پیش کی۔ ان یسمعوا بہ طاروا بہا فرحًا۔ وان ذکرت بسوءٍ عندہم اذنوا یعنی اگر وہ بھلائی کی بات سن لیں تو خوشی سے پرندوں کی طرح پہنچ جاتے ہیں اور اگر برائی کا تذکرہ سن لیں تو کان لگا کر سنتے ہیں۔

۱۔ ابی ہریرہؓ والی روایت کے علاوہ ایک حدیث یتغنیٰ کی بجائے تغنیٰ کے الفاظ ہیں جن کا معنیٰ بلند آواز سے پڑھنا مراد ہے۔

۲۔ ارشاد نبوی صلعم ہے کہ جس نے قرآن مجید کو بلند آواز سے نہ پڑھا وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔

ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ قرآن کو پڑھتے وقت رویا کرو اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کیفیت پیدا کر لیا کرو۔ اس طرح دو احادیث میں ایک کے آخر میں ہے جس نے قرآن سے استغنا نہ کیا وہ ہم سے نہیں ہے۔

سفیان ثوریؒ نے یتغنیٰ کا معنیٰ یہ کیا ہے کلام اللہ سے علاوہ تمام کلاموں کو ترک کر دے۔

عقبہ بن عامرؓ اللہ کی کتاب سیکھنا اور اس کا خیال رکھنا اور اس پر استغنا رکھنا، کیونکہ یہ بجز اعلام تلاوت سے

قلوب سے جلدی نکل جاتا ہے۔ جس طرح اونٹ اپنے گھٹنے کی رسی نکلنے سے جلدی بھاگ جاتا ہے (ارشاد نبوی صلعم)
مالک بن دینارؒ نے وان له عندنا لزلفیٰ وحسن مآب ص ۲۴ کی تفسیر میں کہا ۔ کہ دن قیامت کے
اللہ تعالیٰ داؤد علیہ السلام سے کہیں گے کہ آپ اسی مقام عرش کے قریب کھڑے ہو کر سریلی آواز سے میری بزرگی
بیان کرو، حضرت داؤد جواب میں کہیں گے مولا کریم میری سریلی آواز تو دنیا ہی میں تو نے سلب کرلی تھی، اللہ تعالیٰ اسی وقت ہی
آواز داؤدی کو واپس کر دیں گے، پھر داؤد علیہ السلام پورے ترنم سے زبور پڑھنا شروع کریں گے۔ اہل جنت اپنی نعمتیں
بھول جائیں گے اس نعمت کو نعمت بازدہ جانیں گے۔

ابراہیمؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر نبی کو دو خوبیوں سے نوازا ہے، چہرہ کا حسن اور سریلی آواز،

فرشتوں کا رات کو قرآن سننے کے لئے اترنا،

ایک صحابیؓ نے اپنی رات کی تلاوت کا تذکرہ کیا، تلاوت کے وقت گھوڑے نے بدکنا شروع
کیا۔ میں سورہ کہف کی تلاوت سے کچھ قدر رک گیا، پھر اس پر بدکنے کی حالت نہ تھی، کئی بار ایسا کیا تھا۔
آخر تلاوت بند کر دی، اس حالت میں میں نے ایک بادل سایہ کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے یہ واقعہ سن کر
فرمایا۔ کہ قرآن کے لئے یہ سکینت اتری تھی۔

۲۔ اسید بن حضیرؓ نے اپنی رات کی نماز کی حالت کا تذکرہ کیا۔ کہ میں نے آسمان سے نور کی قندیلیں دیکھتے ہی سجدہ
میں گر گیا۔ بعد آپ نے فرمایا اگر تو قرأت کرتا رہتا تو عجائب دیکھتا۔ یہ فرشتے قرآن سننے آئے تھے، ایک
روایت میں ہے سورہ بقر سننے آئے تھے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ یہ فرشتے قرآن سننے آئے تھے۔ اگر تو
یہ عمل جاری رکھتا تو لوگ صبح ان فرشتوں کو دیکھ لیتے، کوئی فرشتہ بھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہوتا۔ آخر میں آپؐ نے
فرمایا، اسید تجھے اللہ تعالیٰ نے مزامیر داؤدی عطا کی ہیں۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کا قول ہے کہ رات کو تہجد پڑھنے والا قرآن کی تلاوت بلند آواز سے کرے، کیونکہ اس
سے شیاطین، اور فاسق جن، بھاگ جاتے ہیں، اور فضاء میں اڑنے والے فرشتے، اور گھروں میں رہائش پذیر جن، قرآن
کی تلاوت کان لگا کر سنتے ہیں، اسی طرح نماز بھی پڑھتے ہیں، اور جب یہ رات گزر جاتی ہے تو دوسری رات حکم کرتی
ہے۔ یہ رات آگئی ہے اس پر تخفیف کرو۔

محمد بن قیسؒ کا قول ہے کہ فرشتے رات کو اس شخص کی قرأت سنتے ہیں۔ جو بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے۔ عمار دار

Marfat.com

اور فضا میں رہائش کرنے والے ملائکہ اس کی قرأت کو کان لگا کر سنتے ہیں۔

صفوان بن محرز مازنیؒ جب رات کو تہجد پڑھتے۔ جنات گھروں میں رہائش کرنے والے اس کے ساتھ نماز پڑھتے اور کان لگا کر قرآن مجید سنتے۔

رحمت اور عذاب کی آیات پر وقف کر کے دعا اور پناہ مانگنا

ابن عمرؓ کا قول ہے کہ قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس پڑھنے والا ساتھ ہی۔ اعوذ برب الفلق اور اعوذ برب الناس پڑھے۔

حسنؒ جب ترغیب اور تخفیف کی آیت پڑھتے، ترغیب پر سوال کرتے اور دوسری پر پناہ مانگتے، لیکن ابن سیرینؒ ایسے عمل کو ناپسند کرتے تھے۔

قرآن پڑھتے وقت رونا

قرآن مجید غمناک لہجہ سے پڑھو، تاکہ اس سے رونا آئے۔

ا۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے۔ تو آپ کے پیٹ میں سے ایسی آواز نکلتی جس طرح تانبے کی ہانڈی میں پانی ابلتا ہے۔ آپ ایسے ہی روتے۔ (مسند مطرف)

حضرت ابراہیم نماز کی حالت میں اتنا اونچی روتے کہ آپ کی یہ آواز ایک میل کی مسافت سے سنی جاتی تھی، محض خوف الٰہی کی بنا پر تھا۔ (ابو داؤدؒ)

عبداللہؓ نے ایک دن آنحضرت صلعم کے اصرار پر قرآن پاک سنایا۔ شروع کیا جب قاری نے کیفیت اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھولاء شھیدا۔ وہ منظر کیا عجیب ہو گا جب ہر امت کا گواہ بنایا جائے گا اور آپ کو اس امت کا گواہ بنایا جائے گا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے کسی نے دبایا، میں نے سر اٹھا کر دیکھا۔ تو آپ کی آنکھوں سے آنسو چھم چھم کر رہے تھے۔

ابی رافعؓ حضرت عمرؓ کا عمل یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ متین۔ سورتیں کہف، مریم، طٰہٰ، اقترب اور الیسی اور سورتیں صبح کی نماز میں پڑھتے، ایک دن میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز میں شرکت کی آپ نے اس روز سورت یوسف شروع کر رکھی تھی جب اس آیت انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ (میرا پھیلا ہوا غم اور اندرونی سب تیرے حوالے ہے) اپنی

بلند آواز کے پیش نظر شروع کیا استنے آپ رو سے کہ پڑھنا آپ پر دشوار ہوگیا آپ کی قرأت اور رونے کی بلندی میں سنا رہا تھا حالانکہ میں بالکل آخری صف میں تھا۔

ابن عمرؓ کہتے رکہ والد محترم پر صبح کی نماز میں اتنا رونا غالب ہوا کہ میں نے آخری تین صفوں میں آپ کے رونے کی آواز سنی۔

حضرت حسنؓ حضرت عمرؓ کے رونے کی کیفیت کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ جب رات کو کوئی آیت پڑھتے تو خوب روتے۔ حتیٰ کہ آپ زمین پر گر جاتے۔ اور مرض کا غلبہ آپ پر ہو جاتا اور لوگ آپ کی تیمارداری کرنے آتے۔

حضرت عائشہؓ ابوبکر کے رونے کا ذکر کر رہی تھیں، کہ ابا جی قرآن پڑھتے ہی رونا شروع کر دیتے اور آپکے آنسو نہ تھمتے تھے۔

۱۔ ایک انصاری رات کی نماز سے فارغ ہو کر زبان سے یہ کلمات واغوثی باللہ العظیم من النار، (مولا کریم مجھے آگ عظیم سے بچانا) آپ اس جوان کو دیکھ کر فرمانے لگے تو نے آج رات ایک فرشتوں کی عظیم الشان جماعت کو رولا دیا ہے، یہ کلمہ واغوثی باللہ العظیم من النار) کہہ کر (بیان سعید بن سعید)۔

۲۔ دوسرا واقعہ ایسا ہے کہ ایک نوجوان۔ اذا السماء انشقت، فکانت وردۃً کالدھان) جب آسمان پھٹ جائے گا، تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا) اس پر یہ رک گیا۔ جسم پر کپکپی طاری ہوگئی اور اس کے آنسو ٹپکنا شروع ہوتے لگے۔ آخر میں اس نے رونا شروع کیا اور ساتھ ہی کہتا۔

افسوس جس دن آسمان پھٹ جائے گا۔ آپ نے سن کر کہا نوجوان بخدا تیری اس دعا نے آج رات فرشتوں کو رولا دیا ہے۔ کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں کہ نوجوان ½ حصہ رات میں اغوثاہ من النار صبح تک پڑھتا رہا۔

آپ نے فرمایا اے نوجوان تو نے گزشتہ رات ایک کثیر فرشتوں کی جماعت کی آنکھوں کو اپنی اس دعا سے پرنم کر دیا ہے۔

ابن عمرؓ ہمیشہ رات کی نماز میں رحمت کی آیت پڑھ کر دعا کرتے اور عذاب کی آیت پر رک جاتے، اور آگ سے پناہ مانگتے۔ بعض دفعہ خوب روتے اور جب آپ یہ آیت الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم بذکر اللہ پڑھتے (ایمان والو تمہارے دلوں کے نرم ہونے کا ابھی وقت نہیں آیا) تو خوب روتے اور زبان پر بلیٰ یارب بلیٰ یارب الا پتے۔

ایک واقعہ محارب بن دثارؒ نے ابن عمرؓ کا بتایا کہ نوافل پڑھ کر روتے اور کہتے سورج اللہ کے ڈر سے روتا ہے

دستور دیا کرو، نہیں تو شکل رونے والی بنالو۔

ابن ابی ملیکہؓ نے آپؓ کا واقعہ سنایا کہ آپ خوب رو رہے تھے، چاند غروب ہونے والا تھا عبد اللہ بن طارق گزرا، آپؓ کہنے لگے، آپ کیوں تعجب کرتے ہیں۔

خدا کی قسم یہ چاند خدا کے خوف سے روتا ہے اگر تمہیں اس کا علم ہو جائے تمہیں خوشی بھول جائے اور تمہاری آواز ختم ہو جائے۔ آپ اتنا سجدہ کرتے کہ کمر میں درد شروع ہو جاتا۔

ابن عمرؓ نے سورہ مطففین تلاوت کی جب یوم یقوم الناس لرب العالمین پر پہنچے تو اتنا روئے کہ آپ کی چیخ نکلی ابعد میں سورہ مکمل نہ کر سکے، آپ رات کو نوافل میں خوب روتے، حتیٰ کہ آنکھیں بھی آپ کی خراب ہو گئیں، سعید بن جبیرؓ روتے روتے نابینا ہو گئے۔

اقوال ۱۔ عبد اللہ بن عمرؓ اللہ کے خوف سے ایک آنسو بہانا ہزار دینار خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ (دینار ۳ روپے کا ہوتا ہے)

عبد اللہ بن رواحؓ نے اتنا رونا شروع کیا کہ آپ کی بیوی بھی ساتھ رو رہی تھی۔ بیوی نے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں کہنے لگے کہ مجھے یہ فکر لاحق ہے کیا میں آگ سے نجات پاؤں گا یا کہ نہ۔

حضرت ابن عمرؓ جب کسی سے ایسا واقعہ سنتے تو رونا شروع کر دیتے۔ حضرت ابن عباسؓ اتنا روتے تھے کہ آپ کے گالوں سے نچلا حصہ رو رو کر اتنا بوسیدہ ہو چکا تھا کہ جس طرح تسمہ پرانا ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ جب قرآن کی یہ آیت پڑھتیں تو خوب روتیں فمن اللہ علینا ووقنا عذاب السموم (اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان سے عذاب سموم سے ہمیں بچالیا)

پھر کہتیں! یا اللہ مجھ پہ احسان کر اور اس زہریلے عذاب سے اپنی بھلائی اور رحمت کاملہ سے بچالے)

حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک حجرہ سے جھانک کر دیکھا پھر آپ باہر تشریف لائے۔ آپ کی داڑھی میں بال سفید سر کے بالوں کی نسبت زیادہ تھے، ابو بکرؓ دیکھ کر رونے لگے حضرت جی اتنے جلدی آپ کے بال سفید ہو گئے۔ فرمانے لگے سورہ ہود، واقعہ، قارعہ، تکویر کے سال سال نے یہ سفیدی پیدا کر دی ہے (مسند انسؓ)

جس انسان نے جہنم کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہو تو وہ سورہ تکویر، انفطار، اذا السماء انشقت پڑھ لے۔

(ارشاد نبویؐ)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف قرآن پڑھتے وقت کانپتے تھے۔ ایسا میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا۔

ان لدینا انکالاً وجحیماً وطعاماً ذا غصۃ (ہمارے پاس عذاب جہنم اور گلے میں رکنے والا کھانا تیار ہے) پڑھتے ہی رسول کریم صلعم پر غشی طاری ہوگئی۔

حضرت عمرؓ ایک راہب (پادری) کو دیکھ کر رو پڑے۔ اور یہ آیت سامنے رکھی۔ عاملۃ ناصبۃ تصلی ناراً حامیۃ، عمل میں مشقت برداشت کی۔ جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔ ان پر رونا اور فتوحات صرف قرب الہٰی کا ذریعہ ملتی ہیں۔

سفیان ثوریؒ بتاتے ہیں۔ کہ منصور بن معتمر رونے کی وجہ سے آنکھیں خراب کر بیٹھے تھے بعض دفعہ نماز میں اس کی پسلیاں پیچ کھاتیں۔ دو سال لگاتار روزہ رکھتے اور دو سال لگاتار قیام کرتے اپنی ام والا سے کہتے۔ کہ تو بڑی خوشی سے مجھ سے خلاصی حاصل کر سکتی ہے۔

حضرت سفیانؒ فرماتے کہ اگر کوئی شخص انہیں نماز پڑھتے دیکھتا۔ تو ایسا معلوم ہوتا کہ ابھی مر جائے گا۔

حضرت زرارہ بن ابی اوفیؒ مسجد اعظم کے امام تھے۔ نماز میں فاذا نقر فی الناقور فذالک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر (ترمذی ۷) (جب اسرافیل بگل بجایا جائے گا یہ دن اپنی شدت سے انتہائی سخت ہوگا اور کفار کے لئے اس میں کوئی سہولت نہ ہوگی۔ پڑھتے ہی فوت ہوگئے، بہز بن حکیم ایسے کہتے ہیں۔ کہ میں نے ان کی لاش اٹھا کر گھر لانے والوں میں شریک تھا۔

مروان عجلی کہتے ہیں۔ کہ قاری قرآن سنتے ہی گر گئے۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتے، حضرت صفوان اتنے روئے کہ بالآخر وہ کھڑا ہوگیا۔

حضرت ابراہیمؑ لاواہ سے موصوف کئے گئے ہیں یعنی آگ کے ذکر کرتے تو کہتے۔ کہ میں آگ سے پناہ چاہتا ہوں۔

آنحضرت صلعم نے ایک شخص ذوالبجادین کو اواہ کے لقب سے نوازا تھا کیونکہ وہ اللہ کا ذکر دعا اور قرآن کی تلاوت بہت کرتا تھا۔ (عقبہ بن عامر)

معاویہ بن قرہؓ کہا کرتے مجھے بتاؤ کہ جو شخص رات کو روتا اور دن کو مسکراتا ہو۔ ثابت بنانیؒ کو ایک حکیم نے مشورہ دیا کہ تیری آنکھ تب ٹھیک ہوگی۔ کہ تو رونا چھوڑ دے، فرمانے لگے مجھے اس آنکھ کو کیا کرنا ہے جو اللہ کے

Marfat.com

جو اللہ کے خوف سے آنسو نہ بہائے۔

حضرت ثوبانؓ فرمایا کرتے وہ شخص خوش بخت ہے جس کی زبان اس کے قبضہ میں اور گھر ضرورت کے مطابق ہے۔ اور اپنے گناہ پر روتا ہے۔

یزید بن میسرہؓ فرماتے ہیں کہ رونا سات چیزوں سے ہوتا ہے۔ ۱۔ خوشی ۲۔ جنون ۳۔ درد ۴۔ گھبراہٹ ۵۔ ریاکاری ۶۔ نشہ ۷۔ اللہ کے خوف سے یہ آنسو دن قیامت کے جہنم کے سمندروں کی آگ کو بجھا دیں گے۔ (سبحان اللہ)

خلیدؒ کل نفس ذائقة الموت (ہر جان نے مرنا ہے) کو بار بار پڑھتے کسی نے گھر کے کونہ سے آواز دی او کب تک اسے پڑھتا رہے گا۔ اس آیت نے تو چار جنوں کی جماعت کو قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے اپنا سر آسمان تک اٹھا کے دیکھا نہ تھا کہ فوت ہو گئے۔ اس کے بعد خلید کی حالت اتنی بے حال ہو گئی۔ کہ گھر والے اس کو پہچاننے سے انکار کر گئے۔

ایک اور آدمی نے ادّو الی اللہ مولھم الحق (اپنے حقیقی مالک کے پاس انہوں نے جانا ہے) کسی قاری سے سنا چیخ مار کر فوت ہو گیا۔

ایک آدمی نے قوا انفسکم واھلیکم نارًا وقودھا الناس والحجارۃ (اپنے خاندان اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ سنتے ہی غش کھا کر گر گیا جس سے اس کا پتہ معلوم گیا فضیل بن عیاض کا لڑکا فوت ہو گیا۔ کسی نے آپ سے اس کی وفات کا سبب دریافت کیا اس نے بتایا کہ رات مسجد کے محراب میں قرآن پڑھتا رہا اور صبح مردہ پایا گیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

نماز ہی کا ایک آیت کو بار بار پڑھنا اور تدبر کرنا

صوفی ابو ذرؓ نے آنحضرت صلعم کی رات کی نماز کا واقعہ کسی کو سنایا۔ کہ آپ عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لائے جب کافی حصہ گزر گیا۔ واپس تشریف لائے۔ نفل پڑھنے شروع کیے ہیں اور عبداللہ بن مسعودؓ بھی ساتھ شامل ہو گئے۔ پہلے میں اکیلا دائیں جانب تھا اور جب ابن مسعودؓ تشریف لائے تو میں پیچھے ہٹ گیا آپ قیام، رکوع، سجدہ میں۔ ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفرلھم فانك انت العزیز الحکیم۔ مولا کریم! معاف کر دے یا عذاب دے تیرے ہی بندے ہیں۔ تیری حکمت اور غلبہ تیرے حکم ہی ہے۔

Marfat.com

صبح تک یہی بار بار پڑھتے رہے۔ صبح ابن مسعودؓ نے دریافت کیا۔ حضرت جی پورا قرآن آپ کو یاد ہے۔ پھر صرف اس ایک آیت کا انتخاب کیا؟ جواباً فرمایا کہ میں اپنی امت کے لیئے دعا کر تا رہا ہوں (سبحان اللہ)

حضرت علیؓ فقیہ کی یوں تعریف کرتے۔

جو اللہ کی رحمت سے ناامیدی نہ بتلائے اور نافرمانی کی اجازت بھی نہ دے۔ عذاب الٰہی سے بھی بےخوف نہ رکھے۔ قرآن مجید توجہ سے پڑھے۔ جس عبادت میں خیرات نہیں وہ بہتر نہیں ہے۔ جس فقیہ میں فہم نہیں وہ بھی بہتر نہیں۔ جس قرأت میں تدبر نہیں اس میں خیر نہیں ہے۔

اسیرین حضیرؓ کا قول ہے۔ کہ میری ان تین حالتوں کی طرح کوئی عمل ہو۔ تو بلاشبہ میں جنتی ہوں گا۔ ۱۔ قرآن خود پڑھانا یا دوسرے سے سننا ۲۔ رسول کریم صلعم کا خطبہ سننا ۳۔ جنازہ میں شرکت کرنا۔ جب جنازہ میں شرکت کرتا ہوں تو مجھے ہر وقت یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ میرے ساتھ کیا بنے گا۔

حضرت اسماء نے مجھے بازار بھیجا آپ نے اس وقت سورہ طور شروع کر رکھی تھی۔ جب میں واپس آیا۔ تو آپ ووقانا عذاب السموم (اس نے ہمیں خطرناک عذاب سے بچایا) بار بار پڑھ رہی تھیں۔

ابو حمزہؓ قرآن کی تلاوت بہت جلدی جلدی کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس سن کر کہنے لگے میں ترتیل سے سورہ بقر پڑھنا اس سے بہتر جانتا ہوں کہ پورا قرآن بغیر تدبر اور تفکر کے پڑھوں۔ ایک روایت ہے کہ آپ نے کہا رات بھر پورا قرآن ختم کرنے سے بہتر یہ ہے کہ صرف سورہ بقر پڑھوں۔

حضرت ابن عباس کا پڑوسی بیان کرتا ہے آپ ایک آیت کو رات بھر بار بار پڑھتے۔ اور آپ کا زریں قول ہے کہ دو رکعتاں تفکر اور تدبر سے پڑھنا غفلت والی رات کے قیام سے بہتر ہے۔

زید بن ثابتؓ سے ایک شخص نے پوچھا کہ قرآن مجید سات روز میں ختم کرنا کیسا ہے۔ جواب دیا ۱۵ یوم یا ۲۰ یوم میں ختم کرنا حسن ادائیگی اور تدبر سے احسن ہے۔

بعض دفعہ آپ (زید) یوں فرماتے ۳۰ یوم ۵۰ یوم ۱۰ یوم ۷ یوم الٰی ایام کے ختم کرنے کی بجائے ۳ دن میں تدبر اور غور سے دعا اور سوال کرنا بہتر ہے۔

۱۔ تمیم داریؓ سورہ جاثیہ ~~۲۱~~ کی آیت ام حسب الذین اجترحوا السیات پوری رات سے صبح تک بار بار پڑھتے اور خوب روتے ا

ترجمہ:۔ (جو لوگ برائیاں کرتے ہیں وہ گناہوں میں پھنسے ہوتے ہیں)

Marfat.com

ابن زبیرؒ وسایؤمن اکثرھم باللّٰہ وھم مشرکون (ایمان کے باوجود شرک کرتے ہیں) رات بھر بیدار رہا میں نے حضرت ابن عباسؓ سے اپنی بیداری کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ اس آیت کے مصداق اہل کتاب ہیں۔ ولئن سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن .... یہ ہے ایمان لا کر شرک کرنے والوں کا تذکرہ۔

محمد بن کعبؒ اپنا عمل بتاتے سورۃ قارعہ، زلزال میں غور و فکر سے رات بسر کرنی پورے قرآن ختم کرنے سے بہتر ہے۔

سعید بن جبیرؒ فسوف یعلمون ثم فی النار یسجرون ماہ رمضان میں رات بھر پڑھتے ایک رات آپ نے ۲۹ مرتبہ واتقوا یوماً ترجعون فیہ (اس روز سے ڈرو جس میں تم نے حساب دینا ہے) پڑھتے رہے۔ رات کو ہمیشہ روتے حتیٰ کہ آخری عمر میں اندھے ہو گئے۔

مسروقؒ سورہ رعد عشاء سے فجر تک پڑھتے۔

محمد بن واسعؒ ھل اتاک حدیث الغاشیہ، آپا رات کا وظیفہ بناتے۔

عمر بن ذرؒ مالک یوم الدین پوری طرح نہ پڑھ سکتے، ابعد کہتے اسے عمر اس دن کیا کرے گا۔ جب مومنوں کے دل رحمت الٰہی سے بھرپور ہوں گے۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ کہ انسان کا دل کیسے نرم ہو اس کا مقصود سورہ کو ختم کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اگر سمجھ کر پڑھے تو دل خود نرم ہو جائے گا۔

ہارون بن ریاب اسدیؒ تہجد میں رات بھر قالوا یلیتنا نرد و نکذب بآیات ربنا ونکون من المومنین (افسوس ہم لوٹائے گئے اور اپنے رب کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ ہم مومن ہوتے) بار بار دہراتے صبح تک روتے رہتے۔

حسنؒ ان تعد و نعمۃ اللّٰہ لا تحصوھا (تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کو گن نہیں سکتے) رات بھر پڑھتے رہتے۔ سوال پہ آپ نے جواب دیا ہم اللہ تعالیٰ کی اکثر نعمتوں کو جانتے ہی نہیں۔ ہماری ہر ایک نگاہ اور طرف اس کی نعمت پر پڑتی ہے۔

حضرت ابو سلیمانؒ فرماتے حسن چہرہ پر خشوع ناز کرتا ہے۔

ابن یحییٰ اعم یتساءلون پوری رات دہراتے رہے، غشی طاری ہو جاتے جب ہوش میں آتے پھر

Marfat.com

پڑھتے، پھر یہی حالت ہوتی، فجر تک اس کو ختم نہ کر سکتے۔

ایک رکعت میں چند سورتیں پڑھنا

حضرت عائشہؓ سے کسی نے سوال کیا۔ کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف سورتیں جمع کرتے تھے آپؓ نے فرمایا مفصلات سے جمع کرتے ایک رکعت میں،

نوٹ: مفصل تین ہیں۔ طوال، مفاصل، قصار، اوساط ہیں۔

ابن مسعودؓ کو ایک شخص نے بتایا کہ میں سورہ مفصل ایک رکعت میں پڑھتا ہوں۔ آپ نے سنتے ہی کہا ایسے ہی پڑھتے ہوگے جس طرح شعر پڑھے جاتے ہیں۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے وہ ان کے قلوب پر اثر انداز نہ ہوگا۔

قرآن مجید اس وقت اثر انداز ہوتا ہے جب اس کو دل میں جگہ دی جائے اس کی علامت رکوع اور سجدہ میں حسن پیدا کیا جائے۔ آپ ذیل نظائر پڑھتے۔

سورہ رحمٰن، والنجم	—	ایک رکعت میں	اقتربت، والحاقہ	—	ایک رکعت میں
طور، ذاریات	—	″ ″	واقعہ، نٓ	—	″ ″
سال سائل، نازعات	—	″ ″	مدثر، مزمل	—	″ ″
مطففین، عبس	—	″ ″	دخان، تکویر	—	″ ″

دوسری روایت میں یوں ہے:

سورہ دہر، لا اقسم	—	″ ″	عم یتساءلون، مرسلات	—	″ ″
حٰم، دخان، تکویر	—	″ ″			

حضرت عثمانؓ نے وتر میں قرآن پاک ختم کیا۔

ابن عمرؓ ایک رکعت میں ۱۰ آیات پڑھتے۔

سورت کو توڑنا اور بہت سورتیں جمع کرنا ایک رکعت میں

ارشاد رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہر سورت کا حصہ رکوع اور سجدہ میں دے (یعنی رکعت میں) ملانے۔

Marfat.com

رکعت کے لفظ بھی نہیں "ایک روایت میں ہر سورت کو حصہ دو"

عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے کہا کہ ایک رات میں قرآن ختم کرنا کیسا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ایسا منظور ہوتا تو وہ قرآن مجید کو قسط در قسط نازل نہ کرتا۔ اس لئے ہر سورت کا حصہ ہے کہ اسے رکعت میں پڑھا جائے۔

ابن مسعودؓ قرآن مجید کو ردی کھجور کی طرح نہ سمجھو، بلکہ اس کے عجائب اور معانی پر تفکر کرو۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ غزوہ ذات رقاع، کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک عورت گرفتار کر لی اس کا خاوند سفر پر تھا جب اسے علم ہوا تو اس نے تعاقب کرنا شروع کیا اس عزم سے کہ رسول اکرم صلعم کا سر مبارک قلم کر دوں گا وہ اس مقصد میں تو ناکام رہا۔ اس نے آنحضرت صلعم کے دیوٹی پر متعین اصحابی انصاری کو نماز پڑھتے ہی اس پر تین دفعہ تیر چلائے۔ لیکن یہ اللہ کا بندہ ہر باری تیر نکال لیتا۔ نماز اس نے کسی حالت میں نہ چھوڑی۔ بالآخر اس نے رکعت پوری کر لی۔ جب مہاجر بیدار ہوا اس نے حیران ہو کر دیکھا کہ میرا ساتھی خون سے لت پت ہے۔ فوراً ہی سبحان اللہ کا وظیفہ پڑھا۔ اس نے وجہ دریافت کی۔ کہ آپ نے مجھے بیدار کیوں نہ کیا۔ اس نے کہا میں قرآن پڑھ رہا تھا۔ میں نے یہ پسند نہیں کیا۔ کہ اس سے تعلق توڑ کر غیر سے مشغول ہو جاؤں۔ خدا کی قسم اگر حدود کی سرحد کی حفاظت کا حکم نبوی نہ ہوتا۔ تو میں قرآن کی تلاوت بالکل نہ چھوڑتا۔ بلکہ اسی حالت میں شہید ہو جاتا۔

نوٹ:۔ یہ صحابی آپ کے اعلان پر خود اٹھے تھے کہ ہم اس رات اس وادی کی نگرانی کریں گے۔ ایک لیٹ گیا اور دوسرے نے نماز سے نگرانی شروع کر دی۔ (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے لمبار قاری کو خائن کہا شباذ فرمانے لگے حضرت جی میں نے کونسی خیانت کی ہے۔ آپ نے جواب دیا میں نے سنا ہے تو ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھتا ہے حالانکہ ہر ایک سورت کا حق ہے اسے پوری رکعت میں پڑھا جاوے تو اس کا کیا جواب دے گا۔ یہ سب کچھ میں نے تجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ شباد نے اسے سن کر بہت اچھا کہا۔

ابو عبیدہؓ فرمایا کرتے کہ سورتوں کا جمع کرنا ایک رکعت میں غیر مکروہ ہے۔ اسی پر حضرت عثمان بن عفانؓ اور تمیم داریؓ کا عمل ہے۔ احادیث سے قرآن کا تین دن سے کم میں ختم کرنا مکروہ ہے۔

سعید بن مسیبؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک رات آپ نے ملاحظہ ابوبکرؓ کو آہستہ پڑھتے اور عمرؓ کو بلند آواز سے پڑھتے اور بلالؓ کو بلا ترتیب سورتیں پڑھتے سنا۔

آپؐ نے ہر ایک سے وجہ دریافت کی۔ ابوبکرؓ نے جواب میں کہا کہ جس کے لئے پڑھتا ہوں وہ سنتا ہے حضرت عمرؓ نے کہا سوتے کو بیدار اور شیطان کو بھگاتا ہوں، حضرت بلالؓ نے کہا: طیب (پاک) کو طیب سے ملاتا ہوں آپؐ نے بلال سے کہا سورۃ کو پورا ختم کیا کرو۔ ایک روایت ہے بلال سورت کو اپنی حالت پر پڑھا کرو۔

حضرت ابو عبید فرماتے ہیں کراہت اس باب میں یہ ہے۔ کہ آدمی چند آیات ایک سورۃ کی قطع برید کرکے پڑھے، یہ مکروہ امر ہے۔ ابن سیرینؒ بھی مکروہ ہی کہتے ہیں۔ کہ علماء نے اسے مکروہ کہا ہے۔
ترجمہ: (امام بخاریؒ نے ایک باب باندھا ہے۔ کہ سورۃ کو سورۃ کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے)

رات بھر قیام کرنا اور قرآن ختم کرنا

حضرت عائشہؓ روایت بتاتی ہیں آپ نے پوری رات نہ قیام کیا اور نہ ہی ایک رات میں قرآن ختم کیا۔ سعید بن مسیب بتاتے ہیں۔ کہ سیدنا عمرؓ کا ایک اسلامی بھائی بنا ہوا تھا، وہ فجر کی نماز میں شامل نہ ہوتا۔ آپؓ نے اس کی والدہ سے کہا وہ فجر میں تشریف لاتا۔ ان کی والدہ نے بتایا۔ رات بھر قیام میں بسر کرتا ہے فجر سے تھوڑا سا پہلے نیند اس پر سوار ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ غیر حاضر رہتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے قسم اٹھا کر کہا کہ مجھے صبح کی جماعت میں شامل ہونا محبوب ترین ہے اس رات کے قیام سے کہ صبح کی نماز سے محروم ہو جاؤ۔

کتنے ایام میں قرآن ختم کرنا چاہیے

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو ؓ کو ۴۰، ۳۰، ۲۰، ۱۵، ۱۰، ۷، ان ایام میں ایک بار قرآن پاک ختم کرنے کا حکم دیا۔ بعض نے صرف ۳ دن میں اجازت دی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی تو ہر رات کو قرآن ختم کرتا ہے۔ اسے ایک ماہ میں پڑھو میں نے

میں نے کہا مجھے اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے ۔ ۵ یوم میں پڑھ لے ۔ میرا مطالبہ آپ نے ۷ دن تک منظور فرمایا ۔ دوبارہ اصرار پر ۵ دن کے اندر کی اجازت دی ایک روایت ہے جس نے ۳ دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے اسے کیا سمجھا ۔ حضرت عثمانؓ جمعہ کی رات تا جمعرات بقرہ ، مائدہ ، انعام ، ہود ، یوسف ، مریم ، طٰہٰ ، طسم ، عنکبوت ، ص ، پھر قرآن مجید ختم کرتے ، ہفتہ کی رات تا جمعرات قرآن مجید کو ختم کرتے ۔ (ابن مسعودؓ)

رمضان میں ۳ دن تک قرآن مجید ختم کرتے اس کے علاوہ جمعہ تا جمعہ ختم کرتے تھے ۔

ابن مسعودؓ ۔ جس نے ۳ دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے رجز کیا یعنی شعروں کی طرح پڑھا ۔

حضرت معاذ بن جبلؓ ۳ دن سے کم میں قرآن ختم نہ کرتے تھے ۔

قاری ابی کعبؓ ۔ ۸ راتوں میں ختم کرتے تھے ۔

مالک بن دینارؒ کہتے ہیں ۔ کہ ابو ذرؓ کا وظیفہ ہر رات میں تیسرا حصہ قرآن کا تھا ۔

عثمان بن عبداللہ اوسؓ نے بیان کیا وفد احلاس مغیرہ بن شعبہ کے ہاں مہمان ہوا اور بنی مالک کا وفد آپ کے ہاں اترا ، انہوں نے اپنا خیمہ آنحضرتؐ کے راستہ میں نصب کر لیا ۔ آنحضرت صلعم مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ کر تشریف لاتے ۔

مغرب سے عشاء تک آپ ہمارے خیمہ کی اوٹ میں کھڑے ہو کر احادیث سناتے ۔ آپ بیان کرتے کرتے اپنے قدموں کو راحت دیتے ۔ پھر ہمیں قریش کے ستم اور ظلم کی داستان بتاتے ۔ کہ ہم ان میں ذلیل اور مقہور تھے ۔ جب ہم مدینہ میں تشریف لے گئے ۔ تو قوم نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہم ہر قسم کے خطرات سے محفوظ تھے ۔ ایک رات ایسا ہوا کہ آپ تشریف نہ لائے ۔ حتیٰ کہ بعض لوگ نیند کا شکار ہو گئے ۔ دوسری رات تشریف لائے ہم نے دریافت کیا حضرت رات ہم بہت منتظر رہے لیکن آپ تشریف نہ لائے ۔ ہاں میں قرآنی وظیفہ میں مشغول تھا ۔ میں نے مناسب جانا کہ وظیفہ مکمل کر لوں ۔ صبح آنحضرت صلعم کے اصحاب سے حزب قرآنی دریافت کیا انہوں نے بتایا کہ سورہ مفصل آپ کا مستقل وظیفہ تھا ۔ یہی ہمارا عمل ہے ۔

جبیر بن مطعمؓ سے کسی نے سوال کیا کہ کتنے ایام میں قرآن پڑھنا چاہیئے آپ نے کہا ایک حصہ پڑھتے ہیں ۔

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام زبور گھوڑا پر زین ڈالنے سے پہلے ختم کر لیتے تھے (سند بنوی ؟)

۱ ۔ حضرت عثمانؓ ۔۔۔ ایک رکعت وتر میں پورا قرآن پڑھتے ۔

۲ ۔ حضرت زبیرؓ ۔۔۔ ایک رات میں ” ” ”

Marfat.com

۳۔ علقمہؒ — پانچ یوم میں پورا قرآن پڑھتے۔

۴۔ اسودؒ — چھ یوم میں ″ ″ ″

۵۔ ابن سیرینؒ — ساتھ یوم میں ″ ″

۶۔ عطیہ بن قیسؒ ہر جمعہ کو ختم کرتے۔

۷۔ مسیبؒ — تین دن میں قرآن روزہ کی حالت میں ختم کرتے۔

۸۔ طلحہ بن مصرفؒ، وحبیب بن ثابت ایسا ہی کرتے۔

۹۔ سعید بن مسیبؒ — دو رات میں ختم کرتے۔

۱۰۔ سعید بن جبیرؒ — دو رکعت میں مقام کعبہ میں کھڑے ہو کر ختم کرتے۔

۱۱۔ ثابتؒ — چوبیس گھنٹوں میں قرآن ختم کرتے۔

موصوف جامع مسجد کے ہر ستون کے پاس بیٹھ کر ایک قرآن ختم کرتے ہمیشہ روزہ سے ہوتے۔ حمیدؒ کہتے ہیں جب بھی میرے ساتھ بات کرتے پہلے

سبحان اللہ والحمد للہ۔ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتے۔ بعدہ اپنی ضرورت پیش کرتے۔

۱۲۔ ابو حرہؒ — چوبیس گھنٹوں میں پورا قرآن پڑھنا مغرب، عشاء، ظہر، عصر میں نوافل پڑھتے۔ اور ہمیشہ روزہ سے ہوتے۔

۱۳۔ عطاء بن ثابتؒ — اڑتالیس گھنٹوں میں قرآن پڑھتے۔

۱۴ ابو شیخ ہنائیؒ۔ ایک رات میں دو مرتبہ پورا اور ۱/۳ حصہ قرآن کا پڑھتے۔ اگر چاہتے تو تیسری مرتبہ بھی پورا کر لیتے۔

۱۵۔ صالح بن کیسانؒ ایک رات میں دو مرتبہ قرآن پاک ختم کرتے۔ صبح کے موقع پر ایک دفعہ ختم کرنا۔

۱۶۔ منصور بن زاذانؒ دن میں دو مرتبہ قرآن ختم کرنا۔ ۱۔ صبح کی نماز ۲۔ ظہر اور عصر کے وقت۔ رات بھر نوافل پڑھتا۔ ماہ رمضان میں مغرب اور عشاء میں دو ختم کرتا۔ پھر تکبیر نماز سے قبل دہ سورتیں جن کے شروع میں طٰہٰ اور حٰم، الم اسین پڑھتا۔ نماز عشاء کی ادائیگی مؤخر کی جاتی تھی۔

یحیٰی اور حسنؒ۔ نماز پڑھ کر ایک قرآن پاک ختم کرتے۔

Marfat.com

قرآن نے سفارش کی وہ کامیاب ہوا اور جس کے خلاف قرآن نے گواہی دی وہ اوندھا کر کے آگ میں ڈالا جائے گا۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا قرآن کی تعلیم حاصل کرو اور جو زبان پر آسان ہوا سے پڑھو۔ محمدؐ کی جان جس کے قبضہ میں ہے اس کی قسم، یہ قرآن مجید دلوں سے جلدی نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس طرح کہ اونٹ رسی کا بند کھلتے ہی فوراً بھاگ جاتا ہے۔ جس نے رات کو ۵۰ آیات پڑھیں اس کا نام غافلین کے درجہ سے نکال دیا جائے گا اور جس نے ۱۰۰ آیات تلاوت کیں اس کا نام قانتین (عاجزی کرنے والوں) میں لکھا جائے گا اور جس نے دو سو آیات پڑھیں، اسے قرآن مجید اس رات کچھ نہیں کہے گا اور جس نے ۵۰۰ تا ۱۰۰۰ صبح تک، اس کے لئے جنت کا خزانہ ہو گا۔

حضرت حسنؓ کا قول ہے کہ سورہ بقر قرآن کی افضل سورت ہے اور اعظم آیت آیۃ الکرسی ہے جس گھر میں سورہ بقر پڑھی جائے شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے۔ جس نے ۱۰۰ آیات قرآنی رات کو پڑھی قرآن اس سے اس رات کا جھگڑا نہ کرے گا۔ اور جس نے ۲۰۰ آیات پڑھی اسے رات کی قنوت کا ثواب ملے گا اور جس نے ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ تک آیات پڑھیں اس کو ایک خزانہ ثواب کا دیا جائے گا۔ (قنطار، آدمی آیت میں دیتا ہے) جس گھر میں قرآن کی تلاوت نہ ہو، وہ گھر خدائی خیرات سے خالی ہے۔

ابی امامہؓ بتاتے جس نے ۱۰۰ آیات رات کو تلاوت کیں وہ غافل نہ ہو گا۔ اور جس نے ۲۰۰ آیات پڑھیں وہ قانت ہو گا۔ اور جس نے ۱۰۰۰ آیات پڑھیں اس کو ایک خزانہ ثواب کا ملے گا۔ دنیا کا خزانہ اس کی برابری نہیں کر سکتا۔

ابی ہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ ارشاد نبوی صلعم ہے۔ کیا تم سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اسے ۳ موٹی تازہ حاملہ اونٹنیاں ملیں۔ صحابہؓ نے کہا ہاں جی! جس نے یہ اونٹنیاں حاصل کرلی ہیں وہ ۳ آیات قرآنی پڑھ لے۔ یہ ان سے بہتر درجہ رکھتی ہیں۔

ابی ہریرہؓ کہتے۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ جس گھر میں سورہ بقر پڑھی جائے وہاں شیطان نہیں رہتا۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ جس گھر میں سورہ بقر سنی جائے وہاں شیطان نہیں رہتا۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ سورہ بقر کی تعلیم حاصل کرو کہ اس کا پڑھنا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے، اس کے پڑھنے والے پر جادو اثر نہیں کرتا۔ سورۃ بقر اور سورہ آل عمران، قیامت کے دن۔ بادل یا پرندوں کی جماعت کی شکل میں آئیں گی اور قاری کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کے متعلق مختلف الفاظ و صیغیہ مراد ہیں۔ آپ نے یوں بھی فرمایا، یہ سورتیں قاری کے لئے پیش قدمی کریں گی۔ اور اس کی سفارش کریں گی اور دن قیامت قاری کی طرف سے جھگڑیں گی۔ اس کے پڑھنے میں برکت اور چھوڑنے میں حسرت ہوگی۔

معقل بن یسارؓ۔ ایک حدیث جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ قرآن پاک پر عمل کرو اس کے حلال اور حرام میں امتیاز کرو، پھر اس کے مطابق عمل کرو، کسی چیز کا انکار نہ کرو اور جو چیز تمہیں مشابہ لگے۔ اسے خدائی قانون کے حوالہ کرو اور علماء سے دریافت کرو پھر اسی کے مطابق عمل کرو، تورات، انجیل، زبور پر عمل کرنا اور جو انبیاء اللہ کو دیا (حدیث) اسی پر نظریں رکھنا۔ قرآن مجید کو آئینہ حیات بنانا اور جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے۔ اس پر عمل کرنا۔ قرآن مجید شافع بن کر ملیق ہوگا اور اس کی سفارش قبول ہوگی۔ اس کی حلال کردہ اشیاء تصدیق شدہ ہیں قرآن کی ہر ایک آیت کی عنداللہ نورانیت ہوگی۔ اللہ تعالے نے مجھے سورۃ بقرہ ذکر اول سے دی ہے سورت طٰہٰ و طواسین الواح موسیٰ سے دی گئی ہیں۔ سورت فاتحہ خواتیم، سورت بقرہ عرش سے عطا کی گئی ہیں۔ اور مفصل انعام ہے۔

محمد بن ابی کعبؓ کہتے ہیں۔ کہ میرے جد امجد کے پاس ایک میدان کھجوروں کا تھا وہ اسے روزانہ محسوس کرتا کم ہوتا جا رہا۔ ایک رات اس نے اس پر پہرہ دیا۔ اچانک ایک شکل اس کے پاس چوپائے کی طرح آکر سلام کہنے لگی۔ آپ نے جواب دے کر کہا، کہ آپ جن ہیں یا انسان، اس نے کہا میں جن ہوں، میں نے اسے کہا مجھے اپنا ہاتھ دکھا اس نے جب مجھے ہاتھ دکھایا اس کا ہاتھ کتے جیسا اور بال بھی کتے جیسے میرے دادے نے کہا کیا جنات بھی ویسی خلقت ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تمام جنات سے مجھ سے زیادہ سخت کوئی نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا تو یہاں کیسے آیا ہے اسی نے جواب دیا مجھے اطلاع ملی ہے۔ کہ تو غنی آدمی ہے۔ میں آیا ہوں تاکہ مجھے بھی اس سے حصہ مل جائے، جد امجد نے کہا آپ سے کیسے پناہ لے سکتے ہیں۔ اس نے کہا سورہ بقرہ کی آیت۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم الخ۔ صبح پڑھنے سے شام تک امن اور شام پڑھنے سے صبح تک امن رہے گا۔ ابی بن کعبؓ نے یہ واقعہ آنحضرت صلعم کو بتایا آپ نے فرمایا، خبیث نے سچ کہا ہے۔

۲۔ یہ واقعہ ابی ایوب انصاری کو پیش آیا۔ اس کو شیطان نے بتایا۔ کہ آیۃ الکرسی کے پڑھنے سے مال اور اولاد جس پر بھی پڑھو گے نقصان نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا خود جھوٹا تھا بات سچی کی ہے۔

۳۔ یہ واقعہ معاذ بن جبل کو بھی پیش آیا جب آپ اپنے صدقہ مسکین کی نگرانی کر رہے تھے۔ اس نے کہا کہ جس گھر میں سورہ بقرہ کا خاتمہ پڑھا جائے گا۔ شیطان وہاں نہ جائے گا۔

۴۔ ابی اسیدؓ کو بھی ایسا واقعہ پیش آیا۔ شیطان نے کہا کہ میں تجھے ایسا وظیفہ بتاتا ہوں۔ اگر اس کو گھر میں پڑھ لے یا اپنے برتن پر پڑھ لے تو اس پر بہترین کارگر ہوگا۔ وہ آیت الکرسی ہے۔ اس نے آنحضرت صلعم کو واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے جواباً کہا کہ خود کذاب تھا لیکن وظیفہ صحیح بتایا گیا ہے۔

ابی ہریرہؓ ایک حدیث بتاتے ہیں۔ کہ جس نے آیۃ الکرسی اور دو آیات حٰم المومن کی صبح یا شام کو پڑھیں اللہ تعالےٰ صبح تا شام اور شام تا صبح اپنی نگرانی میں رکھتا ہے۔

جناب رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ ہر چیز کی کوہان (بلندی) ہے اور قرآن پاک کی کوہان سورت بقرۃ ہے۔ اس سورت میں ایک آیت ہے جس کا نام سیدہ ہے جس گھر میں شیطان ہو۔ اس کے پڑھنے سے نکل جاتا ہے۔

ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے۔ مجرد قرآن ہی میں اپنے بچوں کی تربیت کرو اور بڑوں کو اس سے درست کرو۔ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ البقرۃ پڑھی جا سکے۔

۷۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے کہ آیت الکرسی ہر مسلمان عاقل کے لئے ضروری ہے پڑھا کریں۔

۸۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ سورۃ البقرۃ قرآن کی اشرف سورت ہے۔ اور اشرف آیت آیۃ الکرسی ہے۔

معقل بن یسارؓ مرفوعاً اور موقوفاً کہتے ہیں۔ کہ سورہ بقرہ قرآن پاک کی کوہان ہے۔ اور کوہان کی بلندی آیۃ الکرسی ہے۔ اس کی ہر آیت کے ساتھ ۸۰ فرشتے اترے۔ آیۃ الکرسی عرش کے خزانہ سے نکالی گئی ہے اور یہ سورت بقرہ کے ساتھ ملادی گئی۔ یٰسین قرآن کا دل ہے اس کے پڑھنے سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی بہتری مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ اسے قریب المرگ لوگوں پر پڑھنا چاہیئے۔

حضرت انسؓ حدیث بیان کر رہے تھے۔ کہ یٰسین قرآن پاک کا دل ہے۔ کیونکہ ہر چیز کی زندگی دل سے متعلق ہے۔ عبدالرحمٰن بن اسودؓ کہتے ہیں۔ کہ جس نے ایک رات میں سورۃ بقرۃ پڑھ لی اسے جنت کا تاج پہنایا جاتا ہے۔

وہ آیات امن الرسول سے آخر تک ہیں۔

۲۔ ارشاد نبوی صلعم ہے کہ جس نے سورہ بقرکی آخری دو آیات گھر میں پڑھیں ۳ رات متواتر اس گھر میں شیطان نہ جائے گا کیونکہ ان کی شان آسمان اور زمین کی خلقت سے دو ہزار قبل لکھی جا چکی تھی۔ (نعمان بن بشیرؓ)

۳۔ آپ نے سورہ بقر کی آخری آیات کے متعلق فرمایا کہ یہ عرش کا خزانہ ہیں۔ اس سے قبل کسی نبی اور نہ بعد میں نصیب ہوں گی۔ (حذیفہؓ) (ترمذی ج ۲)

۴۔ سید نا رسول اکرم صلی اللہ علیہ ایک روز محفل میں تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک چیخ سی حضرت جبرائیل نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی (کیونکہ آپ اس محفل میں شریک تھے) فوراً کہنے لگے یہ دروازہ آج ہی کھلا ہے۔ اس سے قبل بالکل نہیں کھلا اور آج ہی فرشتہ اترا ہے۔ جبرائیل فرمانے لگے یہ فرشتہ آج ہی زمین پر تشریف لایا ہے۔ اس فرشتہ نے آکر آپ کو سلام کیا اور ساتھ ہی دو نوروں کی بشارت دی ۱۔ اس سے قبل کسی کو نہیں عطا کیا گیا۔ سورہ فاتحہ ۲۔ خاتمہ سورہ بقر، ایک ایک حرف پڑھنے پر انعام دیا جائے گا۔ (ابن عباسؓ) مشکوٰۃ ج ۱

عقبہ بن عامرؓ سے ایک حدیث مروی ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ وہ عرش سے دی گئی ہیں۔ اسی عنوان کی روایات حضرت علیؓ سے بھی ہے۔

ابن مسعودؓ۔ آنحضرت صلعم جب معراج پر تشریف لے گئے۔ تو جب آپؐ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے، آپ کو تین تحائف دیئے گئے۔

۱۔ پانچ نماز، ۲۔ خاتمہ سورۃ بقر، ۳۔ مشرک کی نجات نہیں۔ مشکوٰۃ ج ۲

حماد بن سلمہؓ نے دو آیات کو زیادہ پڑھنے والے کو اکثر شمار کیا ہے۔ ۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے کہا کیا تم سے کوئی قرآن کا تیسرا حصہ روزانہ پڑھ سکتا ہے۔ انہوں نے جواب نفی میں دیا۔ آپؐ اس کا جواب یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے اس کی ایک جز قل ھو اللہ ہے۔ (ابوداؤدؒ)

اس کی تائید میں احادیث مزید ہیں۔ ان کے راوی ابی ہریرہؓ، ابی سعید خدری، ابن عمرؓ ہیں۔ سورۃ کافرون کو قرآن کا ۱/۴ حصہ قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ سورہ القدر، ۱/۴ حصہ قرآن کا ثواب ملتا ہے ۲۔ سورۃ زلزال ۱/۲ حصہ قرآن کا ثواب ملتا ہے (انسؓ)

۳۔ " کافرون ۱/۴ " " ۴۔ اخلاص ۱/۳ " " "

۵۔ سورہ اخلاص، سورہ ملک قاری کی طرف سے قیامت کے دن جھگڑا کریں گی۔ (صحیح مسلمؒ ج ۲)

Marfat.com

۶۔ سورہ اخلاص کا تعلق محبت کا اظہار کیا۔ آپؐ نے اسے جنت کی بشارت دی۔

۷۔ سورہ اخلاص ہ ایک روایت ہے کہ آپؐ نے قاری سے وجہ دریافت کی اس کو التزام پڑھنے کی۔ اس نے جواباً کہا کہ مجھے اس سے محبت ہے۔ آپؐ نے اسے بھی محض محبت کی بنا پر جنت کی بشارت دی۔

(ارشاد نبوی صلعم) بخاری شریف ج ا

ابو جعفرؓ کا قول ہے کہ نماز کا آغاز سورہ اخلاص سے کرو اور اس کے ساتھ دوسری سورت ملاؤ۔ جب قل ھو اللّٰہ احد پڑھو تو اس کا جواب اللّٰہ احدٌ سے دو۔

ابراہیمؒ۔ ہر ایک سورہ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھتا تھا۔

ارشاد نبوی صلعم ہے کہ جس نے سورہ اخلاص روزانہ ۲۰۰ مرتبہ پڑھ لی اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیئے قرض معاف نہ ہوگا۔

ایک روایت ہے کہ جس نے ۵۰ مرتبہ روزانہ سورہ اخلاص کو پڑھا اس کے ۵۰ برس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ (انسؓ)

سورت ملک کی فضیلت

۱۔ ارشاد نبوی صلعم ہے۔ کہ جس نے ۳۰ آیات قرآنی (سورہ ملک) پڑھیں۔ اس کی وہ آیات سفارش کریں گی۔

(ابی ہریرہؓ) ترمذی

۲۔ ابن عباسؓ:۔ صحابہ کرام کی جماعت نے ایک جگہ خیمہ لگایا۔ حسن اتفاق سے وہاں قبر تھی انہیں اس کا علم نہ تھا۔ سورہ ملک پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ حتیٰ کہ پڑھنے والے نے ساری پڑھ لی۔ یہ صاحب آنحضرت صلعم کے پاس تشریف لائے اور سارا واقعہ سنایا۔ آپؐ نے سن کر فرمایا۔ ھی المانعہ یہ قبر کے عذاب سے نجات دینے والی ہے (ترمذی)

عبداللہ بن مسعودؓ:۔ سورہ ملک کے مانع ہونے کا فلسفہ بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ انسان کی وفات کے بعد قبر کے سرہانے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور منکرین سے کہتی ہے۔ کہ اس کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ شخص مجھے پڑھا کرتا تھا۔ پیٹ کی طرف فرشتے آئیں تو وہاں کھڑی ہو جائے گی، اس کے پیٹ کو چھوڑ دو۔ اس کی ٹانگوں کی طرف آئیں گے۔ تو ٹانگیں کہیں گی کہ کوئی اور راستہ اختیار کرو یہ سورت ملک پڑھا کرتا تھا۔

Marfat.com

سورہ ملک کا تذکرہ توراۃ میں بھی ہے۔ کہ جس نے اس کو پڑھا اس نے بہت کچھ حاصل کیا اور اچھا کام کیا۔
مرۃؓ ایک میت کا واقعہ بیان کر رہے تھے۔ کہ وہ فوت ہو گیا تو آگ نے اس کی قبر کو ہر جانب سے گھیرا۔
سورہ ملک نے اتنا جھگڑا کیا کہ اس نے اُسے آگ سے چھڑا لیا۔ مسروقؒ اور مرۃؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ خاصیت
صرف سورت ملک کی ہے۔

جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورت ملک اور سورت سجدہ رات کو پڑھ کر
سوتے تھے۔

خیثمہ بن عبدالرحمٰن کا قول ہے۔ کہ سورت ملک نجات دینے والی ہے۔

رات کو قرآن مجید پڑھنے کا ثواب

ارشاد نبوی صلعم ہے اس شخص کے متعلق جس نے رات میں مختلف حالتوں میں گنتی کی آیات تلاوت کیں۔ ان کا
ثواب اور درجہ ذیل کے نقشہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

رات	آیات	درجہ	صحابی	رات	آیات	درجہ	صحابی
۱۔ ″	۱۰ ″	قانتین	ابی ہریرہؓ	۲۔ ″	۱۰۰ ″	رات کی قنوت	تمیم داریؓ
۳۔ ″	۱۰۰ ″	فائزی ہوگا	۔	۴۔ ″	۵۰ ″	حافظین میں ہوگا تا صبح	
۵۔ ″	۳۰۰ ″	اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ تھک گیا		۶۔ ″	۱۰۰۰ ″	نیکی کا خزانہ لکھا جاتا ہے یہ خزانہ	

دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کیونکہ اس نے نیکی جمع کی۔

قیامت کو اللہ تعالیٰ قاری کو حکم دیں گے۔ کہ آہستہ آہستہ پڑھو اور سیڑھی پر چڑھتا جا۔ تجھے ہر ایک آیت پر
درجہ ملے گا۔ جہاں آخری آیت ختم وہاں منزل بھی ختم۔ اللہ تعالیٰ قاری سے کہیں گے۔ کہ ہاتھ میں قبض کر لے اللہ تعالیٰ
فرمائیں گے تو نے کیا کچھ پکڑا۔ انسان ہاتھ اٹھا کر کہے گا مولا کریم تو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ کہ میرے ایک ہاتھ میں جنت خلد اور دوسرے ہاتھ میں جنت نعیم ہے۔

جس شخص نے ایک سو آیت روزانہ تلاوت کی۔ قرآن پاک اس کے خلاف جھگڑا نہ کرے گا۔ کیونکہ اس نے
حق ادا کر دیا۔ (مسند ابوداؤدؒ)

حضرت انسؓ حدیث پاک بیان کر رہے تھے۔ کہ قرآن مجید سفارش کرے گا تو اس کی سفارش قبول ہوگی جس کی

Marfat.com

ابی درداءؓ کہتے ہیں۔ کہ جس نے سورۃ کہف کی دس آیات پڑھ لیں وہ دجال کے فتنہ سے بچایا جائے گا۔ مشکوٰۃ ج ۱

حسن بن علیؓ ہر رات کو سورہ کہف پڑھا کرتے تھے آپ کے پاس ایک تختی پر یہ لکھی ہوئی تھی۔ یہ تختی آپ کے پاس ہوتی جس جگہ آپ کا قیام ہوتا وہاں لے جاتے۔

ابن مسعودؓ فرمایا کرتے۔ کہ سورہ بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ، انبیاء یہ عتاق اول ہیں۔ یہ بڑا قیمتی مال ہیں۔

عرباض بن ساریہؓ کہتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مسبحات کو پڑھ کر سوتے اور فرمایا کرتے کہ ان میں ایک آیت ہزار آیات سے بہتر ہے یعنی جن سورتوں کے شروع میں سبح کا لفظ ہے۔

عبدالرحمٰن بن عمروؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ صاحب قرآن کو قیامت کو حکم ہوگا کہ پڑھ اور اوپر چڑھ۔ جیسا کہ تو دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیری آخری منزل جنت میں ہے اور آخری آیت سے آخری درجہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ ج ۱)

ابی سعید خدری اسے اضافہ سے بتاتے ہیں کہ ہر آیت کے ساتھ درجہ جنت میں ملے گا۔

عبداللہ بن حریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے والے کا قبر سے نکلتے ہی قرآن مجید ساتھی بنے گا۔ قرآن پاک کہے گا کہ تو مجھے پہچانتا ہے۔ انسان انکار کر دے گا۔ پھر کہے گا میں قرآن ہوں جس نے تیری پیاس کو بجھایا۔ اور تیری راتوں کو بیدار کر رکھا۔ ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے لگا تھا اور آج تو ہر تجارت کے پیچھے ہے۔ بادشاہی اس کے دائیں ہاتھ میں تھما دی جائے گی۔ خلد اس کے بائیں جانب میں اور تاج وقار اس کے سر پر ہوگا اور اس کے والدین کو بے نظیر حلے (سوٹ) پہنائے جائیں گے۔ وہ سوال کریں گے کہ ہمیں یہ لباس کیوں پہنایا جا رہا ہے۔ جواب ملے گا کہ تمہارے لڑکے نے قرآن پاک یاد کیا تھا۔ پھر کہا جائے گا پڑھ اور جنت کے درجے میں چڑھتا اور اس کے بالاخانوں میں۔ وہ ایسا ہی پڑھتے پڑھتے آخری منزل تک پہنچ جائے گا۔

اُمّ درداء نے عائشہؓ سے جنت میں داخلہ کی فضیلت کا سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا ہر ایک کو جتنا اس نے قرآن پڑھا ہے۔ درجہ مل جائے گا۔ قرآن کے پڑھنے والے سے زیادہ کسی کا درجہ نہ ہوگا۔ اکثر صحابہ سے منقول ہے۔ کہ قاری سے حکم ہوگا کہ پڑھتا جا آخری آیت تیری جنت کی آخری منزل ہے۔

انسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اہل کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں فرمایا اہل قرآن یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے اہل اور خاص مقربین ہیں۔

سید اولین و آخرین نے فرمایا۔ کہ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرو یہ اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے، جتنی تمہاری طاقت ہے اتنا اسے

Marfat.com

دیکھو۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی رسی ہے۔ یہی نور مبین ہے اور یہ نافع شفاء ہے جس نے اس کا تمسک کیا۔ وہ محفوظ رہے گا جس نے اس کی اتباع کی وہ نجات پا گیا۔ ٹیڑھے کو سیدھا کرتا ہے۔ جس نے اسے راضی کیا وہ کبھی کج روی نہ اختیار کرے گا۔ اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے۔ یہ کثرت تلاوت سے بوسیدہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک حرف کے بدلے میں دس دس نیکیاں عطا کرتا ہے۔ مثلاً الٓمٓ الف ۱۰، لام ۱۰، میم ۱۰ مراد ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے کہ بازار سے گھر جاتے ہوئے قرآن مجید پڑھا کرو۔ ان کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔

ابن عمرؓ نے ارشاد نبوی صلعم یوں بیان کیا۔ کہ دلوں پر زنگ پڑ جاتا ہے جس طرح کہ لوہے پر۔ صحابہ کے سوال پر آپ نے جواب دیا۔ کہ یہ زنگ تلاوت قرآن سے اترتا ہے۔

انسؓ نے ارشاد نبوی صلعم بیان کیا۔ کہ جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی جائے وہاں فرشتے جمع ہوتے اور شیطان بھاگ جاتے ہیں اس گھر میں بھلائی اور خیر کثیر ہوتی ہے اور اس میں شر کا نام و نشان نہیں ہوتا اور جس گھر میں تلاوت قرآن نہ ہو وہاں شیطان ڈیرہ ڈال لیتے ہیں اور فرشتے نہیں آتے اور روزی تنگ ہو جاتی ہے۔ برائی عام اور بھلائی کا نام و نشان نہیں ہوتا۔

ابی امامہؓ فرماتے کہ ارشاد نبوی صلعم ہے کہ قرآن مجید سے انسان کی عبادت قرب الٰہی کا موجب بنتی ہے ورنہ نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ تمام عبادت میں اگر قرآن نہ پڑھا گیا۔ تو افضل عبادت نہ کہلائے گی۔

خباب بن ارتؓ اپنے نفس کو مخاطب ہو کر کہتے حسب استطاعت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر۔ قرب الٰہی کا محبوب طریقہ قرآن مجید ہے۔

ابن سعیدؓ فرماتے۔ کہ ارشاد نبوی صلعم ہے۔ جس نے قرآن مجید سے دل لگایا اور سوال کرنا چھوڑ دیا۔ میں اسے سائلین سے افضل عطیہ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی کلام کو تمام کلاموں سے افضل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اپنی مخلوق پر ہے۔ بعض لفظ دیکھے ہوئے ہیں۔ جس طرح رب کی مخلوق پر فضیلت ہے۔ عمر بن حبانؓ کہتے ہیں۔ کہ اصحاب رسول اللہ صلعم نے آپ کو کہا کہ جو قرآن کی تاثیر ہم آپ میں پاتے ہیں وہ ہم میں نہیں ہے۔ جواباً آپ نے فرمایا کہ قرآن کا ایک باطن اور ایک ظاہر ہے میں اس کے باطن پر نگاہ رکھ کر پڑھتا ہوں اور تم اس کے ظاہر کو سامنے رکھ کر پڑھتے ہو۔

آپ نے باطن کا معنیٰ اندبر اور غور و فکر کیا۔ اس پر میں عمل بھی کرتا ہوں۔ اور تم صرف حروف پر نگاہ کر گزر جاتے ہو۔

کعب بن مالکؓ کہتے کہ قرآن پڑھو اس سے فہم عقل بڑھتی ہے اور نور حکمت ملتا ہے۔ یہ کتب ربانی ہے۔

حضرت حسنؓ سے کسی نے سوال کیا۔ کہ جب میں قرآن مجید پڑھتا ہوں اس کی بڑا مشتاق اور عہد ول کو یاد کرتا ہوں۔

Marfat.com

تو اس کی تلاوت مجھ سے چھوٹ جاتی ہے۔ اللہ کی کلام اس میں قوت متین ہے اور بنی آدم کے اعمال میں کمزوری اور کوتاہی ہے لیکن آپ عمل کرتے جائیں اور خوش رہیں۔

شعبہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ تم سے بہترین وہ شخص ہے جس نے قرآن پڑھا اور پڑھایا۔ حضرت سفیان نے خیر کی جگہ افضل کہا ہے (بخاری و مسلم)

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں عرش کے پاس کھڑی ہو کر سفارش کریں گی۔

۱۔ صلہ رحمی آواز دے گی کہ جس نے مجھے دنیا میں ملایا اسے اللہ تعالیٰ ملا دیں گے اور جس نے مجھے کاٹ دیا اللہ تعالیٰ اسے کاٹ کے رکھ دیں گے۔

۲۔ قرآن مجید بھی قاری کی طرف سے وکالت کرے گا۔ ۳۔ امانت بھی۔

علی ابن ابی طالبؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرما رہے تھے۔ عنقریب ایک فتنہ اٹھے گا میں نے کہا حضرت ہی اس سے خلاصی کی پوزیشن کیا ہے۔ آپؐ نے جواب دیا۔ کہ قرآن مجید پہلے اور بعد والوں کی تمام اخبارات اس میں موجود ہیں، یہ فیصل ہے۔ جس نے اسے چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اسے تباہ کر دیں گے جس نے اس کو چھوڑ کر غیر کتاب اللہ سے ہدایت تلاش کی وہ گمراہ ہے، قرآن مجید حبل متین، ذکر حکیم، صراط مستقیم ہے۔ اس سے خواہش میں کج روی نہیں آتی اور زبانوں میں اختلاط نہیں ہوتا اور علماء اس سے سیر نہیں ہوتے۔ بار بار دہرانے سے پرانا بوسیدہ نہیں ہوتا۔ اس کے عجائب کا سمندر ہمیشہ ٹھاٹھیں مارتا ہے، جس کی تاثیر نے جن کو سننے کے لئے مجبور کر دیا۔ وہ بے ساختہ کہہ اٹھے انا سمعنا قرآنا عجبا۔ یھدی الی الرشد، (ح) یہ نفیس کلام ہے ہم نے سنا ہے۔ یہ ہدایت کا راستہ دکھاتی ہے۔)

جس نے اپنا قول اسے بنایا اس نے سچ کہا اور جس نے اس پر عمل کیا اسے اجر ملا اور جس نے اسے حاکم بنایا اس نے عدل کیا اور جس نے اس کی طرف دعوت دی اسے سیدھا راستہ ملا۔ حضرت اعور صاحب اسے محفوظ رکھو۔

عبدالرحمن بن ابزیؓ کہتے ہیں۔ کہ جب عوام نے حضرت عثمان کا محاصرہ کیا میں نے ابی بن کعبؓ سے کہا۔ کہ اس پریشانی کا علاج کیا ہے تو آپ نے جواباً کہا قرآن پر عمل کرو اور اس سے نفع اٹھاؤ اور جس آیت کا پتہ نہ لگے اسے عالم سے حل کرالو۔

جندب کی وصیت قرآنی:۔

قرآن مجید رات کی تاریکی کا نور ہے اور دن کی ہدایت ہے۔ اس کی مشقت کرنے والے امور اور فاقہ پر عمل کرو۔

Marfat.com

اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو خیرات کر اور اگر مصیبت مال سے نہ رکے تو اپنی جان اور مال کو پیش کر دے، لیکن دین فروخت نہ کرنا۔ اس شخص سے اعلانِ جنگ ہے جس نے دین کو چھوڑا۔ اسے پھانسی ہے جس نے دین ترک کر دیا جنت میں فقیری نہیں ہے۔ آگ دولت سے ہے، آگ قیدی کو رہا نہیں کرتی اور فقیر کو غنی نہیں کرتی۔

ابن مسعودؓ کا قول ہے۔ کہ جو شخص پہلی مخلوق اور آخری مخلوق کا علم جاننا چاہتا ہے وہ قرآن کا مطالعہ کرے۔ دوسرا قول ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے جو اس میں داخل ہوا وہ بے خطر ہے۔

ابن عباس کا قول ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ضمانت اٹھائی ہے جو قرآن کو پڑھتا اور اس کے مسائل کی اتباع کرتا ہے وہ نہ گمراہ اور نہ بے مراد ہوگا۔ فمن اتبع هدای فلا یضل ولا یشقیٰ۔ (جس نے عملاً دل میں جگہ دی نہ وہ گمراہ ہوگا اور نہ بے مراد ہوگا)

۲۔ اس پر عمل کرنے سے ہدایت ملے گی اور قیامت میں بدترین حساب سے محفوظ ہوگا۔ فمن اتبع هدای فلا یضل ولا یشقیٰ، من اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا۔ جس نے قرآن سے اعراض کیا اس کی زندگی آخرت اور دنیا کی تنگ ہوگی۔

حضرت سفیانؒ نے سفوزؒ کے قول میں کہا۔ والذی جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون (جو قرآن کو لایا اور اس کی تصدیق کی یہ متقی لوگ ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں قرآن سے آشنا کرایا۔ جس سے ہم نے فائدہ حضرت سفیانؒ۔ وهدوا الى الطيب (طیب کی ہدایت کی گئی) مراد قرآن ہے۔ وهدوا الى صراط الحميد سے مراد اسلام ہے۔ بعد فرمانے لگے میں اس پر گواہ ہوں۔

ابن مسعودؓ بتاتے ہیں کہ قرآن مجید کی سفارش قیامت کو قبول ہوگی۔ جس نے اس کو پس پشت ڈال دیا اسے قرآن آگ کی طرف لے جائے گا۔

اور جس نے عملی طور پر اس کا نقشہ سامنے رکھا یہ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ ابی موسیٰ اشعریؓ کا قول ہے۔ یہ قرآن تمہارے لئے تین چیزیں پیش کرے گا۔ (۱) ذخیرہ۔ (۲) اجر۔ (۳) وزر جس نے اس کی پیروی کی وہ جنت کے باغوں میں ہوگا۔ اور جس نے اس کی مخالفت کی اسے گدی سے پکڑ کر جہنم میں پھینکا جائے گا۔

میمون بن مہرانؒ کہتے ہیں کہ قیامت کو قائد اور سائق ہوگا۔ جس نے اس کی پیروی کی یہ اس کا قائد بن کر جنت لے جائے گا۔ اور جس نے اعراض کیا سائق (ہانکنے والا) بن کر آگ میں لے جائے گا۔

عقبہ بن عامرؓ کا قول ہے۔ کہ قرآن مجید قیامت کو خوب جھگڑے گا اس کی بنا پر کسی کو جنت اور کسی کو جہنم ملے گی۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ قرآن ہی میں دولت ہے فقر کا نام ونشان یہاں نہیں ہے۔ (انس رضی اللہ عنہ)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے کہ جس نے یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ اللہ سے محبت رکھتا ہے تو قرآن کو دیکھے اگر وہ قرآن سے محبت رکھتا ہے تو وہ یقیناً اللہ اور اس کے رسول صلعم سے محبت رکھتا ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ جس نے قرآن مجید کو پڑھا اس کے دونوں پہلوؤں میں نبوت داخل کی جاتی ہے ہاں بذریعہ وحی نہیں ہے۔ قرآن مجید کے پڑھنے والے نے دنیا کی اگر تعریف کی تو اس نے اللہ کی عظیم نعمت کی ذلت کی۔ قرآن کے عامل کے لیے چند شرائط ہیں۔

عام لوگوں کی طرح، بے وقتی کا جواب اخلاق سے دے۔ عام لوگوں کی طرح غصہ میں نہ آوے بلکہ نرمی سے پیش آوے۔ یہ محض قرآن کے فضل کی بنا پر آپ کا قول بھی ایسا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ اس پاک کتاب کو غلام اور صبیان نے پڑھا۔ افسوس کہ وہ اس کے مطالب اور قاعدہ نہ پا سکے۔ حالانکہ قرآن کا نزول تفکر اور تدبر کی دعوت دینے آیا تھا۔ جو اس کی آیات پر عمل کرتا ہے وہی اس کو سمجھتا ہے، لیکن جو شخص اسکی حدود کو ضائع کر دیتا ہے اور اس کے حروف کا مشتاق ہے اور اپنی زبان سے کہتا ہے کہ میں نے سارا کلام پاک پڑھ لیا ہے اور کوئی حرف بھی مجھے بھولا ہوا نہیں۔ واقعی ہی اس کے نہ اوراق اس پر سہل ہے اور نہ ہی اس کے خلاف (بزعم خود) کہہ سکا ہے اور ممکن ہے کہ یہ بھی خوبی کرتا ہے کہ زبانی آیات اور سورتیں بھی یاد ہیں۔ موصوف قسم کھا کر کہتے ہیں۔

واللہ ما ھؤلاء بالقراء والعلماء ولا الحکماء ولا الورعۃ بخدا نہ یہ قاری۔ عالم۔ دانا اور نہ ہی پارسا ہیں۔ خدا کرے ایسے لوگ برباد ہو جائیں۔ اور ان کی جماعت ترقی نہ کرے۔ ہاں ایک جماعت ایسا موجود ہے۔ جنھوں نے اس پر محنت کی اور اپنی عملی زندگی کو نمونتاً پیش کیا۔ دراصل یہ لوگ تھے۔ جنہوں نے قرآن کو اپنا امام بنایا اور اپنے دل کا امین بنایا۔ اور اپنی خواہشات کا سے پردہ بنایا۔ یقین کرو کہ یہ سفارش کرے گا: اور اس کی سفارش قبول ہوگی۔

اور جس نے اس پر عمل کیا اور اس کی تصدیق کی اس کی بھی قرآن سفارش کرے گا۔ بخدا امت کی بدترین مخلوق وہ ہوگی جو قرآن کی تلاوت کریں گے۔ لیکن اس کے سمجھنے سے بالکل ناواقف اور حروف میں تحریف کریں گے۔ زیادہ مصداق اللہ کی رحمت کا وہ ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اگرچہ وہ اس کا قاری نہیں ہے۔

قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اس قرآن کی مجلس اختیار کی اس کو اگر کوئی زیادتی یا نقصان ہوا تو اللہ اسے

Marfat.com

پورا کر دے گا۔ کیونکہ قرآن شفا اور رحمت ہے مومنوں کے لئے اور ظالموں کے لئے خسارہ ہے۔

مطرف رح کا قول ہے۔ ان الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقناھم سرًا وعلانیۃً یرجون تجارۃً لن تبور۔ (جو قیمت والے قرآن کو پڑھتے ہیں اور نماز اور زکوٰۃ علانیہ، پوشیدہ دیتے ہیں۔ انہیں اس سودے میں نفع ہی نفع ہے۔

عبداللہ بن عمرو رض کا قول ہے کہ قرآن کے پڑھنے والے صاف عقل والے ہوتے ہیں۔

فضالہ بن عبید رض مسجد میں تشریف لے گئے۔ لوگ قرآن پڑھ رہے تھے۔ فرمانے لگے کہ اللہ کی کتاب کی تمہیں عزت دی گئی ہے اور اللہ کے گھر کو تم نے آباد کیا اور اللہ کی رحمت سے الفت پیدا کرو اللہ تعالےٰ تمہیں محبت کرے گا۔ جس سے تم محبت کرو گے وہ تم سے محبت کرے گا۔

مالک بن دینار رح فرمایا کرتے تھے کہ یہ قرآن حبیب صدیقین پر پڑھا جاتا ہے ان کے قلوب پر اس کا طرب د ترانہ ہوتا ہے۔ اور آخرت کا نقشہ اس کے سامنے آجاتا ہے۔ لوگو اسے پڑھو اور اس کو سنو کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ بعد فرماتے ہیں یہ خبر ملی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں جب عذاب کا مخلوق کے لیے ارادہ کرتا ہوں تو مجھے قرآن کے پاس بیٹھنے والے اور مساجد کو آباد کرنے والے اور اسلام پر چلنے والے نظر آتے ہیں تو میرا غصہ کافور ہو جاتا ہے۔

معروف فرماتے ہیں کہ قرآن کے حافظو تمہارے قلوب میں کھیتی اگائی گئی ہے۔ قرآن مجید مومن کی موسم بہار ہے۔ جس طرح بارش زمین کی موسم بہار کہلاتی ہے۔

اس سے کوڑا کرکٹ سے دانہ اُگ کھڑا ہوتا ہے پھر وہ کیسے کہلاتی ہے۔ قرآن والو تمہارے دل میں قرآن پاک کی انگوری ہے۔ کہاں ہیں جن کے دلوں میں ایک یا دو سورتیں ہیں۔ اور تم نے ان پر کتنا عمل کیا۔

یحیٰ بن ابی کثیر کا قول ہے۔ کہ قرآن کا پڑھنا بھی نماز اور سکھانا بھی نماز ہے۔

مسعر بن عبداللہ رض فرمایا کرتے کہ جس گھر میں سورۃ بقرہ، سورۃ نساء، سورۃ آل عمران اور دوسری سورتیں ہوں وہ گھر خسارہ سے بچا ہوا ہے اور وہ اتفاقی فرماتے کہ جب میں آل حامیم تلاوت کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں جنت کی لذت محسوس کر رہا ہوں۔ ایک روایت میں ہے آل حامیم قرآن مجید کا دیباچہ ہے۔

ابن عمر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک صلعم نے فرمایا کہ قرآن پاک کی حفاظت یہ ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے ورنہ یہ جلد ہی بھول جائے گا۔

Marfat.com

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کسی کو قرآن مجید کی آیت بھول جائے تو یوں نہ کہے کہ میں بھول گیا بلکہ کہے کہ بھلایا گیا۔ قرآن کو خوب یاد کرو غفلت سے سینے سے نکل جائے گا۔ جس طرح کہ اونٹ عقال کھولتے ہی بھاگ جاتا ہے۔

جندبؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تشریف لاکر ایک خواب سنایا جس کی تفصیل یہ ہے۔ ایک آدمی نے مجھے خواب میں کہا کہ آگے آگے آپ چلیں۔ میں نے اس کی تعمیل کی، میں نے دو آدمی دیکھے ایک سویا ہوا اور دوسرا پتھر لاتا ہے اور کھڑے کھڑے اس کے سر پہ مارتا ہے۔ اس کا سر مسلا جاتا ہے وہ دوبارہ پتھر لاتا ہے پھر پہلے کی طرح کرتا ہے اور اس کا سر صحیح ہو جاتا ہے۔ یہ منظر دیکھا اور میں نے حیران ہو کر کہا۔ کہ یہ کون شخص ہے، جواب ملا یہ وہ ہے کہ جس نے قرآن کو سیکھا پھر سو گیا جس کا نتیجہ ہوا کہ یہ بالکل بھول گیا۔ اس نے پڑھنے کا نام بھی نہ لیا جب اسے قبر میں لٹایا جائے گا تو اس پر پتھر پھینکے جائیں گے۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے دو آدمیوں کا منظر دیکھا۔ یہ وہ شخص ہے کہ جس نے قرآن کو سیکھا اور اسے چھوڑ دیا۔ فرائض سے سو گیا۔

سعد بن عبادہؓ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی پھر اس نے عملاً و الفاظاً بھلا دیا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوڑھ کی مرض میں اٹھے گا۔

انسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ سب سے کبیرہ گناہ میرے اُمتیوں کا قرآن کی سورۃ ہو گی جس کو اس نے پڑھ کر بھلا دیا۔

عکرمہؓ اور مجاہدؒ کہتے ہیں۔ کہ جس نے قرآن کو سیکھا پھر اُسے بھلا دیا اسے قیامت کو لایا جائے گا۔ کہ قرآن طلب کرے گا کہ اگر تو مجھے یاد کرتا تو آج تجھے اعلیٰ منزل جگہ دیتا۔ لیکن تو دور دور رہا۔ آج میں بھی تجھ سے دور ہوں۔

ضحاکؓ کہا کرتے۔ کہ قرآن پاک کا سیکھ کر بھلانا یہ گناہ کی شامت ہے، پھر قرآنی آیت ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر، ہمارے اپنے عمل کی مصیبت ہے اللہ تعالیٰ تو درگزر کرتا ہے۔ بڑی مصیبت یہ ہے۔ کہ آدمی قرآن پاک کو بھلا دے۔

شریح خزاعیؓ (مرسل) فرماتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ تشریف لائے اور کہنے لگے۔ کہ خوش ہو جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری اطاعت کی شہادت دیتے ہو۔ قرآن پاک کا ایک پہلو تمہارے ہاتھ میں اور ایک پہلو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس پر عمل کرو۔ یقیناً نہ تم برباد ہو گے اور نہ ہی کبھی گمراہ ہو گے۔

Marfat.com

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن کی دس آیات پڑھے۔ جب ان پر عمل کرلے پھر اور سبق لے۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ ہماری کیفیت ایسی ہوتی تھی۔ کہ ہمارا قرآن پر ایمان ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا نزول ہوتا، ہم حلال، حرام میں امتیاز وعید، حکم کی پابندی کرکے پھر آگے کوشش کرتے۔ اور آج ہماری کیفیت کچھ ایسی ہے۔ کہ ایک شخص قرآن پاک کو سورہ فاتحہ سے لے کر والناس تک پڑھ جاتا ہے اسے نہ امر نہی اور نہ اسے اس کے وقف کا علم ہے۔ بلکہ جس طرح کہ ردی کھجور کو پھینک دیا جاتا ہے۔ وہ اس طرح لاپرواہی سے پڑھتا ہے۔

حسنؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کے ساتھ کتاب اتاری ہے۔ اگر قوم نے قبول کرلیا تو فبہا ورنہ اللہ تعالےٰ اسے اٹھا لیتا ہے۔

قول اللہ تعالیٰ:- افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم مسرفین) ہم ذکر کو تم سے پھیر لیں گے۔ اگر تم نے اسراف (عمل) نہ کیا۔

مگر تم نے اسے قبول نہ کیا۔ ان کے قلوب کی زینت بنالیں گے۔ جنہوں نے قبولیت کی خواہش کی۔ اگر انہوں نے بھی اس کی قدر نہ کی تو انہیں کی سطح پر آسمانی کتاب اترے گی۔

عبدالرحمن بن عمرؓ فرمایا کرتے کہ قرآن مجید کو وہاں بھیجا جائے گا جہاں سے اتارا گیا ہے۔ اس کی عرش کے اردگرد شہد کی مکھی کی طرح آواز ہوگی اور یوں فریاد کرے گا۔ کہ مجھے پڑھا گیا اور عمل سے مجھے محروم رکھا گیا۔

لیث بن سعدؓ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن اس وقت اٹھایا جائے گا۔ جب لوگ غیر مذہبی کتب کی طرف رجحان کریں گے اور دلوں میں اور کتب کو جگہ دیں گے۔ اور قرآن کو چھوڑ دیں گے۔

مجاہدؓ کہا کرتے تھے۔ کہ قرآن انسان سے کہتا ہے۔ کہ جب تک تو میری اتباع کرے گا میں تیرا ساتھی ہوں گا اور اگر تو نے مجھ پر عمل نہ کیا تو میں تیرا ایسا تعاقب کروں گا۔ کہ تجھے جان بچانا مشکل ہو جائے گا

ابی سعید خدریؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، کہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو اور اس کے بعد اللہ تعالےٰ سے جنت حاصل کرو، اس قوم کی طرح نہ کرنا قرآن پڑھ کر دنیا کا مطالبہ کرنا۔ قرآن کی تعلیم صرف تین ہی وجہ سے عموماً ہوتی ہے۔

۱۔ فخر کرنے کے لیئے پڑھنا ۲۔ روٹی کمانے کے لیئے پڑھنا ۳۔ اللہ کی رضا کے لیئے پڑھنا۔

عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمارہے تھے کہ قرآن مجید کو

پڑھو اور اللہ تعالےٰ سے جنت مانگو کیونکہ ایک قوم میرے بعد ایسی آئے گی۔ کہ قرآن پاک پڑھ کر دنیا مانگیں گے۔ دوسری روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ سے سوال کرو۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے کسی نے قرآن کے متعلق پوچھا۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کے پڑھنے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔

۱۔ محض اللہ کے لیے پڑھنا ۲۔ صرف دنیا کے لئے پڑھنا ۳۔ صرف جھگڑے کے لئے پڑھنا۔

ابی عالیہؒ فرماتے ہیں۔ کہ دنیا اس وقت ختم ہوگی جب قرآن مجید انسانی قلوب میں بوسیدہ ہوجائے گا۔ یہ کپڑے کی طرح بوسیدہ ہوجائے گا۔ خدائی امر میں وہ کوتاہی کریں گے پھر معافی کی درخواست کریں گے۔

خدا کی حرام کردہ اشیاء حلال سمجھیں گے زبان سے کہیں گے۔ کہ ہم نے شرک نہیں کیا ان کا معاملہ دن بدن پستی کو جائے گا۔ ان پر ڈر اثر انداز نہ ہوگا۔

یہ لوگ بھیڑ (دخان) کا چمڑا پھیرئیے دلوں پر پہنیں گے اور سستی کرنے والا اپنے آپ کو افضل کہے گا۔ یوسف بن اسباط کہتے ہیں۔ کہ میں نے صفیان ثوریؒ کو خواب میں دیکھا میں نے کہا کونسا عمل آپ نے افضل پایا۔ آپ نے جواب دیا قرآن مجید، میں نے حدیث کا پوچھا تو آپ نے رخ پھیر لیا۔

[illegible] کہا کرتے قرآن والو اس سے دنیا کی پونجی مت خریدنا، دنیا کو دنیا سے حاصل کرو۔ آخرت کو آخرت سے حاصل کرو۔

رات کی نماز کے رکوع اور سجدہ میں تسبیحات کا ذکر

۱۔ حضرت ابن عباسؓ بتاتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے روک دیا ہے۔ رکوع میں تعظیم (سبحان ربی العظیم) کرو اور سجدہ میں (سبحان ربی الاعلیٰ) پڑھنا، سجدہ میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

حذیفہؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے۔ پھر دو سجدوں میں دو دفعہ رب اغفرلی پڑھتے۔ آپ نے صرف ۴ رکعت پڑھی تھیں۔ کہ بلالؓ نے فجر کی نماز کی اطلاع دی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ ایک رات آپ بستر سے غائب زمین پر سجدہ کی حالت میں

پڑھ رہے تھے ۔ آپ کے پاؤں زمین پر گڑے تھے ۔ اور سجدہ میں یہ دعا پڑھ رہے تھے ۔

اللّٰھم انی اعوذ برضاک من سخطک واعوذ معافاتک من عقوبتک اعوذبک منک لا احصی ثناءً الیک انت کما اثنیت علی نفسک ۔

۲۔ اعوذ برضاک من سخطک اعوذ بمعافاتک من عقوبتک اعوذبک منک لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک ۔

۳۔ اعوذ برضاک من سخطک وبعفوک من عقوبتک وبک منک اثنی علیک لا ابلغ کل ما فیک

یا اللہ میں تیری رضا سے تیری ناراضگی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری معافی سے تیرے عذاب کی خلاصی مانگتا ہوں ۔ مولا کریم میں جتنی ذات کی تعریف ہے اتنی نہیں کر سکتا

۴۔ سبحانک لا الٰہ الا انت — تیری ذات نرالی ہے ۔

۵۔ اللّٰھم اغفرلی ما اسررت وما اعلنت ۔ — یا اللہ میرے علانیہ اور پوشیدہ امور پر معافی کی قلم پھیر دے ۔

۶۔ رات کی روشنی نہ تھی تاریکی کی حالت میں میرے ہاتھ آپ کے پاؤں پر لگے جب آپ سجدہ کی حالت میں دعا پڑھ رہے تھے ۔ (عائشہ رض)

رکوع اور سجدہ کی مشترکہ دعائیں

۱۔ سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح

بہت نرالی اور پاک ذات ، جبرائیل اور باقی فرشتوں کا رب ہے ۔

۲۔ سبحانک اللّٰھم ربنا وبحمدک اللّٰھم اغفرلی ۔ (القرآنی تفسیر)

مولا کریم تیری حمد اور نرالی ذات کا تذکرہ کرتا ہوں ۔ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے ۔

جب سورت نصر نازل ہوئی آپ اس کا ورد بہت کرتے تھے ۔ بعدہ صرف رکوع میں دعا پڑھتے ۔

۳۔ سبحانک اللّٰھم ربنا وبحمدک اللّٰھم اغفرلی ۔ اللّٰھم اغفرلی

انّك انت التواب الرحيم،

(سومرتبہ) تیری ذات نرالی ہے، مولا تیری حمد کرتا ہوں۔ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے یقیناً تو معاف کرنے والا ہے۔ اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔

(۴) سجدہ کی دعا:۔ سجد لك سوادی وخیالی اٰمن بك فؤادی ابوءُ بنعمتك علی هذه یدای بما جنیت علی نفسی (بیان ابن مسعودؓ)

میرے جسم اور خیال نے سجدہ کیا اور میرا دل تیری ذات پر ایمان لایا۔ میرے تیرے جملہ احسانات کا اقرار کرتے ہوئے اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتا ہوں۔

(۵) رکوع میں) اللّٰھم لك وبك اٰمنت ولك اسلمت خشع لك سمعی وبصری ومخی وعظامی وعصبی۔

یا اللہ تیرے لئے رکوع اور تیری ذات پر ایمان لایا ہوں۔ تیرا ہی اسلام قبول کیا ہے۔ میرا کان آنکھ، چربی، ہڈیاں تیرے لئے جھکے ہیں۔

بعد رکوع:۔ سمع اللّٰه لمن حمده ربنا لك الحمد ملء السموٰت وملءُ الارض وملأ ما شئت من شیءٍ بعد۔

جس نے اس کی حمد کی اسے اس نے سن لیا۔ مولا کریم تیرے لئے حمد ہے۔ جتنی آسمان اور زمین اور مابین میں سطح بہر طور ہو سکتی ہے۔

(۶) سجدہ میں:۔ اللّٰھم لك سجدت ولك اسلمت سجد وجهی للذی خلقه وصوّرهٗ فاحسن صوره وشقّ سمعه وبصرهٗ تبارك اللّٰه احسن الخالقین۔

یا اللہ سجدہ تیرے لئے مخصوص ہے اور تجھ پر اسلام لایا ہوں میرا چہرہ تیرے لئے وقف ہے کیونکہ جملہ تصاویر کا فارق اور خالق تیری ذات ہے۔ اور تو نے میری خلقت میں حسن ڈالا ہے۔

(۷) رکوع میں:۔ اللّٰھم لك رکعت وبك اٰمنت وانت ربی رکع لك سمعی وبصری ولحمی ودمی، وشعری، وعظامی، ومخی وعصبی اللّٰھم تقبل منی۔ انك انت السمیع العلیم۔

یا اللہ تیرے لئے رکوع ہے۔ تجھ پر میں ایمان لایا، تو ہی میرا رب ہے، میرے کان، آنکھ، گوشت بال، چہرہ، چربی اور پٹھوں نے جھکاؤ اختیار کیا ہے۔ اللہ یہ عمل میرا قبول کر۔

سجدہ میں:۔ اللھم لك سجدت وبك امنت وانت ربي سجد وجھی للذی خلقه وشق سمعه وبصره تبارك الله احسن الخالقین الحمد لله رب العالمین۔ ترجمہ ص۲۶ میں گذر چکا ہے۔

دو سجدوں میں:۔ اللھم اغفرلی وارحمنی واجبرنی وارزقنی واھدنی، یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے اور میرے حال پر رحم کر، میرے خطاؤں کی تلافی کر اور میری ضروریات زندگی کو پورا کر اور مجھے اسلام پر ثابت رکھ۔

رکوع اور سجدہ:۔ سبحان ذی الملکوت والجبروت والکبریاء والعظمة۔ ترجمہ پہلے گذر چکا ہے۔

عمل ابوبکرؓ رکوع اور سجدہ میں:۔ سبحانك لا اله غیرك۔

تیری ذات نرالی ہے۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

ابن زبیرؓ کا عمل:۔ سبوح قدوس رب الملائكة والروح،

امّ سلمہؓ دو سجدوں میں:۔ رب اغفر وارحم واھد سبیل الاقوم

پروردگار! معاف اور رحم کر اور سیدھے راہ پر قائم رکھ،

عطاء کا عمل:۔ سبحانك وبحمدك لا اله الا انت سبحان ربنا ان كان وعد ربنا مفعولا، ۳ مرتبہ

مولا! تیری ذات حمد سے نرالی ہے، تیری ذات یکتا ہے۔ تو ہی ہمارا رب ہے، اور تیرا وعدہ یقینی ہے۔

سبحان الله العظیم ۳ مرتبہ۔

سبحان الله وبحمده ۳ مرتبہ۔ وسبحان الملك القدوس ۳ مرتبہ سبوح قدوس رب الملائكه والروح۔ اللہ کی رحمت غضب پر غالب رہتی ہے۔

ولید بن ملک کو ایک آدمی نے رسول کریم صلعم کی نماز کا نقشہ بتایا کہ آپ سورۃ بقرۃ پڑھتے اور رکوع میں

یہ دعا پڑھتے۔ سبحان ذی الملکوت والکبریاء والجبروت والعظمۃ۔

وہ سجدہ اور رکوع میں بقدر سورۃ بقرہ ٹھہرتے۔ دوسری رکعت میں آپ نے سورۃ آل عمران پڑھنی شروع کی۔ آپ نے اس رکعت میں اتنا قیام کیا جتنی رکوع اور سجدہ میں دیر لگائی۔ صبح ہوئی تو اس نوجوان نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ آپ جیسی نماز پڑھوں۔ آپ نے فرمایا تم میرے جیسی نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے (انی اخشاکم اللّٰہ) میں اللّٰہ تبارک وتعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں۔

ابی سعید خدری بیان کرتے ہیں کہ آپ بعد رکوع یہ دعاء کیا کرتے تھے۔

اللّٰھم ربنا لک الحمد ملاء السماء و ملاء الارض وملاء ما شئت من شئ بعد اھل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد۔

یا اللّٰہ! تیرے لئے اتنی حمد ہے جتنی آسمان اور زمین کی خلاء ہے تیری ذات ثنا اور بزرگی کی لائق ہے۔ انسانی قول ٹھیک ہے ہم سب تیرے غلام ہیں۔ یا اللّٰہ جس کو تو عطا کرتا ہے اس سے کوئی چھین نہیں سکتا۔ اور جس سے تو چھین لیتا ہے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ تیرے دربار میں کسی کی بزرگی نفع نہیں دیتی۔

حضرت عطاء رکوع اور سجدہ میں یہ پڑھتے۔

سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح، تسبیق رحمۃ ربی غضبہٗ

پاک نرالی ذات اللّٰہ کی ہے جو کہ فرشتوں اور جبرائیل کا رب ہے۔ میرے رب کی رحمت اس کے غضب پر چھا گئی ہے۔

علامہ محمد بن نصرؒ رکوع کی تجید۔ سبحان ربی العظیم وبحمدہ حمداً خالداً مع خلودک حمداً لا منتھی لہٗ دون علمک حمداً لا احد لہٗ دون مشیتک حمداً لا اجر لقائلہ الا رضاءک۔

میرے رب کی ذات نرالی اور عظمت والی ہے اس کی حمد اس کے ساتھ دائم اور اس کی حمد کا کوئی انتہا نہیں ہے۔ مولا تیرے ارادے کا احاطہ کسی کے بس میں نہیں ہے تیری رضا اصل ملاقات ہے۔

ابن جریجؒ۔ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر کھڑے ہونے سے قبل کیا پڑھا جائے؟

Marfat.com

میں فرضی نماز میں جب سورۃ پڑھتا ہوں۔ تو اکتا جاتا ہوں۔ کیونکہ میں تھک جاتا ہوں۔ کیا رکوع کے بعد اس سورۃ کا بقیہ حصہ پڑھ سکتا ہوں۔ یا وہ بقیہ حصہ سجدہ میں پڑھ لوں؟۔

عطاء فرمانے لگے میں قرآن کو سجدہ اور رکوع کی حالت میں پڑھنا مکروہ سمجھتا ہوں۔

سبحان اللہ لا الہ الا اللہ کی اجازت ہے۔ لیکن نفلی نماز میں قرآن پڑھنے کی اجازت ہے۔

عطاءؒ فرمایا کرتے۔ کہ میں نے عبید بن عمرؓ سے سنا تو وہ نفلی نماز میں۔ رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پاک پڑھتے تھے۔

اونگھ اور سستی کی حالت میں نماز مکروہ ہے

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جس وقت نمازی اونگھ رہا ہو وہ سو جائے۔ کیونکہ اس کی ادائیگی الفاظ میں ممکن۔ ہے۔ معانی کے بجائے اپنے نفس کے لیے بد دعا نکل جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے میں نے کہا۔ کہ حضرت جی یہ رات بھر نہیں سوتی۔ آپؐ نے سن کر فرمایا وہ عمل کرو جس میں آسانی سے عمل ہو سکے کیونکہ تم تھک جاؤ گے اللہ تعالیٰ بالکل نہیں اکتاتا۔ محبوب دین کا عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی ہو۔

حولا بنت تویت نامی عورت بڑی عابدہ، شب بیدار تھی، آپ کو اس کے عمل کا تذکرہ کیا گیا جب اسے رات کو اونگھ آتی تو وہ ایک رسی سے سر کے بالوں کو باندھ لیتی ہے جو اس کے گھر میں لٹکائی ہوتی تھی آپؐ نے فرمایا۔ کہ جب طبیعت برداشت کرے اس وقت سویا کرو۔

انسؓ حدیث بیان کر رہے تھے۔ ارشاد نبوی صلعم ہے۔ کہ جب نمازی پر اونگھ غالب آجاتے وہ واپس جا کر گھر سو جائے۔

انسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپؐ ایک گھر میں تشریف لے گئے وہاں دیکھا دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی تھی۔ آپؐ نے دریافت کیا۔ کہ یہ رسی کیسی ہے جواب دیا فلاں عورت جب تھک جاتی ہے تو سر کے بالوں سے رسی باندھ کر اللہ اللہ کرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ نشاط طبیعت میں نماز پڑھو۔ ورنہ سو جاؤ۔

ابی ہریرۃؓ بتاتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نیند کی حالت میں تم پر قرآن پڑھنا دشوار ہو جائے

Marfat.com

اور پھر نہ چلتا ہو تو اس وقت سو جاؤ۔

رات کے نوافل پر نیند غالب آجائے

ابو درداء کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جو شخص رات کے قیام کی نیت رکھتا ہے بستر پر آتے ہی اس کی آنکھ لگ گئی تو اسے قیام کا ثواب مل جاتا ہے۔ اور اس کی نیند اس کا صدقہ ہوگی۔

دوسری حدیث میں آپ نے یوں فرمایا۔ جس نے نیت میں رات کا ایک لمحہ عبادت بھی رکھا رات کو سو گیا اسے رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ اور نیند اس کی عبادت میں شامل ہوتی ہے۔

حضرت عائشہؓ یوں بیان کرتی ہیں۔ کہ جس کا عمل تھا رات کو عبادت کرنا۔ لیکن نیند غالب آگئی اور نماز نہ پڑھ سکا۔ اسے نماز کا ثواب ملے گا اور نیند ثواب میں ہوگی۔

رات کی قرأت دن میں کیسے پڑھے

عمر بن خطابؓ فرمایا کرتے۔ کہ جس سے اپنا وظیفہ یا تلاوت رات کو نہ پڑھی جا سکے وہ فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اسے رات کے عمل کا پورا ثواب ملے گا۔

عمر بن خطابؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اس کی سند حضور سے سنی ہے اور آخر میں اپنا عمل بھی یوں پیش کرتے تھے۔ جو شخص آپ کے وظیفہ اور عمل کو رات میں کسی عذر کی بناء پر نہ پڑھ سکا وہ زوال شمس سے لے کر ظہر کی نماز تک پڑھ لے۔ وہ ایسا ہی ہے جس طرح کہ اس نے وہ وظیفہ چھوڑا ہی نہیں ہے یا ایسے کہ اس نے پورا پا لیا۔ یا اسے ظہر کی نماز سے قبل پڑھ لے وہ رات کی نماز کے برابر ہوگی۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا وظیفہ رات کو بیماری اور درد وغیرہ کی وجہ سے رہ جائے وہ دن کو ۱۲ رکعت نماز ادا کرے۔

حضرت عمرؓ نے رسول کریم صلعم سے سنا کہ ظہر سے قبل ۴ رکعت نماز ادا کرنے سے وہ رات کی نماز کے ثواب کے برابر ہیں۔

عبد الرحمٰن بن حمیدؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ فجر کی نماز رات میں شامل ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے۔ کہ جس نے دن چڑھے وظیفہ پڑھا اسے رات کے عمل کا ثواب ملتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ دن کے نوافل ظہر سے قبل صرف چار ہیں۔ جو انہیں پڑھے گا۔ اسے رات کی تہجد کا ثواب ملے گا۔

محمد بن عمر بن حزمؒ فرماتے ہیں۔ علماء سلف جب رات کی نماز سے سو جاتے دن کو زوال سے پہلے پڑھ لیتے۔

ابراہیم نخعیؒ ظہر اور عصر کے مابین کی نماز کو رات کی نماز سے تشبیہ دیتے۔ اگر کسی سے رات کا وظیفہ رہ جاتا تو طبیعت کے سرور پر دن کو پڑھ لیتا۔ یا اسے دوسری رات جاکر پڑھتا۔ اور اس میں اضافہ بھی کر لیتا۔

شعبہؒ ظہر سے قبل کی نماز کو رات کی نماز کا درجہ دیتے تھے۔

ابن سیرینؒ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ پچھلے پہر کی نماز کو پسند کرتے تھے۔

انس بن سیرینؒ کہتے ہیں۔ کہ محمد بن سیرینؒ کے پانچ وظیفے تھے جن کو وہ رات میں پڑھتا تھا اگر رات میں نہ پڑھ سکتا تو اسے دن میں پڑھ لیتے۔

حضرت حسنؒ ھو الذی جعل الیل والنھار خلفۃ (اللہ تعالےٰ نے رات کو دن کا قائم مقام بنایا) کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ کہ اگر رات کو وظیفہ نہ پڑھا جا سکے تو دن میں ادا کر لو اور اگر دن کو رہ جائے تو رات کو پڑھ لے اور اس کے بالعکس بھی جائز ہے۔ آپ سے یہ بھی منقول ہے۔ کہ اگر رات کا نہیں پڑھا جا سکا تو فجر کی دو رکعت قرأت لمبی کر لے۔

حضرت سدیؒ فرماتے طلوع فجر کے بعد دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتا ہے۔

ہشام بن عروہ فرماتے یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ فجر کے بعد نماز نہیں ہے یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ اس کے بعد بہترین وظیفہ ہے۔ فرماتے بعد نماز فجر کسی نماز کی رکاوٹ نہیں ہے۔

اسحاقؒ کہتے ہیں میں نے دیکھا حضرت ابی سعید خدریؓ فجر کی نماز کے بعد بہت نماز پڑھا کرتے ہیں۔ کہا آپ کے ساتھی تو صرف دو رکعت پڑھتے ہیں فرمانے لگے میں کثرت سجود کو پسند کرتا ہوں لوگ کریں ان کی مرضی۔

حمادؒ طلوع فجر کے بعد صرف دو رکعت کی اجازت ہے۔ ہاں ان دو سنتوں میں قرأت لمبی کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن یہ تیری مرضی پہ ہے۔

ابو نفر دمشقیؒ فرماتے ہیں میں نے سعید بن عبدالعزیز تنوخیؒ کو دیکھا ادھر فجر کی نماز کی تکبیر ہو رہی تھی اور

صاحب فجر کی دو رکعت پڑھنے میں مشغول تھے۔ اسے کسی نے کہا صرف دو رکعت کی اجازت ہے جواب دیتے اللہ یعذبنی علی الصلوٰۃ، کیا تیرا خیال ہے اللہ تعالیٰ مجھے نماز پر عذاب دے گا۔

ترجمہ:۔ سنت مطہرہ میں ہے کہ جب فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

(بخاری ج ۱ مسلم ج ۱)

طلوع فجر کے بعد صرف دو رکعت سنت کی اجازت ہے

یسار مولیٰ (غلام) ابن عمرؓ کا کہنا ہے کہ میں فجر کے بعد نماز پڑھ رہا تھا تو انہوں نے مجھے کنکر مارے۔ اور کہنے لگے تو کتنی نماز پڑھنا چاہتا ہے میں نے کہا کہ مجھے کوئی پتہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرمانے لگے کہتا ہے مجھے پتہ نہیں ہے کیا تمہیں معلوم نہیں ہیں آپ مسجد میں تشریف لائے اور ہمیں نماز میں مشغول دیکھ کر غصہ میں آ گئے۔ کہنے لگے، حاضرین غیر حاضرین کو وہ بتا دیں۔ کہ فجر کے بعد صرف دو رکعت کی اجازت ہے

عمرو بن عنبسہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا فجر کی نماز پر فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ جب صبح صادق ہو جائے، صرف دو سنت پڑھ سکتے ہو۔ اور نماز کی اجازت نہیں ہے۔

عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا بعد طلوع فجر صرف دو سنت کی اجازت ہے۔

عمر بن خطابؓ مسجد میں تشریف لائے لوگوں کو دیکھا وہ فجر کے بعد پڑھ رہے تھے فرمانے لگے کہ صرف دو سنت کے علاوہ کسی نفل کی اجازت نہیں ہے اگر میں اس سے قبل آتا تو کوئی حادثہ ہوتا۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے کہا کیا آپ طلوع فجر کے بعد نماز مکروہ جانتے ہیں آپ نے جواب دیا صرف فجر کی دو سنت کی اجازت ہے۔

بسلیم مولیٰ سعدؓ کہتے ہیں میں نے مسجد میں بعد نماز فجر آ کر نماز پڑھنی شروع کر دی اور ابن عمرؓ مجھے کہنے لگے یہ نماز کیسی ہے میں نے کہا کل میں نے دو رکعت نہیں پڑھی تھیں۔ بعدہ آپ فرمانے لگے صرف دو رکعت ہی کی اجازت ہے۔

ایک بدوی نے بعد طلوع فجر بہت رکعتیں پڑھنی شروع کر دیں۔ ابن عمرؓ نے اسے کہا کہ فجر کے بعد صرف دو رکعت کی اجازت ہے۔ پھر دن چڑھے جو تجھے توفیق ہو پڑھ۔

مجاہدؒ کہتے ہیں۔ کہ میں مدینہ میں تھا آپ نے ایک بدوی کو دیکھا کہ وہ بہت رکعتیں طلوع فجر کے بعد پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ صرف دو رکعت کی اجازت ہے۔

Marfat.com

ابن عمرؓ کا قول ہے۔ کہ بعد طلوع فجر صرف دو رکعت ہیں۔

طاؤسؒ، ابن عباس اور ابن عمرؓ سے یہی قول نقل کرتے ہیں کہ طلوع فجر کے بعد دو رکعت سنت ہے۔

عمرو بن مرہ کہتے ہیں میں مدینہ میں تھا جو شدید بخار آیا میں رات کو نوافل نہ پڑھ سکا۔ مجھے سعد بن مسیبؓ دیکھ کر کہنے لگے یہ نماز کیسی ہے میں نے بتایا کہ رات بیماری کی وجہ سے پڑھ نہ سکا تھا یہ وہ ہے آپ نے فرمایا اس وقت صرف دو رکعت کی اجازت ہے۔

ابو رجاءؒ کہتے ہیں۔ سعید بن مسیبؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بعد طلوع فجر نماز پڑھ رہا تھا آپ نے اسے منع کیا۔ اس نے جواب میں کہا مجھے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس نماز پر عذاب دے گا فرمانے لگے ہاں تجھے عذاب ملے گا سنت کی خلاف ورزی کرنے پر۔

قتادہؒ کہتے ہیں۔ کہ حمید بن عبد الرحمنؒ علاء بن زیادؒ دونوں بعد طلوع فجر دو رکعت سنت کے علاوہ مکروہ جانتے تھے۔ حضرت قتادہؒ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت حسن سے پوچھا وہ فرمانے لگے میں مکروہ جانتا ہوں لیکن آنحضرت صلعم سے میں نے حدیث نہیں سنی۔

اسی موضوع پر احادیث بے شمار ہیں۔ (ترجمہ)

تہجد کا سفر میں ادا کرنا ،

ابوذرؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۳ آدمیوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے

۱۔ ایک وہ آدمی جس نے محض رضا الٰہی کے لئے سوال کیا۔ قرابت کا واسطہ اس نے نہ دیا۔ انہوں نے اس کی امداد نہ کی اور وہ چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس مقام سے دیتا ہے جہاں کا اسے خیال ہی نہ تھا۔

۲۔ وہ آدمی جس نے ایک لشکر میں مل کر کفار سے جنگ کی ساتھی شکست کھا گئے، لیکن اس نے واپس آکر دوبارہ حملہ کیا۔ جس سے علاقہ فتح ہو گیا یا یہ شہید ہو گیا۔

۳۔ ایک قوم نے رات کے ابتدائی حصہ میں سفر کا آغاز کیا۔ ان کا سفر لمبا ہوا انھوں نے راستہ میں پڑاؤ (قیام) ڈالا۔ یہ لوگ سب سو گئے۔ لیکن ایک اللہ کا بندہ قرآن پاک پڑھتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی کہانی کرتا رہا۔

حضرت ابوذرؓ نے حدیث بیان کی جس کی سند آنحضرت صلعم سے بیان کی اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے

محبت کرتا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ ایک وہ شخص ہے جس نے اپنا سینہ دشمن (کفار) کے سینہ میں مقابلۃً پیش کیا۔ اس نے اس نے جام شہادت نوش یا غازی بنا۔

۲۔ ایک قافلہ سفر کے لیے روانہ ہوا۔ قافلے والے رات کو سو گئے۔ لیکن ایک اللہ کا بندہ خلوت میں خدا کو یاد کرتا رہا اور سفر کے لیے انہیں اس نے بیدار بھی کیا۔

۳۔ ایک آدمی جس کا پڑوسی تکلیف دیتا رہتا ہے۔ لیکن وہ اس کی تمام تکالیف پر صبر کرتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ فوت ہو گیا یا مکان چھوڑ گیا اس کا دخاع تک نہیں کیا اور جس سے بغض رکھتا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ تاجر بہت قسم کھانے والا۔ ۲۔ بخیل احسان جتانے والا ۳۔ فقیر متکبر۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عمرؓ سفر میں رات کو نوافل اور وتر پڑھتے تھے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے دو رکعت اور وتر سنت قرار دیا ہے۔

شعبیؒ کہتے ابن عباسؓ نے کہا وتر سفر میں سنت ہے۔

حمید بن عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نے کہا میں سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا جائزہ لوں گا۔ چنانچہ اس نے دیکھ کر بتایا آپؐ تھوڑی سو کر بیدار ہوئے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر۔ سورہ آل عمران ربنا ما خلقت هذا تا انك لا تخلف الميعاد چار آیات تلاوت کیا۔ پھر مسواک اٹھایا پھر وضو کر کے اللہ اللہ کرتے رہے اور نماز پڑھی۔ پھر آپؐ لیٹ گئے یہ عمل کئی بار آپؐ نے رات میں کیا۔

عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحبؒ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو رات کو اپنی سواری پر نفل پڑھتے رہے سواری کا ایک طرف رخ نہ تھا۔ ابن عمرؓ سفر میں فرائض سے قبل اور بعد سنتیں اور نوافل ماسوا فجر کے نہ پڑھتے تھے۔ ہاں رات کے نوافل سواری پر پڑھ لیتے تھے۔ اس کے رُخ کا تعین نہ ہوتا تھا۔

مجاہدؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابن عمرؓ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا سفر کیا آپؐ ساری رات اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے۔

نفلی نماز بیٹھ کر پڑھنا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ آپؐ رات کی نماز میں بڑھاپے کے عالم میں بیٹھ جاتے۔ یہ بیٹھنا کافی دیر تک

رکھتے۔ ہاں جب صرف ۳۰،۴۰ آیات باقی رہتی ہوں، کھڑے ہو کر پڑھ لیتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے۔

جابر بن سمرہؓ کہتے کہ آنحضرت صلعم وفات تک بیٹھ کر نماز پڑھتے رہے (مرض کی عالت میں)

حضرت عائشہؓ فرماتیں۔ آپ ۹ وتر اس طرح پڑھتے ۸ رکعت میں تشہد بیٹھ جاتے۔ اللہ کی حمد اور ذکر کرتے۔ نویں رکعت میں سلام پھیر لیتے۔ پھر ذکر کرتے بعدہ آپ کا سلام ہمیں سنائی دیتا پھر آپ دو رکعت آخر میں بیٹھ کر پڑھتے۔ یہ حالت آپ کی کمزوری اور بڑھاپے کی بنا پر تھی۔ کبھی اس تعداد کے دوران چھٹی میں تشہد پڑھتے پھر ساتویں پڑھ لیتے۔

نفل نماز کھڑے ہو کر ادا کرنا

عبداللہ بن شقیقؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے آپ کی رات کی عبادت کی تفصیل پوچھی، مائی صاحبہؓ نے جواب میں کہا رات کا اکثر حصہ بیٹھ کر ادا کرتے اور اکثر حصہ کھڑے ہو کر پڑھتے۔ جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع بھی اسی حالت میں کرتے اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی اسی حالت میں کرتے۔

ام سلمہؓ نے بتایا۔ آپ فرض نماز کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے لیکن رات کے نوافل بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور اس عمل کو پسند کرتے جس پر ہمیشگی ہو۔

ام سلمہؓ کہتی ہیں آپ وتر کے بعد خفیف دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لیتے۔

حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے گھر وفات سے پہلے ایک سال یا دو سال دیکھا آپ رات کے نوافل بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ اور قرأت میں ترتیل کرتے۔

ابوامامہؓ بیان کرتے آپ ۹ وتر پڑھا کرتے تھے لیکن جب کمزوری غالب آگئی اور نقاہت جسم پر چھا گئی۔ سات وتر پڑھتے۔ بعدہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لیتے۔ پہلی رکعت میں سورہ زلزال اور دوسری میں کافرون پڑھتے۔

انسؓ کہتے ہیں۔ کہ آپ دو رکعت بعد وتر بیٹھ کر پڑھتے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور زلزال، دوسری میں سورہ فاتحہ اور کافرون۔

منصورؒ کہتے ابراہیمؒ کہا کرتے تھے نفل نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت کھڑے ہو کر پڑھو اور بعدہ بیٹھ کر پڑھو۔ لیثؒ فرمایا کرتے پہلے نوافل کھڑے ہو کر ادا کرو اور بعدہ بیٹھ کر پڑھو۔ لیثؒ یوں بھی کہا کرتے۔ کہ جس طرح شروع کرو اسی طرح پڑھو۔ اگر شروع کی ہے کھڑے ہو کر تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرو۔

شعبہؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک رکعت کھڑے ہو کر اور ایک بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ہشام ؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب آدمی شروع نماز بیٹھ کر کرے تو پوری کھڑے ہو کر کرے اور اگر شروع کھڑے ہو کر کرے تو پوری اس کی مرضی پر موقوف ہے جس طرح چاہے کر لے۔

ابن جریج ؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے عطار سے کہا میں نماز کھڑے ہو کر شروع کرتا ہوں۔ بیٹھ کر پوری کر لوں؟ رکوع اور سجدہ بھی بیٹھ کر؟ فرمانے لگے کہ جائز ہے طاق رکعت میں بیٹھنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر میں نماز قیام کی حالت میں شروع کروں پھر بغیر رکوع اور سجدہ کے کر لوں جائز ہے؟ کہنے لگے ہاں۔ کیونکہ اب تو وتر کی حالت میں نہیں ہے۔ ایک رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھ سکتا ہوں؟ فرمانے لگے کہ دو سجدہ سہو کرنے پڑیں گے۔ ہاں تجھے دو رکعت میں بیٹھنے کی اجازت ہے۔

زعفرانی ؒ کہتے ہیں کہ امام شافعی ؒ فرماتے نوافل کھڑے ہو کر شروع کرے اور بیٹھ کر پڑھ لے اور اس کے بالعکس بھی کر سکتا ہے۔

اور اس پر یہ دلیل پیش کرتے کہ رسول کریم صلعم بیٹھ کر پڑھتے جب سورت سے صرف ۳۰ یا ۴۰ آیات باقی رہتیں تو کھڑے ہو کر نماز پوری کر لیتے۔ (عائشہ ؓ)

اس پر امام شافعی ؒ فرماتے جب افتتاح بیٹھ کر جائز ہے تو افتتاح کھڑے ہو کر بھی جائز ہے پھر بعدہ بیٹھ کر پورا کر لے۔

علامہ محمد بن نصر ؒ کی رائے نفیس یہ ہے ارشاد باری تعالیٰ قوموا للّٰہ قانتین (اللہ کی رضا کے لئے قنوت کرو) اس آیت کریمہ میں قیام کو اللہ تعالیٰ نے فرض کہا ہے اور اس پر رسول کریم صلعم کا حکم ہے نماز کھڑے ہو کر پڑھو۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر۔ جمہور علماء کا اتفاقی فیصلہ ہے کہ فرضی نماز کھڑے ہو کر ادا کی جائے ہاں مجبوری کی حالت اس سے خارج ہے۔

رہا نوافل کا مسئلہ وہ آنحضرت صلعم سے دو طرح ثابت ہے بیماری اور بڑھاپے سے قبل کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔ بعدہ قیام اور جلوس دونوں صورتوں میں پڑھتے تھے۔ اس پر ارشاد نبوی صلعم۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں بانسبت کھڑے ہو کر ادا کرنے کے آدھا (½) حصہ ملتا ہے۔

عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ آپ کے پاس آیا تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنے ہاتھ آپ کے سر پر رکھ دیئے۔ بعدہ فرمانے لگے عبداللہ کیا بات ہے۔ میں نے جواباً کہا حضرت مجھے حدیث بتائی گئی ہے۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو نماز کا ½ ثواب ملتا ہے فرمایا جی ہاں بالکل ٹھیک ہے لیکن میں تمہارے جیسا نہیں ہوں (یعنی

Marfat.com

مجھے پورا ثواب ملتا ہے)

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدھی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ عمران بن حصینؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول کریم صلعم سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے متعلق پوچھا آپؐ نے فرمایا بیٹھ کر نماز پڑھنا افضل ہے۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو شخص لیٹ کر پڑھے اسے بیٹھ کر پڑھنے کا آدھا حصہ ثواب کا ملتا ہے۔

حضرت انسؓ نے بھی ارشاد نبوی صلعم بتایا۔ کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدھی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ عبداللہ بن یحییٰؒ فرماتے ہیں حضرت ابن عمرؓ کی طرف سے منسوب تمام احادیث صحیح ہیں۔

ابن جریجؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عطاء سے کہا کیا میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہوں یعنی رکوع اور سجدہ بھی اسی حالت میں کر سکتا ہوں مجھے ایسا کرنے کی وجہ (بیماری) کوئی نہیں ہے انہوں نے فرمایا ٹھیک ہے یعنی اسے ½ حصہ کا ثواب ملتا ہے۔

محمد بن نصرؒ آپؐ کے قول کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی بجائے بیٹھ کر پڑھنے سے ½ حصہ ثواب ملتا ہے آپؐ فرماتے ہیں یہ مسئلہ صرف نفلی نماز تک محدود ہے یہ اس شکل میں ہے کہ آدمی بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور اسے قیام پر بھی قدرت ہے۔ یہ حالت بڑھاپے یا مرض میں جائز ہے تو اس شخص کو بیٹھ کر پڑھنے میں سہولت ہوگی۔ اور تلاوت زیادہ کر سکے گا۔ اور اگر اس پر قیام کو فرض قرار دیتے اور قعود کی سہولت نہ دیتے تو وہ آدھا حصہ سے محروم رہتا۔

رہا فرائض کا معاملہ اگر کوئی شخص کھڑے ہونے کی قدرت رکھتا ہے اور پھر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔ اگر قیام نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر پڑھے۔ تو اسے ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کا ملے گا۔

نفل پڑھنے والے کو اختیار ہے وہ جس طرح چاہے نماز پڑھے لیکن خیال رکھے اگر وہ نوافل قیام کی شکل میں ادا کر سکتا ہے تو ثواب ½ حصہ ملے گا۔

ہاں اگر اسے واقعۃً قیام کی قدرت نہیں ہے تو اسے پورا ثواب ملے گا۔

ام سلمہؓ صبح کی نماز آٹھ رکعت بیٹھ کر پڑھتی تھیں کسی نے آپ سے کہا حضرت عائشہؓ نو رکعت ادا کرتی ہیں۔ موصوف نے جواب دیا، عائشہؓ نوجوان ہے اور ساتھ ہی بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھی نماز کا ثواب ملتا ہے۔

Marfat.com

نمازی کا قرأت کی حالت میں بیٹھنا

ابو عبد اللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کی کیفیت پر واضح کوئی حدیث نہیں ملتی جس کی سند صحیح ہو۔ ہاں حفص بن غیاث کی روایت ملتی ہے اس میں بھی خطا ہے سا اس میں تربع (چوکڑی کا ذکر نہیں ملتا)

عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ نے بتایا۔ آپ کی رات کی نماز قیام اور کبھی بیٹھنے کی حالت میں ہوتی تھی۔

وہ احادیث جن میں ذکر ملتا ہے کہ آپ نماز بیٹھ کر تربع (چوکڑی) کی شکل میں پڑھتے تھے، وہ وہم اور غلطی پر مبنی ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم سے ایسا عمل اور حکم ثابت نہیں ہے۔ ہاں مجاہد کہتے ہیں سعید بن جبیر نے ہمیں بتایا کہ قاعد (بیٹھنے والے) کی نماز یہ ہے کہ وہ اپنے قیام میں چوکڑی کی طرز اختیار کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جلوس (بیٹھنے) کی کوئی صحیح کیفیت منقول نہیں۔ اگر ہوتی تو صحابہ کرام بیان کرنے میں غفلت نہ برتتے۔ یہ نمازی کی مرضی پر موقوف ہے جس طرح اس کی طبیعت برداشت کرے اسی طرح پڑھ لے۔

ہاں تابعین اور سلف صالحین سے چوکڑی مار کر بیٹھنا اور ٹیک لگا کر بیٹھنا جائز ہے۔

نماز میں تربع (چوکڑی) مار کر بیٹھنے کا ثبوت ملتا ہے

سماک کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کو نماز میں چوکڑی سے بیٹھے دیکھا۔

ابو رحال بن عبیدہ بتاتے ہیں تے انس بن مالک کو کوفہ کی مسجد میں اس حالت میں دیکھا۔

مجاہد کہتے ہیں۔ کہ سعید بن جبیرہ نے کہا کہ اس کا قیام چوکڑی مارنا ہے۔

حضرت مجاہد نماز میں چوکڑیاں مار کر بیٹھتے تھے اور اس کی تعلیم بھی دیتے تھے۔

ابراہیم جب بیٹھ کر نماز پڑھتے اپنے قیام میں چوکڑی مارتے۔

جریر بن حازم کہتے ہیں۔ کہ ابن سیرین صبح کی نماز چوکڑی مار کر پڑھتے تھے اور قرآن مجید اپنے سامنے رکھتے، جب انہیں کسی آیت میں شک پڑتا تو اس سے دیکھ لیتے تھے۔

عبید اللہ بن ابی زیاد کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عطاء کو دیکھا۔ وہ چوکڑی مار کر نماز پڑھتے تھے۔

سلیمان بن بشر ربیع کہتے ہیں کہ میں نے سالم بن عبد اللہ سے ملاقات کی وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔

Marfat.com

قیام تربع (چوکڑی) کی شکل میں کرتے اور بیٹھ کر گھٹنوں کے بل بیٹھتے۔

سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب آدمی بیٹھ کر نماز پڑھے تو اپنے قیام میں چوکڑی مارے سجدہ کی حالت میں اپنے پاؤں کو موڑ لے۔

عبدالرحمٰن بن مہدیؒ کہتے ہیں۔ میں نے مالک کو دیکھا وہ قیام اور رکوع میں چوکڑی مار کر بیٹھتے اور سجدہ میں اپنے پاؤں کو پھیر لیتے۔

تربع نماز میں مکروہ ہے

ابن مسعودؓ فرمایا کرتے۔ کہ چوکڑی مار کر نماز پڑھنے سے گرم پتھروں یا آگ کے چنگاروں پر بیٹھنا بہتر ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا وہ نماز چوکڑی مار کر پڑھتے تھے میں نے ایسا کرنا شروع کیا مجھے کہنے لگے نماز میں سنت یہ ہے کہ آدمی اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر لے اور بائیں پاؤں کو موڑ لے، میں نے کہا حضرت آپ ایسا کیوں نہیں کرتے فرمانے لگے کہ میری ٹانگیں کام نہیں کرتیں۔

حکمؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابن عباسؓ کہا کرتے چوکڑی نماز میں مکروہ ہے۔ حکم تربع فی الصلوٰۃ کو جائز کہتا تھا (یعنی نماز میں چوکڑی مارنا)

ایوبؒ کہتے ہیں ابن سیرینؒ نماز میں چوکڑی مارنے کو مکروہ کہتے تھے۔

حضرت عطاءؒ فرماتے بوڑھے شخص کے لئے نماز میں تربع (چوکڑی) مارنا جائز ہے۔

احتبار کی حالت میں نماز پڑھنا

احتبار کی شکل یہ ہے کہ گھٹنے کھڑے ہوں اور پاؤں زمین پر ہوں اور ہاتھ پنڈلی پر رکھے ہوں۔

سعید بن مسیبؒ احتبار سے نماز پڑھتے تھے۔

ہشام بن عروہؒ۔ عروہ احتبار سے نماز پڑھتے تھے۔

طلحہ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰنؓ کو دیکھا۔ وہ احتبار سے نماز پڑھتے۔ مثنیٰ بن طلحہ بھی ایسا کرتے تھے۔

حسن بن عمروؒ کہتے ہیں سعید بن جبیرؒ جب رکوع کرتے تو احتبار کھول لیتے۔ پھر رکوع کرتے تھے۔
عبادہؒ کہتے ہیں میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو احتبار کی شکل میں نماز پڑھتے دیکھا۔
حسنؒ احتبار کو کروہ نہ جانتے آپ نفل نماز احتبار کی حالت میں پڑھتے۔
ابراہیمؒ۔ اس حالت کو معیوب نہ جانتے تھے۔
حضرت عطاءؒ فرمایا کرتے کہ نفل نماز چوکڑی مار کر اور احتبار (ڈبکل) مار کر پڑھتے۔ سعید بن جبیرؒ اس کو کروہ سمجھتے تھے۔
مالکؒ احتبار کی حالت میں نماز پڑھنے کو کروہ نہ جانتے تھے۔

تشہد کی حالت میں نماز میں بیٹھنا

عاصمؒ کہتے ہیں۔ کہ ابن سیرینؒ نماز جب بیٹھ کر پڑھتے تو تشہد کی طرح بیٹھتے۔
مجاہدؒ کہتے ہیں۔ مجھے سعید بن جبیرؒ نے تعلیم دی۔ کہ قاعد کی نماز یہ ہے۔ چوکڑی کی طرح بیٹھے۔ پاؤں کو موڑ کر بیٹھے۔ دائیں کو کھڑا کر لے اور بائیں کو موڑ لے اسے ایسا کرنے میں اختیار ہے۔
حمید طویل کہتے ہیں سنے بکر بن عبداللہ کو دیکھا وہ چوکڑی اور ٹیک لگا کر نماز پڑھتا۔

چبوترے پر بیٹھکر پاؤں لٹکا کر نماز پڑھے

ابی برزہؒ کا تھڑا تھا اس پر بیٹھ کر ٹانگیں لٹکا کر نماز پڑھتا۔
علامہ بن محمد نصرؒ کہتے ہیں۔ جس نے نمازی کو بیٹھنے کی اجازت دی ہے قرأت کی حالت میں، جس طرح تشہد میں آدمی بیٹھتا ہے۔ اور سجدین میں، اس کا مختار یہ ہے کہ تشہد اور سجدین میں بیٹھنا سنت نبوی مسلم ہے۔
علماء کرام کا اتفاقی مسئلہ ہے۔ کہ جو شخص بیٹھ کر نفل پڑھنا چاہتا ہے وہ قرأت بھی بیٹھ کر کرے گا۔ اور اس کا یہ معاملہ تشہد جیسا ہو گا کیونکہ وہ اپنی نماز کو تشہد کی تمثیل دے رہا ہے۔
تشہد کی طرح نوافل پڑھنا یہ تو اضع، انکسار پر مبنی ہے۔ اس بناء پر انہوں نے چوکڑی اور احتبار کو پسند کیا ہے مرض اور عارضہ کی بناء پر۔ کیونکہ ایسا کرنا نمازی کے لئے ہر لحاظ سے آسان ہے۔
(احتباء اور تربیع) چوکڑی، ڈبکل مارنا جس نے اختیار کیا ہے اس نے خدائی قانون کو سامنے رکھا ہے۔

Marfat.com

قرأت حالت قیام میں، تشہد حالت جلوس میں، تسبیح حالت رکوع اور سجود میں ہر نماز کی حالت میں کیفیت اور ہے۔ اب نمازی کی مرضی پر موقوف ہے وہ جس حالت میں چاہے پڑھ لے۔

میرے نزدیک پسندیدہ امر یہ ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں قرأت کرے۔ جیسے وہ تشہد میں بیٹھتا ہے۔ چوکڑی اور احتبار سے اسے سہولت مل جائے گی۔ علمار سلف نے چوکڑی کو ناجائز قرار دیا ہے۔

سماک کا واقعہ ہے کہ ابن عمرؓ نے چوکڑی سے نماز پڑھی تھی۔ وہ عارضہ کی وجہ سے تھا۔

تربع اور احتبار والی ساری روایات راویوں کے ضعف پر ہے۔

احتبار اور چوکڑی والے کے رکوع اور سجدہ کی حالت

ابی عفیؒ کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ کو میں نے دیکھا آپ چوکڑی مار کر نماز پڑھتے جب تھک جاتے پاؤں کو ایک طرف موڑ لیتے۔ سعید بن جبیرؓ بھی ایسا کرتے تھے۔

مجاہدؒ کہتے ہیں۔ سعید بن جبیرؓ ہمیں یہی تعلیم دیتے، مجاہدؒ کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔ ابراہیمؒ بھی اس پر عمل کرتے۔

علمار کے ایک طبقہ نے اس عمل کو پسند کیا ہے۔ اس گروہ میں مالکؒ اور ثفیان ثوریؒ بھی ہیں۔

سعید بن مسیبؓ بھی اس پر اکتفا کرتے تھے۔

سعید بن ابراہیم اسی طرح نماز پڑھتے۔

سفیانؒ کہتے ہیں کہ اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو چوکڑی لگائے پھر ایسی حالت میں قرأت کرے کہ جب سجدہ کرنے لگے تو پاؤں کو موڑ لے۔ پھر دوسری رکعت کے لئے اسی طرح تیاری کرے۔

ابن قاسمؒ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ سے سوال کیا گیا۔ کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے آپ نے جواب دیا قیام اور رکوع میں چوکڑی مارے اور جب سجدہ کرنے لگے تو سجدہ والی حالت بنائے اور اپنے پاؤں کو موڑ لے۔ بیٹھنے والی کی طرح چوکڑی مار لے۔ کیا وہ اپنے پاؤں کو موڑ لے۔ اس پر یہ عمل ہے کہ اگر دشوار نہ ہو تو ایسا کرے اور اگر دشوار ہے تو اشارہ سے سجدہ کرے۔ محمل سے کیا وہ مراد ہے یا وہ لکڑی جس کے سہارا سے آدمی نماز پڑھے یا آدمی پاؤں کے اوپر نماز پڑھے۔

ابی داؤدؒ سلیمان بن اشعث کہتے ہیں میں نے احمد بن حنبلؒ سے سنا وہ فرما رہے تھے۔ کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا اما چوکڑی سے نماز پڑھے رکوع کے وقت اپنی ٹانگ کو موڑ لے۔ چوکڑی کی حالت میں رکوع نہ کرے۔

Marfat.com

امام اسحاقؒ کا قول ہے۔ کہ نوافل پڑھنے والا بیٹھکر نوافل پڑھے۔ لیکن عمداً یہ طریقہ اختیار نہ کرے مرض، بڑھاپا یا اور کسی عذر کے پیش نظر کر سکتا ہے۔ نفلی نماز اختیار، اور تربیع کی شکل میں پڑھ سکتا ہے۔ یا جیسے فرضی نماز کا تشہد کرتا ہے۔ چوکڑی کی حالت میں اس کی فرضی نماز بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے جب رکوع کرنے لگے تو اپنا پاؤں موڑ لے، پھر رکوع کرے۔ رکوع کرتے وقت اور سجدہ جاتے وقت اپنے ہاتھ اٹھائے۔ جس طرح کہ قیام میں رفع الیدین کیا جاتا ہے۔

جب آدمی اعتبار سے نماز پڑھے اپنی اس حالت کو کھول دے پھر رکوع کرے اور سجدہ کرے اور جب جلسہ استراحت کرے پھر اعتبار کر لے۔

تمت قیام اللیل ـــــ ۱۴۹ھ

تذکرہ قیام رمضان

رات کو نفل نماز پڑھنا اور دن کو با جماعت ادا کرنا

عبد اللہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے اپنی خالہ (میمونہ) کے پاس گزاری۔ میں نے رات کو آنحضرتؐ کے نوافل کا جائزہ لیا۔ رات کو بیدار ہو کر مشک سے پانی لے کر وضو کیا۔ چنانچہ میں نے بھی وضو کیا۔ میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ اور آپ نے میرے کان سے پکڑ کر مجھے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ یہ سارا واقعہ نفل نماز کا تھا۔ حضرت عطاءؒ سے کسی نے سوال کیا تھا۔ کہ نفلی نماز با جماعت ہو سکتی ہے؟ آپ نے بطور دلیل حضرت ابن عباس والا سارا واقعہ سنایا تھا۔

سیدنا عمر بن خطابؓ نے ماہ رمضان میں لوگوں کو مسجد میں دیکھا وہ علیحدہ علیحدہ نوافل پڑھ رہے ہیں۔ کسی کے پاس قرآن کا قاری بھی نہیں ہے۔ وہ ایک عام آدمی کو کھڑا کر کے اس کی اقتدار میں نوافل ادا کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ مسجد نبوی میں ہو رہا تھا۔ آپ نے انہیں ایک قاری کی قیادت میں اکٹھے ہو کر نماز کے لئے جمع کر دیا۔

صلوٰۃ ابجراس ۔ دو رکعت میں ۷۔ رکوع کرنا۔ ایسا کرنا جائز ہے حضرت عطاء نے جواب دیا جائز ہے۔ (کسوف والی نماز مراد ہے)

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کے ساتھ مل کر نماز ادا کی اور حضرت عائشہؓ ہمارے پیچھے نماز ادا کرتی تھیں۔

Marfat.com

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں۔ میں اور ایک یتیم (نابالغ) نے آنحضرت کے پیچھے نماز باجماعت ادا کی۔ اور میری والدہ ہم دونوں کے پیچھے نماز باجماعت ادا کر رہی تھیں۔

علامہ ابن نصرؒ فرماتے ہیں۔ کہ اصحاب رائے نے نوافل کی جماعت کو مکروہ جانا ہے صرف صلوٰۃ کسوف اور قیام رمضان کو جائز کہا ہے۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں۔ کہ ان کا یہ کہنا خلاف سنت ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر رمضان دن اور رات کو جماعت کرانا ثابت ہے۔ اور اس پر کثیر صحابہ کا عمل ثابت ہے۔

عبید اللہ بن عبد اللہؓ بتاتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں نے حضرت عمر بن خطاب کے پاس دوپہر کو گیا۔ حسن اتفاق سے آپ نوافل ادا کر رہے تھے۔ میں پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب ترتیب کر دیا۔ بعدہ آپ کا یرفا غلام آیا۔ میں اور غلام آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔

ابی عبیدہ بن عبد اللہؓ کہتے ہیں۔ کہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ مسجد میں گیا لوگ اپنی صفیں باندھ رہے تھے میرے والد نے مجھے (دفعتی) چوکا مارا اور کھینچ لیا۔ اپنے دائیں پہلو کھڑا کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ بعدہ صف میں شامل ہو گئے۔

ہشام بن عروہؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عبد اللہ بن زبیرؓ کو دیکھا مسجد حرام میں وہ نوافل کی جماعت کرا رہے تھے اور آپ کی اقتدا کرنے والے شیوخ، اصحاب فقرا اور مدینی تھے وہ بھی اس کو احسن جانتے تھے۔

ہشامؒ کہتے ہیں امام فرض نماز ادا کر کے فارغ ہو جاتے تو لوگ اپنے گھروں میں چلے جاتے۔ نوافل پھر جماعت سے یوں ادا کئے جاتے یہ گھر پڑھتے اور وہ مسجد میں ادا کرتے لیکن لوگ امام کی اقتدا کرتے۔

حضرت عروہؒ اس پر عمل کرتے اور اسے احسن قرار دیتے۔

محمد بن نصرؒ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے احادیث کو کتاب رفع الیدین میں بہت بیان کی ہیں۔

حضرت امام مالکؒ کا یہی فتویٰ ہے۔ کہ نوافل کی جماعت کرانے میں کوئی قباحت اور حرج نہیں ہے۔

قیام رمضان میں ترغیب اور فضیلت کا بیان

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا جس نے رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کے حصول کی بنا پر کیا۔ اس کے سابقہ گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ (ابی ہریرہؓ) مشکوٰۃ ج ۱

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں آپ اس ماہ کے قیام کی ترغیب دیتے، حکم نہ کرتے تھے۔

ابن شہابؒ بیان کرتے ہیں۔کہ آپ کی زندگی اور تاوفات اور خلافت صدیقی اور ابتدائی ایام خلافت اسی طرح رغبت رمضان بغیر آرڈر کئے قیام کا معاملہ رہا۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں۔کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کا ذکر کیا۔کہ اس ماہ کے روزے اللہ تعالےٰ نے فرض کئے ہیں اور میں نے مسلمانوں کے لئے اس کا قیام مسنون قرار دیا ہے جس نے اس کے روزے اور قیام کیا وہ گناہ سے ایسا پاک ہوتا ہے جس طرح کہ آج بچہ اپنی والدہ کے بطن سے بے عیب پیدا ہوا ہے۔

ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں۔کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔کہ جس نے رمضان کا قیام کیا اور روزہ رکھا۔ اور لیلۃ القدر کی راتوں میں قیام کیا اس کے ہر عمل پر سارے سابقہ گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ رمضان المبارک میں افتتاحی خطاب یوں کرتے۔

الحمد اللہ! دوستو اس ماہ مبارک کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کا قیام فرض نہیں ہے۔اس کلام سے محتاط رہنا کہ فلاں روزہ رکھے تو میں رکھوں گا ورنہ نہیں۔اسی طرح افطاری پر یہ کلمات نہ کہے کہ اگر فلاں افطار کرے تو میں کروں گا۔یہ مت کہنا۔

ایک دوسرے خطاب میں تفصیل ہے۔کہ اس ماہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کا قیام فرض نہیں کیا۔جس کی مرضی ہو قیام کرے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے چونکہ یہ نوافل خیر سے بھر پور ہیں۔شہادت ربانی ۔ من تطوع خیراً فھو خیر لہ (نفل میں فائدہ ہی فائدہ ہے) جس میں قیام کی طاقت نہیں ہے وہ بستر پر آرام کرے۔یہ الفاظ کہنے سے گریز کرے کہ فلاں روزہ رکھے گا تو میں رکھوں گا۔اور فلاں کی افطاری پر میں افطار کروں گا اور فلاں کے قیام پر میں قیام کروں گا۔

روزہ اور قیام محض رضاء الٰہی کے لئے ہیں۔مساجد العیر کو لغویات سے پاک رکھو اور اسے اس بات کا بھی علم ہونا چاہیئے کہ جب تک آدمی نماز کے انتظار میں ہے وہ نماز میں ہے۔

ابن مسعودؓ رمضان کی آخری رات میں نکلتے اور منادی کرتے۔کہ ہم اس خوش قسمت کو اس مقبول رات میں مبارک دیتے ہیں اور کون محروم بدقسمت ہے جس کی یہ رات خالی چلی گئی ہم اس کو پیغام تعزیت دیں۔ایسے خوش قسمت رات کو عمل کرنے والے اپنی سہولت اور آسانی کے لئے سامان تیار کر لے۔اسے بدقسمت اپنی مصیبت کی تلافی کے لئے اللہ کو راضی کر لے۔

عمر بن عبد العزیزؒ نے عید الفطر کے موقع پر خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرکے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کے قیام کو سنت قرار دیا ہے۔

صبح کے وقت فرماتے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا فیصلہ کر لیا۔ ہمارے رب کی صفت محمود ہے اس رات میں صدقہ کیا کرو۔

حجاج بن یوسفؒ ماہ رمضان میں کہا کرتے تھے۔ کہ رمضان المبارک کی ہر رات لیلۃ القدر نہیں ہے۔ بلکہ اسکی ہر رات متعین ہے۔

ابن عونؒ۔ رمضان المبارک میں اپنا مصلیٰ [redacted] تے اور اسے مسجد میں بچھاتے بعدہ اپنے بچوں سے کہتے کہ۔۔ رمضان کے بعد تمہیں کیا کچھ ملے گا اور پھر آپ بالکل اس ماہ مبارک میں نہ سوتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رمضان میں نفلی نماز بجماعت ادا کرنا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ لوگ مسجد میں گروہ در گروہ کی شکل میں نماز پڑھتے۔ کہیں پانچ کی جماعت اور کہیں چھ کی جماعت ہو رہی ہے اور کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کر رہے تھے۔ مجھے ایک رات آپ نے حکم دیا کہ میں آپ کے حجرہ پر چٹائی ڈال دوں بعدہ آپ مسجد میں عشاء کی فرضی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے لوگ نوافل کے لئے مسجد میں جمع ہو گئے۔ آپ نے ان کو طویل قیام کرایا۔ پھر آپ فارغ ہو کر گھر تشریف لائے اور چٹائی اس طرح رکھی گئی۔ صبح لوگوں کی زبان پر آپ کی زبان کا تذکرہ تھا۔

دوسری شام لوگوں کے اجتماع سے مسجد کچھا کچھ بھری تھی آپ نے عشاء کی نماز با جماعت پڑھائی پھر آپ گھر تشریف لے گئے۔ لیکن لوگ بدستور مسجد میں رہے۔ آپ نے مجھے کہا عائشہؓ! لوگوں کو آج کیا عارضہ پیش آیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ لوگوں نے گزشتہ رات آپ کی نماز کا تذکرہ عام کر دیا ہے اس خواہش میں ہیں کہ آپ انہیں نماز پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا عائشہؓ! چٹائی دروازے سے ہٹا دو میں نے ایسا ہی کیا۔ اور آپ اس رات یونہی رہے اور لوگ اپنی حالت میں مسجد میں رہے آپ رات کو مسجد میں بالکل تشریف نہ لائے بعد نماز فجر آپ نے صحابہ سے خطاب کیا۔ کہ بخدا میں رات بھر نہیں سویا اور میں آپ کے شوق سے پوری طرح واقف ہوں۔ میرا نہ آنا اس بنا پر تھا کہ کہیں آپ پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے۔ تم اپنی استطاعت کے مطابق عمل کر لو۔ کیونکہ انسان تھک جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بے عیب ہے۔

Marfat.com

ابی ذرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے روزے رکھے۔ پورا رمضان گزر گیا۔ کہ آپ نے رات کی نماز کا کوئی اہتمام نہ کیا۔ سات راتیں رمضان سے باقی تھیں ۲۱ دن کو قیام کیا رات ۱/۳ حصہ گزر گئی پھر آپ ۲۳ دن کو تشریف لائے اور قیام کیا۔ ۱/۲ حصہ رات کا گزر گیا۔ میں نے کہا حضرت جی اگر آپ اس رات قیام لمبا کر دیں اور اس رات کا قیام پورا ہو جائے۔ آپ نے فرمایا جس نے امام کے ساتھ قیام کیا اور پھر وہ گھر چلا گیا اسے پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ آپ پھر ۲۵ دیں کو قیام کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے اپنے اہل وعیال اور پبلک (صحابہ) کو اکٹھا کر لیا۔ پھر رات کا قیام شروع کر دیا۔ اتنا لمبا قیام کیا کہ ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ سحری جاتی رہے گی پورا ماہ گزر گیا اس کے بعد آپ نے زندگی بھر با جماعت قیام نہ کیا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ آپ رمضان کو قیام کرتے اور میں ایک پہلو میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا۔ پھر ایک ایک ملتا جاتا حتی کہ ایک پوری جماعت ہو جاتی۔

جب آپ معلوم کرتے کہ میں بھی ساتھ ہوں تو نماز میں تخفیف کر دیتے۔ پھر آپ گھر تشریف لے جاتے ہمارے سامنے نوافل نہ پڑھتے۔

جب صبح ہوئی تو ہم نے عرض کی۔ کہ حضرت جی آپ نے ہماری طاقت کا جائزہ کیسے لیا تھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہی وجہ تھی جس پر میں گھر چلا گیا تھا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ آپ ۲۱ ویں رات کو اپنے اہل وعیال کو جمع کر لیتے ۱/۳ حصہ رات ذکر اللہ کرتے اور پھر ۲۲ ویں کو جمع کرتے ۱/۲ حصہ رات تک قیام کرتے۔ پھر ۲۳ ویں کو اکٹھا کرتے اور ۲/۳ حصہ رات تک اللہ کا ذکر کرتے۔ ۲۴ ویں کو انہیں حکم دیتے کہ غسل کریں۔ پھر صبح تک نماز پڑھاتے۔ پھر یہ اجتماعی عبادت نہ کرتے تھے۔

نعمان بن بشیرؓ بتاتے ہیں۔ کہ ہم نے آنحضرت صلعم کے ساتھ ماہِ رمضان میں قیام کیا ۲۳ ویں رات کو ۱/۳ حصہ تک پھر ۲۷ ویں کو قیام صبح تک کیا ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں سحری نہ فوت ہو جائے۔

حذیفہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کے ساتھ ایک رات رمضان میں نماز پڑھی تھی۔ آپ نے رکوع میں سبحان ربی العظیم بقدر قیام پڑھا اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ بقدر قیام پڑھا۔ پھر آپ نے بیٹھ کر رب اغفرلی رب اغفرلی بقدر قیام پڑھا پھر آپ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ بقدر قیام پڑھتے۔ آپ نے چار رکعت نماز ادا کی پھر بلال تشریف لائے اور صبح کی نماز کی اطلاع دی۔

جابرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ۸ رکعت مع وتر پڑھائی دوسری رات ہم

Marfat.com

مسجد میں جمع ہوئے۔ بعدہ آپؐ نے فرمایا میرے نہ آنے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں آپ پر فرض نہ ہو جائے۔

جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ قاری نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ میں رمضان کی رات کو اپنی گھر کی عورتوں نماز پڑھاتا ہوں۔ میں ان کو ۸ رکعت نماز اور وتر پڑھاتا ہوں۔ آپؐ نے خاموشی اختیار کی جس کا منشا یہ تھا کہ آپؐ اس کے عمل پر راضی ہیں۔

ابی ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ رمضان میں تشریف لائے اور آپؐ نے مسجد میں دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد کے کونہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور کچھ ایسے تھے جن کو ابی بن کعبؓ قاری نماز پڑھا رہے تھے۔ آپؐ نے یہ منظر دیکھا اور فرمایا یہ لوگ بہت اچھے لوگ ہیں۔ ان کا عمل بہت ہی بہتر ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبد القاریؒ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات رمضان میں مسجد میں آیا اور لوگ گروہ در گروہ کوئی جماعت میں اور کوئی علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بخدا میرا جی کرتا ہے کہ میں ان کے لئے ایک قاری مقرر کر دوں جو انہیں نماز پڑھائے۔

چنانچہ آپؓ نے اس عزم کو عملی جامہ پہنا کر ابی بن کعبؓ کو قرار دیا۔ پھر یہ سلسلہ با جماعت شروع ہو گیا۔ بعدہ یہ منظر دیکھ کر فرمانے لگے نعمت البدعۃ ھٰذہ البدعۃ، یہ بدعت بڑی نرالی ہے۔ لوگ قرآن پاک سنیں گے۔ اور ساتھ ہی ترغیب دی۔ کہ آخر رات کو قیام کرنا افضل ہے۔

علی بن ابی طالبؓ عوام الناس کو قیام رمضان کی ترغیب دلاتے مردوں کے لیے امام مقرر کرتے اور اسی طرح عورتوں کے لئے بھی امام مقرر کرتے۔

قتادہؓ کہتے ہیں۔ حضرت حسنؓ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے دور عثمانی میں ۲۰ رکعت نماز پڑھائی۔ پھر آپ ایسا کرنے سے رک گئے بعض نے پھر یہ کہا آپ انفرادی شکل میں ادا کریں گے پھر ابو حلیمہؒ اور معاذ قاریؓ امامت کے فرائض انجام دیتے۔ وہ نماز میں قنوت کرتے۔

ابو اسحاق ہمدانیؒ کا قول ہے۔ کہ حضرت علیؓ اول رات رمضان میں تشریف لائے اور لالٹین کی طرح مسجد کی زینت بنے ہوئے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کی جا رہی تھی آپ نے منادی کرنی شروع کر دی۔ نور اللہ لک یا ابن الخطاب فی قبرک کما نورت مساجد اللہ بالقرآن۔ اے عمرؓ اللہ تعالیٰ تیری قبر کو منور کرے جس طرح تو نے اللہ کے گھروں کو قرآن کی روشنی سے منور کیا ہے۔

ابی امامہؓ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزے فرض کئے ہیں اور قیام رات فرض نہیں

Marfat.com

کیا۔ تم نے خود لازم کیا ہے اس پر دوام کرو چھوڑ نا نہ۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے کچھ مذہبی حلقوں نے نوافل کی پابندی شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سبب وہ اس کو نہ نبھا سکے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل پر عتاب کیا۔ ان الفاظ میں:-

رھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوھا حق رعایتھا

(تصوف کو انہوں نے رائج کیا ہم نے ان پر فرض نہ کیا تھا۔ ان کا مقصد خدا کی رضا تھی لیکن اس پر یہ گامزن نہ ہو سکے)

ابو وائل کہتے ہیں کہ ابن مسعود ہیں رمضان میں نفلی نماز پڑھاتے تھے۔

حنش صنعانی کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب قیام رمضان کی ادائیگی کیا کرتے ان کی وفات پر زید بن ثابت اس ڈیوٹی کو ادا کرتے۔

مرثد بن عبداللہ یزنی کہتے ہیں کہ عقبہ بن عامر ایک روزہ رکھتے اور بعدہ رات کو قیام کرتے۔

حضرت علی کے رفقاء رمضان المبارک کا قیام با جماعت ادا کرنا پسند کرتے تھے۔

سعید بن عبدالعزیز اور عبدالرحمن بن یزید کہا کرتے تھے۔ کہ فاروقی سنت پر عمل کرنا بہتر ہے۔ اور اس پر علماء امت کا اجماع ہے۔ یعنی رمضان المبارک کا قیام با جماعت کرنا۔

مکحول خود لوگوں کو نماز پڑھاتے اور وتر بھی انہیں با جماعت پڑھاتے۔ ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے ابا عمرو کو دیکھا۔ وہ رمضان میں وتر پڑھتے جب امام اور لوگ چلے جاتے یہ بھی گھر چلے جاتے۔

سوید رمضان المبارک میں ایک سو رکعت لوگوں کے ساتھ ادا کرتے اس کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔

اسماعیل بن عبدالملک کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر رمضان کے قیام میں نماز پڑھاتے۔ قرأت عثمانی سناتے۔ اور کبھی قرأت ابن مسعود سناتے۔

ہشام بن عمر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن معقل رمضان میں لوگوں کو نماز پڑھاتے جب آپ بھول جاتے تو ایک آدمی پہلی صف میں ہوتا تو وہ آپ کو یاد دلاتا۔

احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا تھا۔ کہ کیا انسان رمضان میں اکیلا نماز ادا کرے یا با جماعت ادا کرے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے یہی پسند ہے کہ امام کے ساتھ نماز اور وتر بھی ادا کرے کیونکہ ارشاد نبوی صلعم ہے کہ جب آدمی اپنے امام کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے تو اسے ساری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل کا ایک قول یہ بھی ہے کہ نماز نوافل با جماعت ادا کرے اور وتر بھی ان کے ساتھ شامل ہو کر پڑھے یعنی امام کے ساتھ فارغ ہووے۔

ابودردار کہتے ہیں کہ میں نے اس عمل کا حضرت احمدؒ سے مشاہدہ کیا افسوس کہ میں ایک رات نہیں جا سکا۔

امام اسحاقؒ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت جی رمضان کے قیام میں نماز علیحدہ پڑھنا پسند فرماتے ہیں یا باجماعت ادا کرنا، فرمانے لگے مجھے باجماعت نماز پڑھنے میں سنت کے احیاء ثواب کی تمنا ہے۔

یہی عمل حضرت اسحاق رح کا تھا۔

قیام رمضان کی رکعت کی تعداد کا تذکرہ

۱۔ حدیث نبوی صلعم ہے۔ کہ آپؐ رمضان میں ۸ رکعت ۳ وتر پڑھتے تھے۔

۲۔ سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ ابی بن کعبؓ اور تمیم داری کو قاری نے ۱۱ رکعت رات کو نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ (موطا، مشکوٰۃ)

۳۔ ایک روایت میں یوں بیان کرتے ہیں کہ ہر رات کو ۱۳ رکعت پڑھتے اور قاری ہر رکعت میں ۵۰ یا ۱۰۰ آیات پڑھتا تھا۔ ہم عین صبح کو فارغ ہوتے تھے۔ یہ حضرت عمرؓ کے دور کا طریقہ ہے۔

محمد بن کعب قرظیؒ۔ کہتے ہیں۔ کہ لوگ عہد فاروقی میں ۲۰ رکعت اور ۳ وتر پڑھتے تھے اور ان کی قرات اور قیام لمبا ہوتا تھا۔

ابن اسحاقؒ اس واقعہ کا فیصلہ یوں کرتے ہیں۔ کہ سائب بن یزیدؓ والی حدیث بہتر اور زیادہ ثابت ہے۔ کیونکہ حضرت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو ۱۳ رکعت پڑھتے تھے۔

سائب بن یزیدؓ بتاتے ہیں۔ کہ دور فاروقی میں لوگ ۲۰ رکعت پڑھتے اور قرات میں وہ سورتیں پڑھتے جن کی آیات ۲۰۰ ہیں۔ بالآخر لاٹھیوں پر سہارا کرتے۔ یزید بن رومانؒ کہتے کہ عہد فاروقی میں لوگ ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔

ترجمہ: یزید بن رومانؒ اور حضرت علیؓ کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا فاروقؓ کا وہی حکم بہتر ہے جس میں ۱۱ رکعت کا ذکر ہے باقی سب موہوم ہے۔

وہب بن کیسانؒ بتاتے ہیں۔ کہ لوگ رمضان کا قیام ۳۶ رکعت اور ۳ وتر پڑھتے تھے۔ زید بن وہبؒ بتاتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ رات کو نماز پڑھاتے اور رات ہی کے حصہ میں فارغ ہو جاتے۔ اعمشؒ کہتے ہیں۔ کہ آپ ۲۰ رکعت اور ۳ وتر پڑھتے تھے۔

عطارؒ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو پایا وہ رمضان میں ۲۰ رکعت اور ۳ وتر پڑھتے تھے۔ عبداللہ بن قیسؒ اپنے

Marfat.com

مخصوص احباب کو رمضان میں ۲۰ رکعت اور ۳ وتر پڑھاتے تھے۔ محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ معاذ بن حارثؒ ۶۳ھ میں شہید ہوا۔ وہ رمضان المبارک میں ۴۱ رکعت پڑھاتے تھے۔

ابن ابی ذئبؒ بیان کرتے ہیں کہ صالح توامہ کا غلام کہتے ہیں۔ لوگ ۴۱ رکعت اور پانچ وتر ادا کرتے تھے۔ یہ واقعہ حرہ کی جنگ سے پہلے کا ہے۔ یہ جنگ ذوالحجہ ۶۳ھ میں ہوئی تھی۔ یہ لوگ با جماعت نماز ادا کرتے اور دو دو رکعت پر سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے۔

عمرو بن مہاجرؒ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں عوام ۱۵ اسلام کرتے تھے یعنی ۳۰ رکعت پڑھتے تھے۔ اور وہ ۱۵ پنے خیمہ میں ہوتے۔

داؤد بن قیسؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابان بن عثمان، و عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ ۳۶ رکعت اور ۳ وتر پڑھتے تھے۔ نافعؒ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کا عمل ۳۹ رکعت اور ۳ وتر دیکھا۔ ورقا بن ایاسؒ کہتے ہیں سعید بن جبیرؒ ہمیں اول رمضان سے ۲۰ رمضان تک چھ ترویحے پڑھاتے اور ہر دہا کے پر ایک ترویحہ پڑھاتے یعنی ۲۸ رکعت پڑھاتے۔

حبیب بن ابی عمرہؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ کا ۲۴ رکعت کا عمل بیان کیا اور بعدہ فرمایا کہ ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔ یونسؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جامع مسجد میں ابن اشعث کے فتنہ سے قبل دیکھا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، سعید بن ابی الحسن، و عمران عبدی ۵ ترویحے پڑھایا کرتے اور ایک ترویحہ کا آخر دہاکے میں اضافہ کرتے۔ اور نصف آخر میں قنوت کرتے اور قرآن مجید رمضان میں دو مرتبہ ختم کرتے یعنی کل رکعت ۲۴ پڑھتے۔

عمران بن حدیدؒ ۶ رکعت پڑھاتے تھے اور قرآن کی ایک منزل پڑھتے تھے۔ ذکوان حربیؒ کہتے ہیں کہ میں نے زرارہ بن اوفی کو قبلہ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ وہ رمضان میں چھ ترویحہ (۲۴) ہر رات کو پڑھاتے تھے۔ آخر رمضان میں ہی حاضر ہوا تو آپؒ نے چھ رکعت میں ایک تشہد کیا۔

ابن قاسمؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے سنا وہ بیان کر رہے تھے۔ جعفر بن سلیمانؒ نے آپ کو پیغام بھیجا کیا ہم رمضان میں قیام کم کریں آپ نے ایسا کرنے سے روک دیا۔ ہاں آپ نے اس حیلہ کو مکروہ جانا۔ آپ نے فرمایا ۳۶ رکعت ۳ وتر یعنی کل ۳۹ رکعت ہے۔

ابن ایمنؒ کہتے ہیں کہ امام مالک رمضان میں ۳۸ رکعت امام کے ساتھ مستحب جانتے تھے۔ پھر امام انہیں ایک رکعت وتر پڑھاتے۔ یہ عمل مدینہ میں غزوہ حرہ سے قبل ۱۰۰ھ تک رہا۔

اسحاق بن منصورؒ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبلؒ سے پوچھا رمضان کا قیام کتنا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کی

Marfat.com

کئی اقسام ہیں، ۴۱ تک لوگ سمجھا کرتے ہیں۔ آخر میں اسحاقؒ فرماتے ہیں، ہمارا عمل ۴۱ رکعت پر۔ اور قرأت اس میں ذرا ہلکی پڑھتے ہیں۔

زعفرانی کہتے ہیں۔ کہ امام شافعیؒ کو میں نے دیکھا وہ فرما رہے تھے۔ کہ مدینہ میں لوگوں کا قیام ۳۹ رکعت اور میں ۲۰ کو پسند کرتا ہوں۔ یہ عمل مکہ والے کرتے ہیں۔ آخر میں آپ فرماتے ہیں ان نوافل پہ کوئی تنگی نہیں ہے۔ اور ان کی کوئی حد متعین نہیں ہے چاہے قیام لمبا کرو اور سجدہ میں ذرا کمی کر لو۔ اگر رکوع اور سجدہ میں زیادتی کر لو تو یہ بھی مجھے محبوب ہے

ترجمہ :- جتنے اقوال نوافل رمضان کا گزرے ہیں ان پر سند نبوی سے کوئی ثبوت نہیں ہے

قرأت کی مقدار قیام رمضان کی ہر رکعت میں

۱۔ سائب بن یزیدؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ اور تمیم داریؓ اور ابی بن کعبؓ کو رمضان میں قیام کا حکم کرتے تو قاری ایک رکعت میں پڑھاتا۔ حتیٰ کہ ہم لاٹھی پر سہارا کرتے اور طلوع فجر تک قیام کرتے۔

۲۔ مالکؒ کہتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن ابی بکر کہہ رہے تھے میرے والد بیان کر رہے تھے۔ کہ ہم رمضان میں آتے قیام کرتے کہ جلدی جلدی ہم اپنے خدام کو فارغ کر دیتے تاکہ وہ سحری کا اہتمام کریں کہیں صبح صادق نہ ہو جائے۔

سائبؒ کہتے ہیں۔ کہ قاری دور فاروقی میں ایک رکعت میں ۵۰ یا ۶۰ آیات پڑھتا تھا۔

عاصمؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابی عثمانؓ نے کہا۔ کہ حضرت عمرؓ نے رمضان المبارک میں قاریوں کی ایک میٹنگ کی اور انہیں حکم دیا۔ کہ قرأت کو تین حصوں میں تقسیم کر لو۔

۱۔ ۳۰ آیات ۲۔ درجہ ۲۵ آیات ۳۔ ۲۰ آیات ہر رکعت میں پڑھایا کرو۔ حسنؒ کہتے ہیں۔ کہ سیدنا عمرؓ نے حضرت ابی بن کعب قاری کو حکم دیا تھا۔ کہ وہ لوگوں کو رمضان میں نوافل کی امامت کرائیں پھر ½ حصہ تک سبعائی اور دو سبع رات کو قیام کریں اور ½ حصہ باقی میں سحری کا اہتمام کریں۔ اور اپنی ضروریات کو پورا کریں۔ آپ انہیں ۵ آیات ۶ آیات ہر رکعت میں پڑھاتے۔ اٹھارہ اشفع پڑھاتے تھے۔ ۲۰ رکعت ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے اور آپ انہیں بقدر وضو دو رکعت میں راحت دیتے۔ اور اپنا مقصد پورا کرتے (ترجمہ :- یہ واقع سنداً صحیح نہیں ہے)

سعید بن عامرؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ اسماعیل بن علیہؒ کہتے ہیں۔ کہ ہم ابی رجاء عطاردیؒ کے پاس گئے۔ سعیدؒ کہتے ہیں۔ کہ لوگوں نے خیال کیا کہ میری عمر ۱۲۰ برس کو پہنچ چکی ہے۔ لوگ مجھے (مسجد) میں اٹھا لاتے۔ انہوں نے مجھے مصلے پر بٹھا دیا میں انہیں ہر ایک رکعت میں ۳۰ آیات پڑھاتا تھا۔ ۳۰ آیات کا تذکرہ بھی اس سے ثابت ہے یہ سارا عمل رمضان

Marfat.com

میں تھا۔ عمرو بن منذرؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں رمضان میں ایک رکعت میں ۵۰ آیات پڑھتا تھا۔ یہ دور عبد اللہ بن زبیرؓ کا تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے رمضان میں قراءؒ کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ وہ ۳۶ رکعت اور ۳ وتر پڑھایا کریں۔ وتر کی ہر ایک رکعت میں ۱۰ آیات۔

علی بن اقوم فرماتے کہ مسروقؒ ماہ رمضان میں جماعت کراتے اور ہر ایک رکعت میں سورۃ عنکبوت پڑھتے۔ ابی مجلزؒ قرآن پاک کی ایک منزل ہر رات پڑھتے اور بشیر بن غیلکؒ بھی ایسا کرتے تھے۔

عثمان بن مسلمؒ کہتے ہیں۔ کہ حماد بن سلمہؒ نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ نماز بہت جلد پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اسے کہا کہ نماز میں تسکین چاہیئے۔ امام نے جواب دیا کہ نفلی نماز میں ایسا کرنا جائز ہے میں نے حسن بصریؒ کو ایسا کرتے دیکھا اس نے سن کر کہا میں نے یونس بن عبیدؒ سے سنا وہ فرماتے تھے جو شخص نوافل میں خفت پیدا کرتا اس کے فرائض بھی ایسے ہی ہوں گے۔

میمون بن مہران کہتے ہیں میں نے یہ دیکھا جب قاری ۵۰ آیات پڑھتے تو لوگ اسے آسانی پر محمول کرتے۔ اور ایسا بھی پایا کہ قاری پورا سورت کا واقعہ چھوٹا خواہ لمبا ہوا سے پورا کرتا۔ لیکن اب سورت حال ایسی نہیں ہے۔ بلکہ نصیحت ان پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ یہ کسی کی نصیحت کی قدر نہیں کرتے۔

ان کی قرأت کا انداز یہ ہے۔

پہلی رکعت میں ۔ واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون ،

دوسری رکعت میں ۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ، پڑھتے۔ کہاں پچاس آیات ایک رکعت میں اور کہاں یہ نمونہ،

عبد الرحمٰن بن قاسم بیان کرتے ہیں۔ کہ امام مالکؒ سے سوال کیا گیا۔ کہ رمضان میں قاری کتنی آیات پڑھے۔ جواب دیا دس دس آیات پڑھے۔ جب چھوٹی سورتیں سامنے آئیں تو ان کو ملا لے۔ مثلاً ق۔ طسم۔ کسی نے کہا یہ پانچ ہیں آپ نے فرمایا دس ہیں۔ ابو درداء کہتے ہیں۔ کہ حضرت احمدؒ سے سوال کیا گیا۔ کہ ایک شخص رمضان میں دو مرتبہ قرآن جماعت میں پڑھاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے نزدیک خوشی پر ملتی ہے۔ کیونکہ ملازمین بھی اس عبادت میں شریک ہوتے ہیں۔ کیونکہ اسی بنا پر حضرت معاذؓ نے کہا تھا گیا۔ تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت معاذؓ دوبارہ جماعت کرتے اور ایک رات سورت بقر آپ نے شروع کر دی۔ ایک نمازی نے نماز توڑ کر آنحضرت سے شکایت کی آپ نے حضرت معاذؓ کو

Marfat.com

ڈانٹ پلائی کیا تو لوگوں کو نفرت کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔

رات کا قیام رات کے آخر حصہ میں کرنا اول رات سے بہتر ہے

۱۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ آخر رات میں عبادت کرنا اول رات سے بہتر ہے۔

۲۔ طاؤس ؒ نے ابن عباسؓ سے سنا کہ مجھے حضرت عمرؓ سحری کے لئے بلاتے اور جب لوگوں کی آواز سنتے تو فرماتے یہ آواز کیسی ہے۔ میں جواب دیتا کہ لوگ مسجد سے جا رہے ہیں اور رات کا کافی حصہ جا چکا ہے۔

حضرت حسنؒ کہتے ہیں، اور دور فاروقی اور عثمانی میں لوگ رات کی پہلی چوتھائی میں عشاء کی نماز پڑھتے۔ پھر دوسرے ربع (چوتھائی) میں سو جاتے۔ اس کے درمیان کی چوتھائی میں نماز پڑھتے۔

حضرت علیؓ عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتے پھر نماز پڑھتے۔ علیؒ کہتے ہیں میں نماز پڑھ کر بعدہٗ حضرت ابن عباسؓ کو بیدار کرتے۔ تب آپ نماز پڑھتے۔ بعدہٗ فرماتے عکرمہؒ یہ وقت نماز پڑھنے کا مجھے زیادہ محبوب ہے۔

عمران بن حدیرؒ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت حسنؒ کو پیغام بھیجا۔ کیا ہم عشاء کی نماز پڑھ کر گھر چلے جائیں۔؟ اور سو کر پھر واپس آ کر رمضان میں قیام کریں۔ آپ نے فرمایا مجھے ایسا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ بلکہ یوں جائز ہے پہلے عشاء کی نماز پھر قیام کرو۔

ابو داؤدؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے یہ کہا گیا۔ کہ میں نے سنا ہے۔ کہ آپ تراویح کو آخر رات تک پڑھتے ہیں۔ فرمانے لگے نہیں۔ میں مسلمانوں کے طریقہ کو پسند کرتا ہوں۔

عورتوں کا قیام رمضان کی جماعت میں شمولیت

حضرت ابی کعبؓ نے عورتوں کی جماعت رمضان میں کرائی۔ جس کا واقعہ آپ نے آنحضرت صلعم کو سنایا۔ حضرت عمرؓ نے ایک قاری ابی بن کعبؓ مردوں کے لئے مقرر کیا، اور ابن ابی حثمہ کو عورتوں کا امام مقرر کیا۔ عرفجہ ثقفیؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں عورتوں کی امامت کے لئے مقرر کیا۔ ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ذکوان غلام جس کو عائشہؓ نے مدبر آزاد کیا تھا یہ امامت کے فرائض ادا کرتا تھا اور اس کے ساتھی تھے وہ آپ کے ساتھ ہی تھے۔ ذکوان قرآن سے دیکھ کر نوافل کی جماعت کراتا تھا۔

ذکوان ہمیشہ رمضان میں جماعت کراتا۔ ہاں عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ تشریف لاتے وہ خود جماعت کراتے۔

Marfat.com

ابراہیمؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حجاج کے زمانہ میں امامت کے فرائض ادا کیے اور میری قیادت میں صرف ایک عورت ہوتی تھی۔

عورت کی امامت کی کراہت

علاء بن مسیبؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حماد بن ابی سلمان سے مسئلہ دریافت کیا۔ کیا میں ماہِ رمضان میں اپنی بیوی کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہوں۔ فرماتے ہاں اگر کوئی تیرے ساتھ مرد ہو تو اجازت ورنہ نہیں۔ یہ اس لئے کہ اگر تجھے کوئی عارضہ (وضو کا ٹوٹ جانا) آجائے تو کون امامت کرائے گا۔

عورت عورتوں کی رمضان المبارک کے قیام میں جماعت کرا سکتی ہے

ام ورقہ انصاریہؓ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد پاک میں آپ کے حکم سے اپنے گھر والوں کی امامت کراتی تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی زیارت کرتے اور اس کا نام شہیدہؓ کہہ کر پکارتے اس کا ایک موذن بھی ہیں۔

قتادہؒ فرماتے۔ ام حسنؒ کہتیں ہیں ام سلمہؓ عورتوں کی امامت رمضان المبارک میں کراتی تھیں۔ لیکن یہ امامت عورتوں کے صف کے درمیان ہوتی۔ عمار دھنیؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت ام سلمہؓ نے عصر کی نماز کی امامت کرائی۔ آپ ان کے درمیان کھڑی تھیں۔

عطاءؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ نے بھی عصر کی نماز کی امامت کرائی درمیان میں کھڑی ہو کر۔

رائطہ حنیفہؒ کا قول ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ فرضی نماز کی بھی عورتوں کو امامت کراتی صف کے درمیان میں کھڑی ہو کر۔

ابن اسحاقؒ بتاتے ہیں۔ کہ ربیع بن عبداللہ تیمیؒ جب دیکھتے کہ عورتیں ماہ رمضان میں بہت جمع ہو گئیں تو اپنی لونڈی کو حکم دیتے (چونکہ وہ حافظ اور قاریہ تھیں) وہ عورتوں کے درمیان میں کھڑے ہو جاتیں اور عورتیں اس کے دائیں اور بائیں کھڑی ہو جاتیں۔ انہیں اس طرح نماز ادا کراتیں۔

شعبیؒ اور ابراہیمؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عورت رمضان میں درمیان صف میں کھڑے ہو کر جماعت کرائے۔

ع یہ معجزہ تھا اس کی خادمہ نے اسے شہید کر دیا۔

تمام بن نجیح رح کہتے ہیں کہ میں نے حسن رح سے کہا کیا؟ عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے۔ جواب میں کہا ہاں عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہو جائے۔ جب نماز کو رع کرے ایک قدم یا دو قدم آگے ہو جائے۔ کیا عورت آذان اور تکبیر کہہ سکتی ہے؟ جواب دیا ہاں دونوں کام کر سکتی ہے۔

ابن جریج رح کہتے ہیں۔ کہ حضرت عطار نے کہا عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے۔ بشرطیکہ ان کی صف کے درمیان کھڑی ہو جائے۔ ان کے ساتھ ہی ہو میں نے کہا حضرت فرضی نماز عورت کے لئے کیسی ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا اس نماز کی بھی اجازت ہے۔

کیا عورت حاملہ نماز کرا سکتی ہے؟ اگر اسے گمان ہو کہ اس کے بطن میں نر ہے۔ فرمانے لگے میں نے یہ مسئلہ نہیں سنا۔ پھر کہنے لگے اس کا کیا مطلب ہے عورت وہ امامت کرائے جو زیادہ فقیہ ہے۔

آپ نے فرمایا کیا تجھے حاملہ اور فقیہ کی امامت پسند ہے۔ اس نے کہا ہاں۔

حسن رح کا قول ہے۔ عورت امامت کرا سکتی ہے اگر وہ صف کے درمیان میں کھڑی ہو۔

مکحول رح کہتے ہیں عورت عورت کی امامت کرا سکتی ہے اگر اس کے ساتھ کوئی آدمی نہ ہو۔

نخعی رح کہتے ہیں۔ ان پر جمعہ واجب نہیں ہے اور جماعت بھی نہیں کرا سکتی ہاں اگر کوئی مرد جماعت کرانے والا نہ ملے تو عورت جماعت کرا سکتی ہے۔

عورت کی امامت کی کراہت کا تذکرہ

ابن عون رح کہتے ہیں میں نے نافع کو لکھا۔ کیا عورت عورت کی امامت کرا سکتی ہے انہوں نے جواب میں لکھا کہ عورت عورت کی امامت نہیں کرا سکتی۔

امام مالک رح کہتے ہیں عورت کسی کی بھی امامت نہیں کرا سکتی کیونکہ ازواج مطہرات اور صحابیات رض مجاہدات رض سے امامت کی کوئی سند ثابت نہیں ہے۔ اور کسی عورت نے بھی یہ فرائض انجام نہیں دیئے۔ دوسرا فتویٰ آپ سے اس طرح منقول ہے۔ عورت عورتوں کی امامت کرا دے پھر اگر اسی وقت ہے تو اپنی نماز کو دہرا لے۔

سفیان رح کہتے ہیں عورت عورتوں کی امامت درمیان صف میں کھڑی ہو کر کرا سکتی ہے۔

اسحاق رح کہتے ہیں۔ میں نے احمد بن حنبل رح سے کہا کیا عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے آپ نے

Marfat.com

فرمایا جائز ہے۔

اسحاقؒ کہتے ہیں۔ سفیان ثوریؒ اور ان کے ساتھی کہتے ہیں عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے وسط (درمیان) میں کھڑی ہو کر۔ تو نماز ان کی ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کی سند حضرت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملتی ہے۔ جیسا کہ ام ورقہ انصاریہؓ اپنے گھر والوں کی امامت بحکم رسول اللہ صلعم کرایا کرتی تھیں۔ اس کے بعد حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ کرایا کرتی تھیں۔ اس پر ہمارا اجماع ہے۔

حضرت اسحاقؒ کہتے ہیں جس نے یہ فتویٰ دیا کہ عورت کی امامت سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس کا فتویٰ اخطا پر مبنی ہے۔

حضرت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ام ورقہ کو امامت کی رخصت اس بنا پر دی تھی۔ تاکہ مسلمان عورتوں کو مشقت نہ ہو۔

سفیان ثوریؒ عورت کی امامت کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اس بنا پر کہ اگر اس کا وضو یا کوئی عارضہ پلیتی آ جائے تو وہ کیا کرے گی۔

علامہ محمد بن نصرؒ اس مسئلہ پر یہ ریمارک پیش کرتے ہیں کہ آدمی عورت کی امامت کرا سکتا ہے اگرچہ اس کے پیچھے کوئی آدمی بھی نہ ہو۔ اس مسئلہ کی سند آنحضرت صلعم، عمرؓ اور علیؓ سے ملتی ہے ان میں سے کسی نے بھی ان کو ممنوع نہیں سمجھا۔

تابعینؒ کی عشرہ نے بھی اسے جائز کہا ہے۔ حضرت حماد بن ابی سلیمانؒ نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اور حضرت سفیان ثوریؒ نے اس پر موافقت کی ہے ہم اس کو رخصت جواز نہیں بتاتے۔

حمادؒ نے یہ وجہ بیان کی ہے اگر امام بے وضو ہو جائے تو عورت اس کے مقام پر کھڑی نہیں ہو سکتی۔ یہ کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بے وضو بھی نہ ہو تو پھر کیا عارضہ ہے۔

اگر بے وضو ہو جائے تو وہ واپس جا کر وضو کر لے اگر اس کا عقیدہ یہ ہے تو اپنی اصل نماز سے بنیاد رکھ کر آگے شروع کر دے۔ جو اس کے پیچھے عورتیں ہیں وہ اپنی نماز کو اکیلی اکیلی ہو کر پورا کر لیں۔ اگر نماز کی امامت کرا لے جو بقیہ نماز رہتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک مختار امر یہ ہے۔ کہ امام بے وضو ہو جائے وضو کر لے اور اپنی نماز کا اعادہ کر لے اور اقتدا کرنے والوں کی نماز جائز ہے۔

Marfat.com

اور جس کا مسلک یہ ہے کہ امام کی نماز فاسد ہونے سے مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ مسلک سفیان ثوریؒ کا ہے۔ لیکن یہ مسلک اقرب الی الصواب نہیں ہے۔

امام کی نماز فاسد ہونے سے مقتدیوں کی نماز فاسد ہونا ایسے قول پر ہے جو امام کی اقتدار مقتدی کی اقتدار قرار دیتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے امام جماعت کراتا ہے لیکن وہ محدث (بے وضو) نہیں ہوتا اگر بے وضو ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر بے وضو نہ ہوا تو اس کی نماز فاسد نہ ہو گی۔

اسی طرح امام عورتوں کو جماعت کرائے اور اس کا وضو خراب نہ ہو تو اس کی نماز بھی پوری اور عورتوں کی نماز بھی تام (پوری) ہو گی۔ اگر بے وضو ہو گیا تو اس کی نماز بھی فاسد اور عورتوں کی بھی فاسد ہو گی۔ یہ اس کے مسلک پر ہے۔ جو یہ کہتا ہے امام کے وضو کے فاسد ہونے سے اس کے مقتدیوں کی نماز فاسد ہوتی ہے۔

علامہ موصوفؒ اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ امام کی نماز فاسد ہو گی لیکن مقتدیوں کی نماز میں کوئی نقص نہ آئے گا۔ کیونکہ امام کی نماز خراب ہونے سے مقتدیوں کی نماز خراب نہ ہو گی۔

ابن ذکوان بیان کرتے ہیں۔ کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے امہات المومنین کو مقام منیٰ میں فجر کی نماز پڑھائی۔ نخعیؒ کہتے ہیں اذان اور تکبیر کہتا تھا اور مسجد میں میرے پیچھے نماز پڑھنے والی بوڑھی عورتیں ہوتی تھیں۔

سفیانؒ فرماتے ہیں۔ کہ دو آدمی اور ایک عورت ہو تو آدمی آدمی کے پہلو میں کھڑا ہو جائے اور عورت ان کی اقتدار میں نماز ادا کرے۔

حسنؒ سے کسی نے سوال کیا تھا۔ کہ عورت فرض نماز ادا کر کے اہل دار کو نوافل کی جماعت کرا سکتی ہے آپ نے ایسے کرنے کو بدترین عمل قرار دیا تھا۔

دوسرا سوال یہ کیا گیا۔ کہ گھر میں صرف عورت قرآن پڑھی ہوتی ہے کیا اس کی اقتدار میں مرد قیام کر سکتا ہے آپ نے اسے اجازت ہے۔

حافظ قرآن کا اپنی نماز علیحدگی میں ادا کرنا

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوافل گھر میں پڑھتے تھے۔

زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی کا ایک حجرہ بنایا ہوا تھا اور چند راتیں آپ نے نماز پڑھی حتیٰ کہ لوگوں کا اجتماع وہاں ہو گیا۔ پھر آپ نے مسجد میں آنا ترک کر دیا۔ گھر میں نوافل ادا کرتے رہے۔ بعدہ

لوگوں نے اپنی آواز کی بلندی سے آپ کو بیدار کرنا چاہا لیکن آپ نے ان کی کسی حرکت کا ایکشن نہ لیا۔

آپ نے صبح انہیں خطاب کیا میں تمہارے رات کے معاملہ کو خوب جانتا تھا لیکن مجھے یہ ڈر تھا کہ کہیں تم پر یہ نفلی نماز فرض نہ کر دی جائے اور جب یہ فرض ہو جاتی تو تم اس کو ادا نہ کر سکتے۔ بعدہ فرمایا لوگو۔ اپنے گھروں میں نماز ادا کرو۔ کیونکہ آدمی کی نفلی نماز گھر میں افضل ہے، علاوہ فرضی نماز کے۔

زید بن ثابتؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے بالنسبت مسجد کے۔ ہاں فرضی نماز مسجد میں ادا کرو۔ لیثؒ کہا کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ لوگوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔

مالکؒ کہتے ہیں کہ ابن ہرمزؒ قاری اپنے گھر میں جا کر قیام نوافل کرتے۔ حضرت ربیعہؒ کا بھی یہی عمل تھا۔

قاسمؒ اور سالمؒ گھروں میں نوافل پڑھتے، عوام الناس کے ساتھ نہ پڑھتے تھے۔ میں نے یحیٰی ابن سعید کو دیکھا۔ وہ لوگوں کے ساتھ قیام کرتے لیکن میں لوگوں کے ساتھ قیام نہیں کرتا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آدمی کا قیام گھر میں افضل ہے۔ جب آدمی کو رات میں بیدار ہونے کی قدرت ہو کیونکہ رسول کریم صلعم گھر میں قیام کرتے تھے۔

نافع کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابن عمرؓ رمضان میں عشاء کی نماز مسجد میں ادا کرتے اور گھر چلے جاتے۔ جب ہم قیام سے فارغ ہوتے، میں آپ کو بیدار کرتا۔ پھر آپ وضو کرتے۔ سحری کا انتظام کرتے۔ پھر مسجد میں جا کر نماز پڑھتے۔ صبح تک ایسا کرتے۔

مجاہدؒ کہتے ہیں۔ ابن عمرؓ کہا کرتے تو اس کے پیچھے خاموش ہو کر کھڑا ہے گویا گدھا ہے تجھے چاہیے کہ نماز گھر میں ادا کرے۔

عبید اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں قاسم، سالم، نافع، کی واپسی کی آواز سنتے وہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

ابو اسودؒ کہتے ہیں عروہ بن زبیرؓ عشاء کی نماز رمضان میں پڑھتے پھر گھر چلے جاتے لوگوں کے ساتھ قیام نہ کرتے۔

صالح مریؒ کہتے ہیں ایک آدمی نے حسن بصریؒ سے کہا یہ رمضان ہے جس نے مجھ پر سایہ کیا ہے میں نے قرآن پاک پڑھا ہوا ہے۔ کیا میں اکیلا ہو کر نماز ادا کروں یا میں مسلمانوں کے ساتھ جماعت سے ادا کروں۔ آپ نے فرمایا اپنے نفس کے لیے سہولت چاہتا ہے وہ جگہ دیکھ جو تیرے دل میں ڈر پیدا کرے اور تجھے چوکنا کرتے میں بہتر لگے۔

حسنؒ کہا کرتے تھے۔ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ سکے وہ نماز پڑھے جب کہ امام قرآن مجید پڑھ کر راحت بخشے۔ تو یہ افضل ہے ورنہ اکیلا نماز پڑھ لے۔ اگر اسے قرآن مجید یاد ہے تو ایسا نہ ہو کر وہ بھلا دے۔

شعبہؒ بیان کرتے ہیں۔ اشعث بن مسلم نے کہا میں نے اپنی مسجد والوں کو دیکھا کہ وہ رمضان میں نماز پڑھاتا۔ اور

Marfat.com

لوگ اس کی اقتدا میں نماز پڑھتے رلوگ مسجد کے کونے میں اکیلے اکیلے نماز پڑھتے تھے۔

لوگ ابن زبیرؓ کے عہد میں ایسا مدینہ کی مسجد میں کرتے تھے۔ شعبہؒ کہتے ہیں۔ اسحاق یا سوید کہتے تھے۔ قراء بنی عبس صف باندھتے اور امام لوگوں کو نماز پڑھاتا اور وہ علیحدہ پڑھتے تھے۔

سعید بن جبیرؓ بذات خود نماز مسجد میں پڑھتے۔ اور امام لوگوں کو نماز پڑھاتا۔ ابن ملیکہؓ رمضان میں مقام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔ بعض مسجد میں آپ کی اقتدا کرتے اور بعض اپنے گھروں میں اس کی اقتدا کرتے۔

یحییٰ بن وثابؒ۔ لوگوں کو رمضان میں نماز پڑھاتے اور لوگ اپنی اپنی نماز علیحدہ مسجد کے کونے میں پڑھتے۔

ابراہیمؒ کہتے ہیں۔ کہ عابد لوگ مسجد کے کونے میں نماز پڑھتے اور امام لوگوں کو رمضان المبارک میں نماز پڑھاتا۔

ابو محرزؒ۔ رمضان المبارک میں مسجد کے آخری کونہ میں نماز پڑھتے اور لوگ مسجد کے اگلے حصہ میں پڑھتے۔

مجاہدؒ کہا کرتے تھے۔ جب آدمی کو دس سورتیں یاد ہوں تو بار بار پڑھے اور رمضان میں امام کے پیچھے نہ پڑھے

یحییٰ بن ایوبؒ کہتے ہیں۔ میں نے یحییٰ بن سعید کو دیکھا عشاء کی نماز مدینہ کی مسجد میں امام کے ساتھ پڑھتے پھر وہ گھر چلے جاتے۔ میں نے آپ سے پوچھا وہ فرمانے لگے میں نے پہلے مسجد میں قیام کیا کرتا تھا پھر میں نے ایسا کرنا چھوڑ دیا اگر مجھے طاقت ملے تو قیام مع جماعت پسند ہے۔

مالکؒ بیان کرتے ہیں عمرؓ بن اصحاب فضل اور دانش سے رکھتے اور وہ ایک عابد اور نیک آدمی تھا مجھے ایک آدمی نے بتایا اس کا قرآن رمضان میں سنا جاتا تھا۔ وہ قرآن پاک کو روزانہ رمضان میں شروع کرتے اور روزانہ قرآن کو ختم کر دیتے۔ آپ رمضان میں عشاء کی نماز پڑھ کر۔ گھر آجاتے اور جب ۲۳ ویں رات ہوتی اس رات لوگوں کے ساتھ قیام کرتے۔ اس دن کے علاوہ کسی رات میں نہ قیام کرتے۔ کسی نے کہا آدمی روزانہ ختم قرآن کرتا ہے اس نے کہا کہ یہ اس نے بہت بہتر کیا ہے۔ قرآن مجید ہر خیر کا امام ہے۔

قبیصہؒ کہتے ہیں۔ کہ میرے پیچھے سفیان ثوریؒ نے ایک ترویحہ رمضان میں ادا کیا۔ پھر آپ الگ ہو گئے۔ پھر آپ نے ایک ترویحہ یعنی ۴ رکعت نماز ادا کی۔ آپ قرآن کی تلاوت بلند آواز سے پڑھتے۔ حتیٰ کہ آپ مجھے سخت سست کہتے۔ پھر آپ میرے پیچھے ایک ترویحہ پڑھتے پھر آپ اپنا جوتا اور فلاں تھیلی پکڑ کر گھر چلے جاتے۔ اور میرے ساتھ وتر پڑھنے کا انتظار نہ کرتے۔

ابو اسحاق فزاریؒ نے رمضان المبارک میں مسجد کے آخری حصہ میں ستون کے ساتھ نماز ادا کی۔ اور امام لوگوں کو نماز پڑھاتا اور آپ خود علیحدہ نماز پڑھتا۔

Marfat.com

امام شافعیؒ فرماتے ہیں اگر آدمی نماز رمضان میں اکیلا گھر پڑھ لے تو میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور جماعت سے نماز ادا کرے تو احسن ہے۔

ابو داؤدؒ کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا۔ امام لوگوں کو تراویح کی نماز پڑھائے اور لوگ اس کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کریں۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک امام کی اقتداء بہترین عمل ہے۔

امام قیام میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھے

حضرت عائشہؓ کا غلام ذکوان رمضان کے قیام میں قرآن دیکھ کر پڑھتا تھا۔ ابن شہابؒ سے کسی نے سوال کیا کیا امام قرآن مجید پر دیکھ کر رمضان میں نوافل پڑھا سکتا ہے آپ نے جواب میں کہا شروع اسلام سے لوگ ایسا کرتے آئے ہیں۔ ہمارے بزرگ بھی قرآن پر دیکھ کر پڑھتے تھے۔

ابراہیمؒ اپنے اہل و عیال کو رمضان میں قیام کراتے اور انہیں حکم دیتے کہ نماز میں قرآن پر دیکھ کر پڑھو۔ اور فرماتے بلند آواز سے پڑھو تاکہ مجھے سنائی دے۔

قتادہؒ کا بیان ہے سعد بن مسیبؒ اگر رات کو قیام کرنے والے کو قیام کرنے والے کو قرآن مجید یاد ہے۔ تو قیام میں وہ حصہ پڑھا لے اگر نہیں تو قرآن پر دیکھ کر پڑھ لے۔

حسن فرماتے ہیں قرآن پر دیکھ کر نہ پڑھے ہاں جو اسے یاد ہے بار بار نماز میں دہراتا رہے۔ کیونکہ مصحف پر دیکھ کر پڑھنا یہود کا طریقہ ہے۔ قتادہؒ کہتے ہیں مجھے سعید کا قول بہت پسند ہے۔

ایوبؒ کہتے ہیں۔ محمدؒ نفلی نماز میں قرآن پر دیکھ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے۔ یحییٰ بن سعید انصاری رمضان میں رات کے قیام میں قرآن پر دیکھ کر پڑھنا بلا شبہ جائز قرار دیتے۔

ابن وہبؒ کہتے ہیں حضرت امام مالکؒ سے سوال کیا گیا کہ ایک بستی ایسی ہے وہاں کا امام حافظ قرآن نہیں۔ وہ رمضان مبارک کے قیام میں ایک شخص کو امام بنا لے اور وہ قرآن پر دیکھ کر جماعت کرائے یہ عمل کیسا ہے۔ آپ نے جواب میں کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسرا سوال کیا گیا کہ کیا ایسے شخص کے پیچھے جو دیکھ کر قرآن پڑھ رہا ہے حافظ قرآن نماز پڑھ سکتا ہے۔ فرمانے لگے حافظ اپنی نماز گھر میں ادا کرے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں فرضی نماز بھی قرآن پر دیکھ کر پڑھائی جا سکتی ہے۔

دوسرا سوال کیا گیا کیا رمضان کے نوافل میں قرآن پر دیکھ کر قیام کیا جا سکتا ہے آپ نے جواب دیا مجبوری کی حالت

میں اجازت ہے۔ مسلک اسحاقؒ کا ہے۔

جس نے مصحف پر دیکھنا مکروہ قرار دیا ہے

اعمشؒ کہتے ہیں ابراہیم فرمایا کرتے تھے نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا اہل یہود کی مشابہت کی بنا پر مکروہ ہے۔

لیثؒ کہتے ہیں حضرت مجاہدؒ بھی ایسا کرنے کو مکروہ کہتے تھے۔

سلیمان بن حنظلہؒ ایک مسجد میں گزرے اور ایک امام قرآن پاک کو سٹول پر رکھ کر جماعت کرا رہا تھا۔ آپ نے قرآن اٹھا لیا اور سٹول کو باہر پھینک دیا اور ساتھ ہی کہا یہ مکروہ ہے۔

شعبیؒ کہتے ہیں کہ قرآن پاک پر دیکھ کر امامت کرانا مکروہ عمل ہے۔

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ رمضان اور غیر رمضان میں قرآن پر دیکھ کر جماعت کرانا مکروہ ہے کیونکہ اہل کتاب سے تشبیہ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے تھے جس نے قرآن مجید پر دیکھ کر امامت کرائی اس کی نماز فاسد ہے۔ عبدالحسین۔ (امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کہتے تھے نماز پوری ہو گئی لیکن کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ طریقہ اہل کتاب کا ہے۔

محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں۔ کہ صرف امام ابوحنیفہؒ نے قرآن پر دیکھ کر نماز پڑھانے والے کی نماز کو فاسد کہا ہے ورنہ بعض نے صرف کراہت پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ عمل اہل کتاب سے تشابہ رکھتا ہے اور کسی اہل علم نے یہ علت بیان نہیں کی۔

نماز کے فاسد ہونے کی وجہ کوئی سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ قرآن کا قراءت کرنا نماز کا عمل ہے۔ قرآن مجید میں دیکھنا ایسا ہی ہے جس طرح کہ آدمی دوسری اشیاء کو حالت نماز میں دیکھتا ہے اگر کلام نہ بھی کرے تو اس کی نماز بزعم امام ابوحنیفہؒ فاسد ہو جائے گی۔

محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں قرآن مجید کو کتب حساب اور دوسری کتابوں سے تشبیہہ دینا بعید ہے۔ کیونکہ قرآن مجید پڑھنا نماز کی جز ہے۔ دوسری کتب حساب وغیرہ پڑھنا نماز کی جز نہیں ہے۔ پس جس نے قرآن پاک کے علاوہ کسی اور کتاب کا مطالعہ حالت نماز میں شروع کر دیا اس کی نماز شبہ سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق غیر نماز کا عمل نماز میں کر دیا۔ اس کی نماز فاسد ہو گی۔

حضرت عائشہؓ بتاتی ہیں ابوالجہمؓ بن حذیفہؓ نے آنحضرت صلعم کو بطور تحفہ ایک چادر پیش کی اس میں کچھ نشانات تھے

آپ نے اس میں نماز ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمانے لگے یہ چادر ابو جہم کو واپس کر دو۔ کیونکہ اس کے نشانات نے مجھے ایسا غافل کیا ہے۔ قریب تھا کہ مجھے یہ چادر فتنہ میں ڈال دیتی۔

رمضان کے قیام میں اعوذ باللہ پڑھنا

ابن شہاب بیان کرتے ہیں۔ قراء حضرات ہمیشہ ہر ایک رمضان میں سورۃ فاتحہ سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بلند آواز سے پڑھتے۔ کیونکہ یہاں کا دستور تھا۔

نعوذ بک من الشیطن الرجیم، انک انت السمیع العلیم سبحانک رب العالمین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولا کریم ہم تجھ سے شیطان مردود کی پناہ چاہتے ہیں۔ تو ہمارا مطالبہ سنتا اور جانتا ہے۔ تیری ذات نرالی ہے۔ اللہ کے اسم پاک سے یہ کتاب شروع ہے جو بار بار رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

ابو زناد بیان کرتے ہیں۔ میں قراء کو ایسا پایا کہ وہ رمضان پاک میں اپنی قرأت کا آغاز اعوذ باللہ السمیع العلیم سے کرتے پھر دوسری تلاوت شروع کرتے خود آپ ہر رمضان میں ایسا کرتے حتیٰ کہ وفات تک اسی پر عمل کرتے رہے۔

عمرو بن عبدالعزیز کے قاری اعوذ باللہ ہمیشہ رمضان میں پڑھتے تھے۔

جیدی کہتے ہیں یہ قراء لوگ ماہ رمضان میں کہا کرتے۔ اللھم سلمنا لرمضان وسلم لنا رمضان وسلم منا شہر رمضان وتقبلہ منا۔

مولا کریم ماہ رمضان کے لئے ہمیں سلامت رکھنا اور رمضان کو ہماری سلامتی کا باعث بنانا اور ہماری عملی پونجی کو قبول فرمانا۔ موصوف اہل مدینہ کا حال سنا رہے تھے۔ وہ سورہ فاتحہ سے فارغ ہو کر آخر میں ربنا انا نعوذ بک، مولا کریم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ پڑھتے تھے۔

ابن وہب کہتے ہیں۔ میں نے امام مالک سے سوال کیا بھلا یہ تھا کیا قاری نفلی نماز میں اعوذ باللہ پڑھ سکتا ہے اور اسی طرح ماہ رمضان میں قرأت سے بلند آواز سے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے اس مبارک ماہ میں اجازت ہے اسی طرح بلند آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی اس مبارک ماہ میں پڑھ سکتا ہے۔

Marfat.com

ابن قاسمؒ کہتے ہیں امام مالک سے یہ سوال کیا گیا کیا امام تکبیر تحریمہ کے بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم سے افتتاح کر سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں رمضان میں اجازت ہے کیونکہ ہمارے قاری ایسا کرتے ہیں اور یہ امر قدیمی ہے۔

حضرت اسحاقؒ فرماتے تھے ماہ رمضان میں امام کو ہر سورۃ سے قبل بلند آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا پڑھنا جائز ہے اور آپ نے عبداللہ بن مبارکؒ کا بھی قول بتایا اور ابن مبارکؒ فرمایا کرتے تھے جس نے قیام رمضان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ہر سورت سے پہلے پڑھنا ترک کر دیا اس نے قرآن مجید کی ۱۱۳ آیات چھوڑ دیں۔ اور نہ ہی اس نے قرآن مجید کو ماہ رمضان میں ختم کیا۔

رمضان کی پہلی رات میں کیا پڑھنا چاہیئے

اہل مدینہ ماہ رمضان کی آمد پر پہلی رات میں سورت فتح (انا فتحنا لک فتحا) پڑھتے تھے۔

تراویح میں امام کی قرأت خاموشی سے سننا

ابن جریجؒ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا مقتدی امام کی اقتداء کن حالتوں میں کرے آپ نے فرمایا صرف قرأت میں اعوذ باللہ۔ اللہ اکبر۔ تشہد، خود پڑھے کیونکہ ان میں امام کی اقتداء واجب نہیں ہے۔

حضرت عطاء کہتے ہیں امام کی قرأت سن لے اور اس کو خوب سمجھے ہاں صرف سورہ فاتحہ ضرور امام کے پیچھے پڑھے۔ میں نے حضرت جریجؒ سے کہا اگر ایسا ہو کہ امام کی قرأت کو خوب سمجھ لوں اور وہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کروں۔ فرمانے لگے، خاموشی سے سن۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ انصتوا، خاموشی کرو، فاسمعولہٗ، اور غور سے سنو۔ قیام کی حالت میں۔ میں قاری کی قرأت سن لوں اور اسے خوب سمجھ لوں تو میں خاموش ہوں فرمانے لگے ہاں یہ چیز فرض نہیں ہے۔ قرأت کو سمجھو اور خاموشی اختیار کرو۔ میں نے کہا ظہر کے قیام میں قرأت کرنا کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں سورت فاتحہ اور ایک مختصر سورت اور سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ بعد میں پڑھتا ہوں۔ میں نے کہا۔ اگر ایسا ہو کہ امام کی آواز نہ سنی جائے اور نہ ہی قرأت سمجھ آئے تو آپ نے فرمایا آپ کی مرضی پر موقوف ہے

پڑھ تو بچاہے چھوڑ دو۔

قرآن کو قیام رمضان میں غناء سے پڑھنا

نوفل بن ایاس ھذلی کہتے لوگ مسجد میں ماہ رمضان میں قاری کی حسن قرائت پر مائل ہوتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ بن خطابؓ فرمانے لگے انہوں نے قرآن مجید کو گانا بنا دیا۔ بخدا اگر مجھے طاقت ملی تو اسے بدل دوں گا بہو دن نہیں گزرے تھے۔ کہ آپ نے ابی بن کعب کو امامت کے لئے مقرر کر دیا۔ بعدہ آپ فرمانے لگے۔ کہ اگر یہ بدعت ہے۔ تو میں اسے بہترین بدعت کہتا ہوں (ان کانت ھذہ البدعۃ لنعمت البدعۃ)

ایوبؒ کہتے ہیں۔ کہ ایک مدنی آدمی عراق سے تشریف لایا۔ اس کا نام بیذق تھا۔ وہ مدینہ میں قیام پذیر ہوا لوگوں نے اسے رمضان میں نماز پڑھانے کے لئے مقرر کر لیا۔ ایک دن لوگوں نے حضرت سالمؒ سے کہا کہ آپ ضرور تشریف لائیں چنانچہ اصرار بسیم کی بنا پر تشریف لائے آپ جب مسجد میں داخل ہوئے فوراً واپس چلے گئے۔ کہنے لگے غناء غناء۔ یہ گانا ہے یہ گانا ہے۔

حسنؒ آواز نکال کر قرآن کو پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے۔

ایاس بن معاویہؒ اس قاری کی قرائت کو معیوب جانتے تھے اور فرماتے اگر تو گانے والا ہے۔ تو اشعار پڑھ ورنہ قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

سعید بن جبیرؒ نے ایک آدمی سے کہا تم نے میرے بعد کیا ایجاد کیا ہے۔ اس نے جواب دیا ہم نے تیرے بعد کوئی نیا کام شروع نہیں کیا ہے۔ فرمانے لگے ہاں اعمشؒ اور ابن سیتی ہمیں قرآن مجید غناء سے سناتے ہیں۔ اعمشؒ کے پاس ایک شخص نے الحان کے ساتھ قرآن مجید پڑھا۔ تو آپ واپس چلے گئے اور کہنے لگے کہ حضرت انسؓ کے سامنے ایسا واقعہ پیش آیا تو آپ نے اسے مکروہ جانا اس لیے میں مکروہ جانتا ہوں۔

عابس غفاریؓ نے ایک دن موت کی خواہش کی۔ اس کے چچازاد بھائی کہنے لگے آپ موت کی آرزو کیوں کرتے ہیں حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کی آرزو مت کرو۔ کیونکہ یہ عمل کو کاٹ دیتی ہے۔ اور نہ آدمی واپس آ کر وہ توبہ کرتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ چھ چیزوں کی آمد سے پہلے وفات پا جاؤں۔ وہ ذیل ہیں ۱۔ فیصلہ میں ظلم کرنا ۲۔ قتل کیے کیسے ہم سستی کرنا ۳۔ اور سفہاء (نادانوں) کی امارت ۴۔ قطع رحمی کرنا ۵۔ کثرت شُرَط ۶۔ جو آدمی قرآن مجید کو بانسری کی طرح پڑھتے ہے۔ گانا گانے لوگ اس شخص کو آگے کریں گے جو ان سے بہتر نہ ہوگا اور

فقیہ ہو گا۔ صرف ان کو گانے کی طرز پر قرآن پاک سنائے۔

امام مالکؒ مسجد میں ماہ رمضان کے قیام میں قرآن مجید کی تلاوت گانے کی طرز پر پڑھنے کو مکروہ کہتے تھے۔

امام شافعیؒ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ جو شخص قرآن مجید کو غناء سے نہیں پڑھتا وہ ہم سے نہیں ہے موصوف فرماتے ہیں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ تکلف سے قرأت کرتا ہے معیوب ہے۔ ورنہ حسن انداز سے محبوب ہے۔

جس نے نماز کو تراویح کے درمیان مکروہ جانا

عبادہ بن صامتؓ تراویح کے بعد لوگوں کو دیکھتے کہ وہ رمضان میں نماز پڑھ رہے ہیں جب وہ اس کی بات نہ مانتے تو کھڑے ہو کر مارتے۔

عقبہ بن عامرؓ رمضان میں ایک آدمی مقرر کرتے تاکہ تراویح کے بعد کوئی نفل نہ پڑھے۔

ابو درداءؓ کہتے۔ جس نے دوران تراویح نماز پڑھی وہ ہم سے نہیں ہے۔ عمران بن مسلم نے ایک آدمی کو دیکھا وہ ماہ رمضان میں دو ترویحوں کے درمیان نماز پڑھ رہا ہے اسے کھینچ کر کہنے لگے قوم کی مخالفت نماز میں درست نہیں ہے۔

حضرت امام احمدؒ سے سوال کیا گیا کیا امام اور مقتدی درمیان تراویح نماز پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کسی کو اجازت نہیں ہے۔ دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ لوگوں نے ۵ ترویحات پڑھے لیکن اس کے درمیان کوئی آرام نہیں کرتے۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں؟ فرمانے لگے کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت اسحاقؒ تراویح کے درمیان نماز پڑھنا مکروہ جانتے تھے۔

ترجمہ:۔ لفظ تراویح۔ اس کی جمع ترویحہ ہے۔ جس کے معنٰی راحت اور آرام کے ہیں۔ چار رکعت پڑھ کر نمازی آرام کرتے تھے۔ یہ لفظ دور نبوی میں نہیں ملتا ہاں صحابہ کے دور میں یہ لفظ استعمال میں لایا گیا تھا۔ ترویحہ چار رکعت کا کہلاتا تھا۔ مترجم۔

تراویح کے درمیان نماز پڑھنے کی اجازت

حضرت امام زہریؒ سے سوال کیا گیا۔ دو رکعت تراویح پڑھ کر بعدہ نوافل پڑھ سکتا ہے آپ فرمانے

Marfat.com

لگے تمہاری قوت پر مبنی ہے۔ اگر طاقت ہو تو نماز پڑھ لو۔ اس پر ذیل بزرگان دین کا عمل شاہد ہے۔

۱۔ عامر بن عبداللہ بن زبیرؒ ۲۔ ابوعمروؒ ۳۔ سعید بن عبدالعزیزؒ ۴۔ لیث بن سعدؒ ۵۔ ابن جابرؒ ۶۔ ابوبکر بن حزمؒ ۷۔ یحیٰ بن سعیدؒ ۸۔ ابن علیہؒ ۹۔ قیس بن رافعؒ ۱۰۔ اوزاعیؒ ۱۱۔ ابن مبارکؒ ۱۲۔ ابومعاویہؒ ۱۳۔ علی بن حسنؒ ۱۴۔ امام مالکؒ۔ اس میں کوئی حرج نہ محسوس کرتے تھے۔

حضرت قتادہؒ فرماتے دو ترویحوں کے دوران نماز پڑھ سکتا ہے۔ ہاں اگر وہ پھر امام کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لے۔ تو نماز پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے تو جائز ہے

ابراہیمؒ کہتے اگر کوئی دو ترویحوں میں نماز پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے ہاں شرط یہ ہے کہ یہ پھر امام کے ساتھ نماز پڑھ لے۔

صفوانؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اشیاخ دو ترویحوں کے درمیان نماز پڑھتے تھے اور بعض نہیں بھی پڑھتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن اسودؒ۔ درمیان ہر رکعت کے ایک رکعت نفل پڑھتے تھے۔

عبیدہ بن ابی لبابہؒ فرماتے ہیں قیام رمضان کی ہر ہر رکعت میں نفلی نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

ہم ایک فرضی نماز سے دوسری فرضی نماز تک نوافل پڑھتے ہیں۔ یہ بہتر ہے کہ فرائض کے بعد نوافل پڑھے جائیں۔

نابالغ کو قیام رمضان میں امام بنانا

عمرو بن سلمہؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ چند آدمی ایک قبیلہ کے رسول کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ سے یہ سنا کہ امام وہ شخص ہے جس کو قرآن مجید زیادہ یاد ہو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے امام بنا لیا۔ میں غلام (نابالغ) بچہ تھا۔ پھر میں یہ ڈیوٹی ادا کرتا رہا۔

حضرت عاصمؒ کہتے وہ اپنی قوم کی جملہ امامت (جنازہ اور غیر جنازہ) کی ڈیوٹی ادا کرتا رہا۔

عمرو بن سلمہؒ اپنی امامت کا فلسفہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ میرے والد محترم سلمہؓ بیان کرتے ہیں ہماری رہائش ایسے مقام پر تھی جہاں کہ پانی کی کثرت تھی۔ قافلے وہاں آکر ٹھہرتے اور پانی کا استعمال کرتے اور جب بھی کوئی قافلہ آتا ہم اس سے کئی امور دریافت کرتے۔ اور ہم یہ بھی سوال کرتے کہ ایک عرب میں مدعی نبوت شخص ہے اس کے متعلق تمہیں کوئی خبر ہو تو ہمیں بتانا تاکہ میں اپنے دل کی پیاس کو اس کے دیدار سے بجھا سکوں۔ اور عرب اس کے اسلام اور فتح کی انتظار میں تھے۔

Marfat.com

تاکہ اسے اور اس کی قوم کا جائزہ لیں۔ ہاں اگر وہ اس علاقہ میں آ گیا تو سچا نبی ہو گا جب مکہ ۸ ہجری میں فتح ہوا۔ تو ہر قبیلے نے اسلام میں داخل ہونے کی خواہش کی چنانچہ کچھ لوگ داخل ہو گئے اور میں بھی اپنے خاندان کی طرف سے آنحضرت کے پاس گیا اور حقائق کی جستجو کرتا رہا واپس آ کر فرمانے لگے بخدا میں سچے رسول صلعم کی طرف سے آیا ہوں۔ بخدا وہ نبی صادق ہے اور وہ نماز کی اس طرح تلقین کرتا ہے اور اوقات صلوٰۃ اس طرح متعین کرتا ہے اور نماز کی صورتیں اس نے یوں بیان کی ہیں اور ساتھ ہی اس نے بتایا ہے کہ نماز کے وقت پر ایک اذان کہے اور جو قرآن زیادہ جانتا ہے وہ جماعت کرائے چنانچہ اس جگہ پر رہائش کرنے والوں نے میرے سوا کسی کو قرآن کا حافظ نہ پایا۔ انہوں نے مجھے امام بنا دیا۔ میری عمر اس وقت ۶ یا سات برس کی تھی۔ اور میرے تن پر سوائے چادر کے کچھ نہ تھا۔ ہمارے قبیلہ کی ایک عورت میری عدم ستر کی حالت کو دیکھ کر کہنے لگی غطوا سعت اسامیکم یا اپنے امام صاحب کے ستر ڈھانپنے کا اہتمام کرو۔ چنانچہ انہوں نے اس کی اپیل پر ایک قمیص معقد البحرانی کپڑے کی بنا دی۔ جو کہ چھ درہم یا سات درہم قیمت کے تھے۔ ($\frac{1}{2}$ ۱ یا $\frac{1}{12}$ ۱ روپیہ کے تھے) میں نے قمیص دیکھ کر بہت خوشی کی۔

اشعر بن قیس اپنے علاقہ کے امیر تھے۔ آپ نے ایک نابالغ بچے کو امامت کے لئے آگے کر دیا۔ لوگوں نے اسے معیوب جانا آپ نے جواب دیا میں نے قرآن پاک کو مقدم کیا ہے۔

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نابالغ طالب علموں کو رمضان مبارک میں امام بناتی تھیں۔ پھر ہم اللہ کے لئے روٹی اور بھونی ہوئی چیزوں کا اہتمام کرتی تھیں۔

حسنؒ فرماتے۔ نابالغ بچہ رمضان میں امامت کرا سکتا ہے بشرطیکہ حسن قرأت جانتا ہو۔

ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے دور میں ہمیشہ نابالغ رمضان اور غیر رمضان میں نماز پڑھاتے رہے ہیں اور قرآن مجید پر انہیں پورا پورا عبور ہوتا تھا۔

حضرت لیثؒ فرماتے ایسا امام بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یحییٰؒ بن سعید فرمایا کرتے تھے کہ نابالغ بچہ فرائض کی جماعت نہ کرائے ہاں رمضان المبارک میں اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن عباسؓ کا قول ہے کہ نابالغ جماعت کرا سکتا ہے یہ قول حضرت عطاءؒ کا ہے۔

ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے نابالغ فقیہہ اور فہیم کی امامت کے متعلق سوال کیا

Marfat.com

تو آپ نے جواب دیا میں اس کے حق میں نہیں ہوں پھر سوال یہ کیا کہ نابالغ کسی کے گھر میں امامت کرا سکتا ہے۔ دوسرے کو کوئی اجازت نہیں ہے ہاں ایک صورت ہے گھر والا اگر پورا جائزہ لے لے تو پھر وہ اپنا حق دے سکتا ہے جس پہ غیر نابالغ جماعت کرا سکتا ہے۔

مجاہدؒ فرماتے نابالغ جماعت نہیں کرا سکتا۔ حضرت ابراہیمؒ فرماتے نابالغ فرض نماز کی امامت نہیں کرا سکتا۔

حضرت سفیان ثوریؒ نابالغ کی امامت کو مکروہ جانتے تھے۔

حضرت امام مالکؒ رمضان اور غیر رمضان میں نابالغ کی امامت کو جائز نہ کہتے تھے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر نابالغ نماز کے مسائل کو جانتا ہو اور بالغ بھی پڑھنے والے موجود ہوں تو اس کی امامت بلاشبہ جائز ہے اور پسندیدہ امر یہی ہے بالغ ہی امامت کرائے۔ بالغ پھر وہ امام ہو گا جو کہ نماز کے تمام متعلقہ مسائل سے باخبر ہو۔

ابوداؤدؒ کہتے ہیں میں نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے نابالغ کی امامت کا سوال کیا اور ساتھ ہی کہا کہ عمرو بن سلمہؓ نابالغ نے جماعت کرائی تھی آپ نے جواب دیا نابالغ کی امامت ٹھیک نہیں ہے۔ اور عمروؓ والا معاملہ ابتدائے اسلام کی بنا پر تھا۔

حضرت اسحاقؒ فرماتے ہیں نابالغ نماز کے مسائل پر واقفیت تامہ رکھتا ہو تو اسے اجازت ملتا ہے۔ کیونکہ ارشاد نبوی صلعم ہے۔ کہ قوم کی امامت وہ کرائے جو قاری ہے اگرچہ وہ نابالغ ہو یہ دلیل مستحکم ہے۔ حضرت سعیدؒ نے ابی سلمہؓ سے کہا ہمیں کوئی حدیث بیان کرو۔ آپ نے پھر یہ حدیث بیان کی۔ کہ جب سفر میں تین آدمی ہوں تو ان میں جو زیادہ قرآن کا قاری ہے وہ جماعت کرائے اگرچہ چھوٹا ہو۔

حضرت اسحاقؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ کسی کو اجازت نہیں ہے کہ امامت کے لئے نابالغ کو آگے کھڑا کر دے۔ کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بیٹے نابالغ کو لوگوں نے امامت کے لئے کھڑا کر دیا۔ آپ نے اپنے عمال کو ڈانٹا کہ تم نے میرے بیٹے کو لوگوں کا امام بنا دیا ہے: اس کی عمر نا پختہ ہے اور یہ عمر لوگوں کی امامت کے قابل نہیں ہے۔

آپ کو یہ واقعہ بھی ذہن نشین کرنا چاہیئے کہ حضرت اشعث بن قیسؓ نے ایک بچے کو امامت کے لئے کھڑا کر دیا تھا۔ تو عوام نے ڈانٹا تو اس نے جواب دیا میں نے قرآن کو مقدم کیا ہے اور بچے آ کر مساجد

Marfat.com

کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔

ابو مالک اشعری نے اپنی قوم سے یوں مخاطب ہو کر کہا۔ میں تمہیں رسول اکرم صلعم کے طریقہ کے مطابق نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلے صف آدمیوں کی، پھر بچوں کی پھر عورتوں کی۔

راشد بن سعید کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو پہلی صف میں کھڑا کرنے سے منع کیا۔

حضرت حذیفہؓ بچوں کی صف میں تفریق کرتے تھے۔

معمرؒ کہتے ہیں ابن حبیبؒ بیان کرتے ہیں ہمارے بزرگ مجھے صف سے نکال دیتے بچہ ہونے کی بنا پر۔

اسحاق فرماتے کہ بچہ کی عمر جب سات سال کی ہو تو اسے مسجد میں داخل ہونا منع ہے اگر جائے تو حرج بھی نہیں ہے۔

وہ صف اول میں کھڑے ہونے سے روکتے تھے۔ سات سال کے بچے کو مسجد سے نکالنا جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اکرم صلعم نے حکم دیا ہے سات برس کے بچے کو نماز پڑھاؤ (مشکوٰۃ ج ۱)

ہاں بچے سات سال کی عمر میں ہوں تو انہیں غیر اوقات صلوٰۃ میں مسجد سے نکال دینا چاہیئے۔ یہ اس صورت میں ہے جب وہ اس عمر یا اس سے کم عمر میں آکر شور اور ہنگامہ برپا کریں۔ اگر وہ اس عمر میں نماز کی حالت میں آئیں تو منع نہیں ہے۔ حضرت عبداللہؓ فرمایا کرتے اپنے بچوں کو نماز کا پابند بناؤ اور انہیں خیر (بھلائی) کی عادت ڈالو۔ کیونکہ عادت سے نیکی ملتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے نابالغ بچے کو مسجد میں لاکر پہلے عادی بنایا جائے۔ تاکہ وہ بڑا ہو کر فرائض سے غافل نہ ہو جائے۔ اور بچپن کی عمر کی عادت اور خصلت بڑھاپے تک مؤثر ہوتی ہے۔ جس سے فرائض میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

بچوں کی فرضیت کی مختلف صورتیں ہیں۔ بلوغت کی نشانی ۱۵ برس کی عمر ہے۔ لڑکیوں کی بلوغت عمر پر مبنی نہیں ہے۔ جب شریعت کے مسائل کو لڑکے جان لیں تو پھر نماز، روزہ، زکوٰۃ اور جرائم پر حدود جاری کی جائیں گی۔

سعید بن مسیبؒ کا قول ہے جب بچہ نماز کی تعداد اور رمضان کا روزہ رکھ لے تو اس کا ذبیحہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

علامہ بن محمد نصرؒ بچوں کے سلسلہ میں یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ عام طور پر بچے کپڑوں اور جسم کی صفائی سے عاری ہوتے ہیں اور نہ ہی نماز کے سلسلے نیت اخلاص، خشوع، اور وضو سے ناواقف ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اور امام اپنے مقتدیوں کیلئے استغفار کی دعا کرتا ہے۔ بصورت سفارش کے اور اسی پہ رحمت کا نزول ہوتا ہے تو اس بنا پر امامت کیلئے قوم بہترین آدمی کا انتخاب ضروری ہے۔ جو نماز کے جملہ مسائل سے واقف ہو، اور عالم اور قاری قرآن ہو۔ اور نماز کے تمام عوارض سے بھی واقف ہو۔ حسن رض فرماتے ہیں لوگ بہترین امام اور مؤذن رکھتے تھے موصوف فرماتے نابالغ کو امامت کا حق نہ دیا جاوے کیونکہ آداب طہارت اور نماز سے بالکل عاری ہوتا ہے۔

عمر بن عبد العزیز نے اپنے لڑکوں کو طائف میں قرآن پڑھنے کے لئے بھیجا، عبد العزیز نے قرآن مکمل کر لیا۔ کیونکہ یہ بڑا لڑکا تھا۔ رمضان المبارک میں لوگوں نے اسے امام بنا لیا۔ طائف کے منشی نے لکھا" بطور خوشخبری کہ آپ کا لڑکا اس سال مصلیٰ سنا رہا ہے۔ اس نے جواب میں لکھا، کہ بہت افسوس ہے۔ آپ نے اسے امام بنایا ہے جس میں بچپن کی گھٹی نہنیک ابھی تازی ہے اور مسلمانوں کی امامت کے لئے وہ ایک بچہ کیا (ایسی) قوم میں ایسا ہے وہ نماز اور طہارت کے مسائل پر عبور رکھتا ہے؟ اور قوم میں ایسا آدمی موجود نہیں ہے تو رمضان میں ایسا بچہ جماعت کرا سکتا ہے) کیونکہ اس کی اقتداء کرنے والے نوافل پڑھ رہے ہیں۔ اور نوافل کی امامت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اگر اختلاف ہے تو فرض نماز کے ادا کرانے میں ہے۔

اصحاب رائے کے مذہب پر ایسے بچے کی امامت فاسد ہے، کیونکہ امام نفل پڑھا رہا ہے اور وہ فرض ادا کر رہے ہیں، کیونکہ وہ لوگ متنفل کے اقتداء میں فرض نہیں پڑھتے،

ابو عمر رض ۔ فرمایا کرتے تھے۔ بچہ (نابالغ) فرضی نماز کی جماعت نہیں کرا سکتا۔ ہاں اگر کوئی قاری بالغ موجود نہ ہو تب جائز ہے۔

اوزاعی رح نے فرمایا نابالغ کا امامت کرانا سراسر زیادتی اور ظلم ہے۔ ہاں اگر نماز پڑھا دے تو ہو جاوے گی۔ امام شافعی رح اور اس کے اصحاب کے مسلک اہل حدیث کے تحت نماز ہو جائے گی، کیونکہ وہ فرائض متنفل کے پڑھنے کو جائز کہتے ہیں، اس حدیث کی پیروی کرتے ہوئے کہ حضرت معاذ آنحضرت ﷺ کے پیچھے فرض عشاء کے پڑھتے بعد اپنے محلہ میں جاکر فرض نماز پڑھاتے ان کے نفل اور ان کے فرض ہوتے تھے۔

مترجم: مسلک اہل حدیث [illegible]

مسجد سے جاکر پھر واپس مسجد میں کرنا

حضرت سعید بیان کرتے ہیں، حسن اور قتادہ رح رمضان میں مسجد میں آکر پھر گھر واپس جانے کو مکروہ جانتے تھے۔

قتادہ رض۔ بیان کرتے ہیں حضرت انس رض کہا کرتے تھے مسجد میں اگر ماہ رمضان میں پھر گھر واپس جاکر مسجد میں واپس آنا خیر کی امید پہ ہوتا ہے۔ یا شر سے فرار ہوتا ہے۔

Marfat.com

سعید بن جبیر رحؒ - ایسا کرنے کو مکروہ جانتے تھے ، حضرت امام احمد بن حنبل ایسا کرنے کو مکروہ جانتے تھے حضرت انس رضؓ سے اس مسئلہ میں اختلاف منقول ہے وہ کہا کرتے تھے جب تراویح ادا کرنے تو پھر مسجد میں نوافل پڑھنا احسن نہیں ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رح سے یہ سوال کیا جب موذن حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح کہتا ہے تو اس وقت لوگ ایام رمضان میں نوافل پڑھتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے آپؒ نے اسے بدعت قرار دیا۔ اور گر ایسا کیا جائے کہ کوئی انسان لوگوں کے دروازہ پر منادی کرے ایام رمضان میں تو وہ کیا آپ نے اسے جائز قرار دیا۔

مترجم :- یعنی نوافل پڑھنا مکروہ اور لوگوں کو بیدار کرنا جائز ہے ۔

رمضان کی امامت پر اجرت لینا

عبداللہ بن معقل نے رمضان میں احباب کو جماعت کرائی ، عید الفطر کے دن عبداللہ بن زیاد نے ۵۰۰ درہم اور ایک سوٹ ، انہیں بھیجا ، آپنے اس کو یوں کہتے ہوئے واپس کر دیا۔ ہم اللہ کی کتاب پر دنیا سے مزدوری نہیں لیتے ،

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں مصعبؓ نے عبداللہ بن معقل بن مقرن کو رمضان میں حکم دیا کہ وہ جامع مسجد میں نماز پڑھائیں ، جب روزے ختم ہو گئے تو مصعبؓ نے ۵۰۰ درہم (پاکستانی حساب یکصد پچیس ۱۲۵ روپے ہوتے ہیں) اور یک سوٹ دیا آپنے یوں کہتے ہوئے واپس کر دیا ہم اللہ تعالےٰ کی کتاب پر اجرت نہیں لیا کرتے۔

مالک بن دینار بیان کرتے ہیں میں ایک آدمی سے پوری طرح واقف ہوں۔ اسکے ہاتھ میں لاٹھی اور لوٹا تھا۔ وہ لوگوں سے سوال کر رہا تھا میں نے اس سے پوچھا تو ایسا کیوں کرتا ہے اس نے جواب دیا مجھے فلاں عامل نے پیغام بھیجا تھا تاکہ میں ماہ رمضان میں انہیں رات کا قیام کراؤں۔ میں نے ایسا کیا جب رمضان کا ماہ ختم ہو گیا تو اس نے مجھے انعام اکرام سے نوازا جب وہ معزول ہو گیا۔ اس کے کتب میں یہ تحریر تھا چنانچہ میں نے وہ انعام لے لیا۔ اب میں اس کی تحریر پر انعام و اکرام مانگتا پھرتا ہوں۔ میں نے اسے کہا تو اس کے ساتھ ثرید (ایک قسم کا کھانا عرب میں مروج تھا) کرتا تھا۔ اس نے جواب دیا ہاں ، تو میں نے اسے کہا اسی کے اثر کی بنا پر تجھے اس مصیبت میں ڈالا گیا ہے ۔

حضرت حسن رضؓ سے سوال کیا گیا ایک شخص نماز اجرت لیکر پڑھتا ہے اس کی اور مقتدیوں کی نماز کیسی آپ نے فرمایا کسی بھی نماز نہ ہوئی ۔

عبداللہ بن مبارک رحؒ ۔ فرمایا کرتے تھے جو شخص اجرت سے نماز پڑھاتا ہے مجھے خدشہ ہے کہیں نماز دہرانی نہ

Marfat.com

پڑھ جائے۔

حضرت امام احمدؒ سے ایک امام کے متعلق سوال کیا گیا وہ رمضان میں اجرت مقررہ کر کے نماز پڑھاتا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ سے عافیت کا طلبگار ہو۔ کون ایسا ہے جو اس کے پیچھے نماز پڑھتا۔ آپؒ نے اسے ناپسند فرمایا۔

ارض حرب (جنگ) میں قیام رمضان کرنا

ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں ہمارا امیر بن مسلمہ تھا۔ اور ہمارے ساتھ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے ہم نے روم کی زمین میں اقامت کی اور وہیں روزے رکھتے اور رمضان کا قیام کرتے،

رمضان کے آخری عشرہ میں کوشش کرنا

ابراہیم بن اسود۔ بیان کرتے ہیں میں نے عائشہ رضؓ سے سنا بیان کر رہی تھیں کہ آپ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں اتنی کوشش کرتے کہ اتنی غیر رمضان میں نہ کرتے تھے (ریاض الصالحین)

حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں جب رمضان کا آخری عشرہ آتا آپؐ اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے اور آپ خود رات بھر بیدار رہتے اور خوب کمربستہ ہو جاتے۔ حضرت سفیان رحؒ نے کا مفہوم یہ بیان کیا ہے ان ایام میں عورتوں کے بالکل قریب نہ جاتے۔ بعض عرب کا محاورہ پیش کیا۔

قوم اذا حاربوا شدوا مآزرھم ------ دون النساء ولو باتت باطھار

وہ ایسی قوم ہے وہ اپنی کمروں کو اتنے مضبوط رکھتے ہیں کہ عورتوں کے وہ بالکل قریب نہیں جاتے، اگرچہ وہ انفاس اور حیض سے پاک کیوں نہ ہوں۔

واصب بن عبداللہ معافری۔ نے زینب سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا۔ اس نے جواب میں کہا اگر رسول کریم کو اس کا علم ہوتا اور لوگوں کو وہ دن بتا دیتے تو یقیناً لوگ اس رات کے علاوہ کسی میں قیام نہ کرتے اس نے یہ بھی بتایا کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس ماہ کے عشرہ اخیرہ میں سب گھر والوں کو بیدار کرتے، اور عبادت کرتے ہمیشہ وہ کہتے ہیں، کہ اسلاف عشرہ محرم، عشرہ ذی الحجہ، عشرہ اخیرہ رمضان کی علاوہ بڑی تعظیم کرتے تھے،

Marfat.com

لیلۃ القدر کی ترغیب دینا، اور اس رات کو تمام سال کی راتوں سے فضیلت زیادہ ہے

ارشاد باری تعالےٰ - انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ۵ وما ادراک ما لیلۃ القدر ۵ لیلۃ القدر ۵ خیرٌ من الف شہر ۵ ہم نے قرآن کا نزول قدر کی رات میں کیا قدر کی رات کی حقیقت سے آشنا ہیں، لیلۃ القدر کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے کہیں بہتر ہے، (قرآن کا نزول رمضان کو ہوا)

مالک اپنے باوثوق انسان سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے مجھے یوں بیان کیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں، یا جو بھی منظور تھا، تو آپ کی امت کی عمریں بہت ہی اور امتوں سے کم تھیں، اور ظاہر ہے تھوڑی عمر میں اتنا کام بڑا ہی مشکل ہے اس حالت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے) آپ کو بطور انعام لیلۃ القدر سے نوازا)

ابن عباس رضؓ — فرماتے ہیں آسمان دنیا پر قرآن لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا۔ پھر ضرورت کے تحت مختلف برس میں اتارا گیا۔ پھر آپ نے فلا اقسم بمواقع النجوم آیت تلاوت فرما کر فرمایا کہ قرآن قسط وار اتارا گیا ہے۔

ابن جبیرؓ حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کہ پورا قرآن مجید لیلۃ القدر میں آسمان دنیا سے اتارا گیا۔ بعدہ قسط وار ضرورت کے تحت اتارا گیا تاثیر قرانی - وقالوا لولا انزل علیہ القرآن جملۃً واحدۃً، کذلک لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا مشرکین نے کہا قرآن مجید ایک قسط میں مکمل کیوں نہیں کیا گیا، اللہ تعالےٰ نے جواب میں کہا ہم نے اسے آپ کے سینے (قسط وار) اتارا ہے۔ اور ہم اسے آہستہ آہستہ ضرورت کے مطابق اتارتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے قرآن مجید آسمان دنیا لیلۃ القدر کی رات میں اتارا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کے حوالے کر دیا۔ تو وہ ضرورت پر اتارتے۔

دوسری روایت میں ہے، قرآن مجید آسمان دنیا کے مقام عزت پر قرآن اتارا گیا، پھر جبرائیل ضرورت پر ترتیل کے مطابق اتارتے،

فلا اقسم بمواقع النجوم — کی ابن عباس اور مجاہد نے نجوم کی تفسیر اقساط سے کی ہے۔

یزید بن زریع — حضرت ابن عباس شاگرد عکرمہ بیان کرتے ہیں قرآن مجید پورا آسمان دنیا پر اتارا گیا

پھر اللہ تعالیٰ کو جیسا منظور ہوتا ویسا ہی کر لیتے ۔ کسی نے کہا حضرت یزید صاحب ، جملۃ جملۃً ۔ یعنی قرآن قسط در قسط اترا ہے ، ہاں اس میں ہے ۔ تبت یدا ابی لهب وتب ۔ ابولہب کے ہاتھ برباد ہو جائیں)

عطیہ بن اسود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا کہ مجھے نزول قرآن کے بارہ میں شک پیدا ہو گیا ہے، اسکا ازالہ فرما دیں ۔

ایک آیت میں ہے ۔ شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن ۔ ماہ رمضان میں قرآن اتارا گیا

دوسری " " انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ۔۔۔ لیلۃ القدر میں اتارا گیا

تیسری " " انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ ۔۔۔ مبارک رات میں اتارا گیا

چوتھی " " لیلۃ رمضان ، شوال ، ذی قعدہ ذی الحجہ ، ماہ میں اتارا گیا ، محرم ، ربیع الاول و ربیع الثانی ، میں اتارا گیا ہے اس کا حل مطلوب ہے ۔

پھر بعدہ قسط وار ایام اور مہینوں میں اتارا گیا ۔ ایک آیت میں ہے لوح محفوظ سے سارا اتارا گیا ۔ پھر کراماً کاتبین آسمان دنیا پر لائے پھر پورے ۲۳ برس جبرائیل آپ پر قسط وار لائے یہ ہے مفہوم فلا اقسم بمواقع النجوم ۔ اس میں نجوم کا معنیٰ قسط وار ہے ۔ وانه لقسم لو تعلمون عظیم انه لقرآن کریم ،

مشرکین نے اعتراض کیا تھا ۔ قرآن کریم پورا ایک دفعہ کیوں نہیں اتارا گیا ؟ تو اس کا جواب قرآن نے یوں دیا ۔ وقال الذین کفروا لولا انزل علیه القرآن جملۃ واحدۃً ۔ اور اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

کذلك لنثبت به فؤادك ورتلناہ ترتیلاً ہم اسے آہستہ آہستہ لگاتار اتارتے ہیں ۔ لا یاتونك بمثلٍ الا جئناك بالحق واحسن تفسیراً ۔ یہ قرآن جیسی کتاب نہیں لا سکے ، اور یہ اچھی تفسیر ہے ، اگر ہم ایک دفعہ قرآن نازل کرتے ۔ تو یہ لوگ آپ سے بار بار سوال کریں گے تو آپ کہیں اس کا جواب ۔۔۔۔۔۔ قرآن مجید میں ہے ۔

قد سمع اللہ قول التی تجادلك فی زوجھا وتشتکی الی اللہ ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سن لی جو تجھ سے جھگڑا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف شکوہ کرتی ہے ۔

سَیَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ ۔ پیچھے رہنے والے نہیں رہیں گے ۔

یسئلونك عن ذی القرنین ۔ سوال کرتے ہیں ذی القرنین کے متعلق ۔

Marfat.com

ابی لہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوجائیں، اور اس کے نظائر، قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا یہ واقعہ ـــ خولہ کا پیدائش اور ابولہب کی پیدائش سے قبل کا تھا خولہ اگر ارادہ کرتی کہ وہ جھگڑا نہ کرے تو خدا کی تقدیر میں لازماً لکھا ہوا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ام الکتب (لوحِ محفوظ) میں پیدائش سے پہلے لکھ چکا تھا۔

واثلہ بن اسقع بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اول رمضان کو صحف ابراہیم ۶ رمضان کو تورۃ، ۱۳ رمضان کو انجیل، ۱۸ رمضان کو زبور ۲۴ رمضان کو قرآن اتارا گیا۔

ایک موقوف روایت حضرت عائشہ، سلمہ بن کہیل سے بروایت ابی مالک۔ فیھا یفرق کل امر حکیم۔ اس میں امر حکیم کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یعنی ایک سال سے دوسرے سال تک، رزق مصیبت وغیرہ کا حساب لکھا جاتا ہے فیھا یفرق کل امر حکم کا ترجمہ ابن عباسؓ نے یہ کیا ہے ام الکتاب میں لیلۃ القدر کی رات میں جو کچھ ہونا ہوتا ہے یعنی موت، زندگی، رزق، بارش، اور حجاج کرام کی حج کا سلسلہ وہ سارا کا سارا لکھ دیا جاتا ہے

مترجم۔ لیلۃ مبارکہ میں شب برأت مراد لینا تفسیر نبوی کے بالکل خلاف اور تمام روایات فضائل بے سند ہیں۔

ابن عباس نے من کل امرٍ سلام۔ سے کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اس رات میں سرکش، اور باغی جنات اور شیاطین کو جکڑا جاتا ہے اور آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور تائب کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ سلام کا معنیٰ ہے فجر تک الیسا رہتا ہے شام سے صبح تک سلامتی رہتی ہے۔ قتادہؓ کہتے ہیں خیر من الف شھر۔ اس میں لیلۃ القدر مراد نہیں ہے۔ مجاھد کہتے ہیں، روزے اور قیام کرنا ہزار ماہ اور اس کا قیام سے افضل ہے اس میں لیلۃ القدر نہیں ہے۔ سلام کا معنی ہے اس رات میں کوئی مرض اور شیطانی اثرات رونما نہیں ہوتے۔

ابن عباسؓ یمحوا اللہ ما یشاء ولیثبت ما یشاء کا معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ماہ رمضان میں آسمان دنیا سے اترتا ہے اور پورے سال کی تدبیر کرتا ہے۔ بدبختی کو مٹا دیتا ہے اور خوش قسمتی کو آراستہ کر دیتا ہے۔ اس میں ایک روایت یوں ہے۔ یہ دو کتابیں ہیں۔ ایک کتاب جو جا ہے مٹا دیتا ہے کیونکہ اس کے پاس لوح محفوظ ہے۔

حضرت حسن سے پوچھا گیا کیا ہر رمضان میں لیلۃ القدر ہے بخدا ہر رمضان میں لیلۃ القدر ہے اس میں ہر چیز کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ موت اور زندگی کا معاملہ لکھا جاتا ہے

Marfat.com

سعید بن جبیرؓ کہتے ہیں۔ لیلۃ القدر یہ امت محمدیہ کیلئے ہے اس سے کوئی بھی محروم نہیں رہا۔

کعب احبارؓ کہتے ہیں ہم لوح محفوظ میں دیکھتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں گناہ دُھو کئے جاتے ہیں۔

ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے اس رات کو قیام کیا اسکے سارے گناہ معاف کئے جاتے ہیں

عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں جس نے لیلۃ القدر کی رات کا قیام میں رضاء الہی کے لئے کیا اللہ تعالےٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ ص ۱۸۲

آخیرہ عشرہ میں لیلۃ القدر تلاش کرنا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے عشرہ آخیرہ میں اعتکاف بیٹھے، اور فرماتے رمضان کے اخیر عشرہ لیلۃ القدر کے تلاش میں کوشش کرو۔ ابی ہریرہ کی روایت میں ہے مجھے قدر کی رات دکھائی گئی۔ پھر مجھے گھر والوں نے بیدار کیا جسکے اثر پر میں بھول گیا۔ اسی اخیری عشرہ میں تلاش کرو۔

ابن عمرؓ کی روایت ہے جس نے اسے تلاش کرنا ہے اسے اخیرہ عشرہ میں تلاش کرو۔

جابر بن سمرہ کی روایت میں ہے لیلۃ القدر کو رمضان کے اخیر عشرہ میں تلاش کرو۔ یہ جملہ روایات آنحضرت سے منقول ہے۔

آخیر عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر تلاش کرنا

عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نکلے تاکہ لیلۃ القدر کی اصلیت سے آگاہ کریں، آپ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں لیلۃ القدر بتانے کیلئے نکلا ہوں۔ میں نے فلاں کو دیکھا، کہ وہ جھگڑ رہا ہے۔ جسکے اثر پہ اٹھائی گئی ــــ بہتر یہی ہے کہ آپ اخیر عشرہ کے طاق راتوں میں اسے تلاش کرو۔ یعنی ۲۵ ــ ۲۷ ۲۹،

فلتان بن عاصم جرمی کہتے ہیں۔ ہم ایک روز آنحضرت کی آمد کا انتظار کر رہے تھے جب آپ تشریف لائے تو آپ کے چہرہ پر غصہ کے نشانات تھے۔ حتیٰ کہ آپ تشریف فرما ہوئے، پھر ہم نے آپ کے چہرہ پر چمک کے اثرات دیکھے۔ بعدہ فرمایا لیلۃ القدر مجھے دکھائی گئی، میں تمہیں بتانے کے لئے نکلا جب میں مسجد کے صحن میں آیا تو دو آدمی جھگڑ رہے تھے ان کے ساتھ شیطان تھا ــــ میں ان کے درمیان حائل ہوا، جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ رات مجھے بھلا دی گئی ــــ میں تمہیں لیلۃ القدر کا ذکر بیان کرونگا۔ اسے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنا۔ فلتان

Marfat.com

کہتے ہیں میرے پاس تو یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اس سے زیادہ عجب معاملہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب آنحضرت کے شیوخ اصحابہ کو بلاتے تو مجھے بھی ان میں شریک کر لیتے۔ ساتھ ہی ہدایت کرتے جب وہ کلام کر چکیں تو تب تجھے کلام کرنا ہوگا۔ چنانچہ ایک میٹنگ بلائی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ایجنڈا میں لیلۃ القدر کا مسئلہ رکھا۔ کہ رسول کریم ؐ نے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں اسکا تذکرہ کیا ہے۔ اس طاق کو ہم نے اجماعی طور طے کرنا ہے۔ ایک آدمی نے اپنی رائے یہ پیش کی یہ ۲۹، ۲۷، ۲۵، ۲۳ ویں رات ہے۔ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ابن عباس رض آپ کیوں نہیں بولتے۔ میں نے کہا امیرالمومنین اگر آپ اجازت دیں — تو خادم کلام کر سکتا ہے آپ نے جواب دیا میں نے آپ کو کلام کرنے کے لئے بلایا ہے ابن عباس نے کہا میں اپنی رائے پیش کرتا ہوں۔ حضرت عمر رض فرماتے بات تو رائے کی ہے۔

حضرت ابن عباس کی رائے ملاحظہ ہو۔ میں نے قرآن مجید کے اکثر مقامات میں رات کا ذکر پڑھا ہے۔ سات آسمان اور سات زمین، اور زمین کی پیداوار میں بھی سات چیزوں کا ذکر ہے۔

ثم شققنا الارض شقًا۔ فانبتنا فیھا حبًا ۱ و عنبا ۲ و قضبًا ۳ و زیتونًا ۴ و نخلًا ۵ وحدائق غلبًا و فاکھۃ و ابًا ۶

حدائق کا معنیٰ ہے گنجان باغیچہ، اَبّا، انسانوں کے خوراک کے عام اشیا کھلی پیداوار — حضرت عمر رض فرمانے لگے آپ کو کلی اختیار ہے جب بھی شیوخ کا اجتماع ہو آپ کی شمولیت ضروری ہوگی

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رض — آنحضرت سے لیلۃ القدر کی رات کا تعین ۲۷ ویں کو قرار دیتے ہیں

حضرت معاویہ رض بیان کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔ رمضان کی آخری رات میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو

ابن عمر رض بیان کرتے ہیں، کچھ اصحابہ کو لیلۃ القدر خواب میں اخیر عشرہ میں دکھائی گئی۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اور میرا خواب ایک جیسا ہوگیا جنے لیلۃ القدر تلاش کرنے کی کوشش کرنی ہو۔ وہ اخیری طاق راتوں میں تلاش کرے۔

معاذ بن عبداللہ کہتے ہیں ہمارے پاس ایک دن عبداللہ بن انیس رض تشریف لائے ہم نے اسے کہا کیا تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے متعلق کچھ سنا ہے اس نے کہا ہم ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ یہ واقعہ اخیر رمضان کا ہے ہم نے آپ سے دریافت کیا اس رات کو ہم کب تلاش کریں۔ آپ نے فرمایا رمضان کی ۲۳ ویں رات کو تلاش کرو تو ایک صحابی نے کہا پہلے آٹھ دن میں آپ نے فرمایا نہیں لیکن سات دن میں کیونکہ ماہ پورا کوئی بھی نہیں ہوتا۔ عبداللہ بن انیس رض کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ میں ایک دیہاتی آدمی ہوں۔ امامت بھی کراتا ہوں۔ مجھے آپ

Marfat.com

حکم دیں ۔۔ تاکہ میں مصروفیت سے وقت نکال کر عمل کر لوں آپ نے اسے فرمایا تو رمضان کی ۲۲ ویں رات کو مسجد آکر نماز پڑھ اگر تو اس ماہ کے اخیر ایام کو پورا کرے تو بہتر ہے ۔ اگر ایسا نہیں ہے تو یہی عمل جاری رکھ ، جب عصر کا وقت ہوتا وہ بلا مقصد مسجد سے باہر نہ جاتا حالانکہ وہ صبح کی نماز پڑھ کر اپنے اس جانور پر سوار ہو تا جو مسجد کے دروازہ پر باندھا ہوا ہوتا ۔

عبداللہ بن انیس سلمی رضہ کہتے ہیں ۔ رسول کریم ؐ ایک دن ذکر کیا مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی پھر مجھے وہ بھلائی گئی اس کی صورت یہ تھی کہ مسجد میں بارش ہوتی ۔۔۔ پانی کے قطرات محراب میں گرتے کیچڑ کے اثارات میرے ماتھے پہ تھے کیونکہ مسجد کی چھت کھجور کے پتوں پر مشتمل تھی ، میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیچڑ میں کیا وہ رمضان کی ۲۳ ویں تاریخ تھی ۔

ابن عباس رضہ بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے گھر والوں کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے مارتے ، رمضان کی ۲۳ ویں تاریخ کو بیدار کرتے حضرت ابوذر رضہ جب رمضان کی ۲۳ ویں تاریخ ہوتی ، آپ اپنے کپڑے دھلاتے اور خوشبو لگاتے پھر ۲۳ ویں رات کو قیام کرتے ۔

اکیسویں تاریخ کو لیلۃ القدر تلاش کرنا

ابن سعید خدری رضہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ؐ عشرہ اوسط رمضان میں اعتکاف بیٹھتے ، ایک سال ۲۱ ویں رمضان آپ اپنے معتکف سے نکلے ، آپ فرمانے لگے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کرنا ہے وہ رات اکیسویں تھی ۔۔۔ اور میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا تھا ، اسے طاق رات میں تلاش کرو ابوسعید بیان کرتے ہیں اس رات بارش ہوتی اور مسجد سے پانی بہنا شروع ہو گیا ۔ کیونکہ مسجد کی چھت صرف چھپر پر مشتمل تھی ۔

ابوسعید بیان کرتے ہیں ، میری آنکھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ۔۔۔ کہ آپ چہرہ اقدس اور ناک مبارک پر ۲۱ ویں رات والی بارش کے نشانات کیچڑ سے عیاں تھے (۱۸۵)

چوبیسویں رمضان میں لیلۃ القدر تلاش کرنا

حضرت بلال رضہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر ۲۴ ویں رمضان میں تلاش کرو ۔ ابن عباس رضہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۲۴ ویں کا تذکرہ کیا ۔

حضرت ابن عباس رضہ ۔۔۔ بیان کرتے ہیں ایک بوڑھے بیمار نے رسول کریم ؐ سے کہا مجھے آپ لیلۃ القدر کا تعین فرما دیں تاکہ مجھے اس کے دیکھنے کی توفیق مل جائے گی آپ نے اسے ۲۴ کا ذکر کیا ۔

حضرت امام مالک رحؒ سے ۲۷ ، ۲۹ کا سوال کیا گیا آپ نے فرمایا مجھے کوئی پتہ نہیں ہے ۔

۲۷ ویں میں لیلۃ القدر کا بیان،

حضرت زررضؓ کہتے ہیں میں نے ابی بن کعبؓ سے کہا مجھے لیلۃ القدر کے متعلق بیان کرو۔ وہ کونسی رات ہے کیونکہ مجھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بتایا ہے کہ یہ رات پورے سال میں رہتی ہے۔ حضرت کعبؓ نے کہا اللہ تعالیٰ عبداللہ پر رحم کرے، اسے علم ہے کہ یہ رات میں ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اوجھل رکھا ہے تاکہ آپ متعین رات پر اعتماد نہ کرلیں، اللہ کی قسم جس نے قرآن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے یہ رات رمضان کی ۲۷ ویں رات ہم نے اسے خوب یاد کیا اور اپنا اندازہ لگایا، یہ ۲۷ ویں کی رات ہے۔ یہ سب کچھ آنحضرتؐ سے ہمیں پتہ چلا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے اس دن سورج سونے کے تھال کی طرح بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے صد ۱۸۵

۱۷، ۱۹، رمضان میں لیلۃ القدر کا بیان

ابن مسعودؓ کہتے ہیں رمضان کی ۱۷ کو لیلۃ القدر تلاش کرو، اس دن کو۔ یوم فرقان، یعنی جنگ بدر ہوئی تھی ۲۱، ۲۳ ویں میں ہوتی ہے کیونکہ یہ طاق راتیں ہیں، ایک روایت ہے، ۱۹، ۲۱، ۲۳، رمضان لیا ہے ۱۷، ۱۹، کیں اس لیئے ہے اس رات کے بعد جنگ بدر ہوئی تھی۔ انزلنا علی عبدنا

یوم الفرقان ـــ جب دو جماعتوں نے مڈبھیڑ کی تھی۔

حضرت خارجہؓ فرمایا کرتے ۱۷ ویں رات کی بیداری جیسی کوئی رات نہیں اس صبح کو اپنے چہرہ پر ورم اندری اور بیداری کے نشانات ہوتے، حضرت زیدؓ ـــ ۱۷ ویں رمضان وہ رات ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اتار اور اسی صبح کو اسلام کو فتح دی، اور کفر کے سرداروں کو ذلت دی، اور صبح کے وقت حق اور باطل میں امتیاز کیا،

عروہ بن زبیر رضؓ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ نے پہلی جنگ جنگ بدر لڑی یہ رمضان کی ۱۷ یا ۱۹ تاریخ بروز جمعہ کی تاریخ تھی۔ صد ۱۸۶

لیلۃ القدر کے نشانات

عبادہ بن صامت رضؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیلۃ القدر کی علامات میں سے ہے۔ رات بالکل صاف اور چمکی ہوتی ہے اور چاند اس رات سہیل جاتا ہے۔ اس دن سردی اور گرمی کا بالکل نشان نہیں ہوتا۔ اور صبح تک کوئی ستارہ نہیں ٹوٹتا۔ اس کی صبح ایسی ہوتی ہے جس طرح چودھویں کا چاند صاف ہوتا ہے

Marfat.com

اس رات شیطان نہیں ہوتا۔ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، کہ آپؐ نے فرمایا۔ وہ رات ایسی ہے وہ اعتدال والی ہوتی ہے نہ گرم اور نہ سرد، اس دن سورج کی شعاعیں مدھم ہوتی ہیں۔

ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رمضان میں میری اُمت کو پانچ خصوصیات دی گئیں جو کسی امت کو نصیب نہیں ہوئیں۔ (۱) روزہ دار کے منہ کی خوشبو، اللہ تعالیٰ کو کستوری سے زیادہ محبوب ہے۔ (۲) افطار کے وقت فرشتے استغفار کی دعا کرتے ہیں (۳) شیاطین جکڑے جاتے ہیں ان کی خلاصی رمضان میں نہیں ہوتی (۴) روزانہ اللہ اس ماہ میں جنت کو سجاتے ہیں، (۵) امت کے سارے گناہ اور تکلیف دور کی جاتی ہے، اس رات کے آخر میں امت کو بخش دیا جاتا ہے۔ کہا یہ لیلۃ القدر ہے؟ آپ نے فرمایا وہ لیلۃ القدر نہیں، لیکن عامل کو مزدوری فوری دی جاتی ہے۔

قتادہؓ ابی ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں۔ وہ رات ۲۹، ۲۷، کی ہوتی ہے فرشتے اس رات اتنے اترتے ہیں، ستاروں کی تعداد سے زیادہ اترتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رات ۲۷ دیں کی ہے

لیلۃ القدر کی دعائیں

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں، میں نے کہا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اس رات میں دیکھنے کے بعد کیا پڑھوں۔ آپ نے کہا یہ پڑھا کرو۔

(اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا)

یا اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معافی تجھے محبوب ہے ہمارے گناہ معاف کردے۔

حضرت عائشہؓ سے کسی نے لیلۃ القدر کی تعین کا سوال کیا آپؓ نے جواب دیا اگر مجھے پتہ چل جائے تو بھی اس سے صرف معافی مانگوں گا۔ حضرت قتادہؓ قرآن مجید، راتوں میں ختم کیا کرتا تھا۔ اور جب رمضان داخل ہوتا تو ہر تین رات میں قرآن ختم کرتے، اور جب آخری دہاکہ داخل ہوتا۔ تو ہر رات میں قرآن ختم کرتے،

حفص بن غیاثؒ سے بیان کرتے ہیں کہ حسن بن عبداللہ نے کہا۔ کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن اسود، رمضان کی اول رات سے آخر رات تک قرآن مجید پڑھاتے، اور چالیس رکعات اور وتر پڑھاتے، اور ہر فرد بچہ یعنی ۴ رکعت کے بعد ۱۲ رکعت اور سات وتر اس انداز میں پڑھتے کہ آخر میں سلام پھیرتے، اور رات قرآن مجید کا تیسرا حصہ ختم کرتے۔

حضرت امام مالکؒ سے سوال کیا۔ رمضان میں لگاتار قرآن مجید ختم کرنا کیسا ہے۔ (یعنی ہر ایک آدمی ایک رات میں قرآن ختم کرے) آپ نے جواب دیا میرے نزدیک پسندیدہ امر یہ ہے کہ ہر ایک آدمی جتنا قرآن پڑھ

نوٹ: مقبولی رسالا کی استقبال نماز ——— و یہ موضوع میں مدانی ہے۔ قیمت ایک روپیہ (۱/۰)

Marfat.com

سکتا ہے پڑھ لے بعدہ دوسرا اس کا سالقی اس کے ختم پر دوسری سورت شروع کرے یہ بہتر ہے - لیکن یہ لوگ جس انداز سے پڑھتے ہیں مقصود قاری صاحب حسن آواز ہے تو ایسا کرنا ثواب سے محرومی کا باعث ہوگا۔

دوسرا سوال یہ کیا گیا کیا اسلاف لگاتار قرآن پر ایک ختم نہ کرتا تھا - آپ نے فرمایا نہیں وہ ایسا کرتے ایک آدمی جتنا آسانی سے پڑھ سکتا پڑھ لیتا پھر دوسرا آگے سے شروع کرتا - یہ انداز درست ہے اور قرآن کا نزول بھی ایسا ہے -

ختم قرآن کے وقت دعا کی ترغیب

ابن عباس رض بیان کرتے ہیں ، ایک آدمی نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا حضرت جی کونسا عمل پسندیدہ ہے آپ نے جواب میں فرمایا حال المرتحل ، اس نے کہا حضرت اس کا معنی کیا ہے ۔ آپ نے فرمایا کتاب اللہ کا اول سے آخر تک پڑھنا اور آخر سے اول پڑھنا ، جب ختم ہوا پھر اسی وقت شروع کر لینا ۔

ابی قلابہ بیان کرتے ہیں ، رسول کریم نے فرمایا جو شخص قرآن مجید کے شروع پڑھتے وقت حاضر ہوا ۔ اسے اتنا ثواب ملتا ہے جس نے اس نے کسی علاقہ کو فتح کیا جو شخص اس کے اختتام میں حاضر ہوا اسے اتنا ثواب ملتا ہے جس طرح جنگ کے فتح پر مسلمان کو مال غنیمت کی تقسیم کی خوشی ہوتی ہے ۔ حضرت انس رض جب قرآن مجید ختم کرتے اپنے بچوں اور اہل وعیال کو اکٹھا کر لیتے ، پھر انکے لئے دعا کرتے ۔

ایک آدمی قرآن مجید کو اول سے آخر مسجد نبوی میں ختم کرتا ۔ اور حضرت ابن عباس اس پر ایک شخص کو نگران مقرر کرتے جب وہ ختم کرتے ۔ تو اپنے شرکاء مجلس سے کہتے چلو ختم قرآن میں ہم شامل ہو جائیں ۔ ص ۱۸۸

ابراہیم تیمی اور طلحہ بن مصرف رح کہا کرتے تھے جب قرآن مجید صبح کو ختم کیا جائے فرشتے سارے دن اس پر دعا کرتے ہیں ۔ اور اگر رات کو ختم کرتے تو صبح کو فرشتے اس کے حق میں دعائیں کرتے ہیں ۔ اسلاف یہ پسند کرتے تھے کہ لوگ دن کے اول حصہ میں قرآن مجید ختم کریں ، یا رات کے اول حصہ میں ۔

عبدالرحمن بن اسود رح کہتے ہیں جب آدمی قرآن ختم کرتا ہے ۔ اس پر رحمت کی بارش کی جاتی ہے ۔

مجاہد رح فرمایا کرتے تھے قرآن کے خاتمہ پر رحمت کا نزول ہوتا ہے ۔ یہ لوگ جب قرآن ختم ہوتا تو جمع ہو جاتے اور کہا کرتے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اس وقت نازل ہوتی ہے

محمد بن سجادہ بیان کرتے ہیں کہ اسلاف مغرب کے بعد دو رکعت میں قرآن مجید ختم کرنا پسند کرتے تھے ۔ اور اگر دن کو ختم کرنا مقصود ہوتا تو اسے فجر سے قبل کی دو رکعت میں ختم کرتے ،

مقبری رح بیان کرتے ہیں مجھے قرآن مجید کی ایک آیت کا اگر علم ہو جائے ۔ سو آیات پڑھنے سے بہتر ہے

Marfat.com

حضرت سعید کہا کرتے تھے ۔ جب آدمی قرآن کو پڑھ کر ختم کرتا ہے پھر وہ دوبارہ شروع کرتا ہے اسے کہو تو نے اپنے رب کو راضی کر لیا ہے ۔

حضرت عطارؒ ۔۔۔ جب کوئی قرآن مجید ختم کرتے تو اسے کہا جاتا خوش ہو جا تجھ سے افضل کوئی آدمی نہیں ہے ہاں وہ ہو سکتا ہے جو الیسا عمل کرے ۔

ابن مبارکؒ کہتے تھے ۔ جب موسم سرما ہو تو قرآن مجید کو رات کے اوّل حصہ میں ختم کیا جائے اور موسم گرما ہو تو قرآن مجید دن کے زنخانہ میں ختم کیا جائے ۔

عبدالعزیزؒ ۔۔۔ کہتے ہیں میں نے عبداللہ سے سوال کیا آپ قرآن مجید کس طرح ختم کرتے ہیں آپ نے جواب دیا رکوع ، سجدہ میں قرآن ختم کرتا اور دعا کو کرتا ہوں ۔

یوسف بن اسباط ۔۔۔ جب قرآن مجید ختم کرتے تو کہتے یا اللہ ہم پر ناراض نہ ہو ، یہ کلمہ بار بار دہراتے ۔

عید کی رات کو قیام کرنا

ہارون بن عبداللہ اسلمیؒ ۔۔۔ کہا کرتے جس نے عید کی رات بیداری میں بسر کی اس کا دل پژمردہ نہ ہوگا ۔ جب دل مردہ دکھائے جائیں گے ۔ ابو امامہؒ ۔۔۔ فرماتے ہیں جس نے عید کی رات کا قیام کیا ایمان اور ثواب کی نیت سے اس کا دل ہمیشہ بشاش رہیگا ۔ اسی طرح ابن مبارک کا قول بھی منقول ہے

مجاہد ۔۔۔ بیان کرتے لیلۃ الفطر میں قیام کرنے کا ثواب اتنا ملتا ہے جس طرح کہ رمضان کے عشرہ اخیرہ کی راتیں میں یعنی فضل اور حکام کے لحاظ سے عبدالرحمٰن بن رسود اپنا عمل بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے مقتدیوں کو لیلۃ الفطر میں ۴ رکعت اور سات وتر پڑھاتا ہوں ۔

حضرت وہیبؒ ۔۔۔ نے عید کے دن نوافل میں مشغول تھے ۔ لوگ جب واپس عید پڑھ کے آئے ، تو ان کو نوافل میں مشغول ہوا دیکھا ، اور تعجب کیا ، آپ ان کی اس حالت پہ رحم کھا کر کہنے لگے اگر یہ لوگ صبح کے وقت یقین کر لیتے ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ماہ کا قیام اور عبادت قبول کر لی ہے ۔ تو یہ لوگ صبح کو ادا شکر میں مشغول رہتے ، اور ہر بات زیادہ مناسب تھی بعدہ کرنے لگے کچھ لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں بیت اللہ کے طواف کے سات چکر کیا ہے ۔ اور کتنا ثواب ہے ۔ میں انہیں جواب میں کہتا ہوں مولا کریم تمہارے اور میرے گناہ معاف کرنے ، تمہیں یہ سوال کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے ہم پر کیا فرض کیا ہے ۔ جس کا ہم شکریہ ادا کریں ، بعدہ فرماتے جس نے بیت اللہ کا طواف سات چکر کاٹ کر کیا ۔

اسے اللہ تعالیٰ کے انعامات ملتے ہیں اور جو محروم رہا وہ بدقسمت ہے ۔

لوگ کہتے ہیں ہم تو ثواب کی امید میں ہیں۔

وہیب رح سنکر فرماتے خدا کی قسم امید بغیر خوف کے نہیں ہو سکتی بعدہ فرماتے امید خوف اور غضب سے ہٹ کر نہیں ہو سکتی، اللہ کی رضا صرف امید اور خوف سے وابستہ ہے۔ جس طرح ابراہیم ع خلیل اللہ اپنی زندگی کا مفصل پروگرام بیان کرتے ہیں۔ اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل (جب باپ ابراہیم اور بیٹا بیت اللہ کی تعمیر میں مصروف تھے) حضرت وہب کہتے لگے۔ کہ عمل کرکے بعدہ انہوں نے کہا (۱) ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، (۲) واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة لک (۳) والذی اطمع ان یغفرلی، خطیئتی یوم الدین، (۴) واجعل لی لسان صدق فی الاخرین،

(۱) مولا کریم ہماری اس حقیر پونجی کو قبول کر نیت اور سننے کا حق تیرے پاس ہے۔

(۲) یا اللہ ہمیں اپنے دین کا مطیع بنا اور ہماری اولاد سے اہل تابعدار بنا۔

(۳) مجھے امید ہے تیری ذات میرے خطایا کو قیامت کے دن معاف کر دے گی۔

(۴) میری عملی زندگی بعد والوں کے لیے نمونہ بنانا۔

حضرت ابن عباس نے ایک رات سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں یہ دعا کر رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِکَ تَھْدِیْ بِھَا قَلْبِیْ وَتَجْمَعُ بِھَا اَمْرِیْ وَتَلُمُّ بِھَا شُعْثِیْ وَتَرْفَعُ بِھَا شَاھِدِیْ وَتَحْفَظُ بِھَا غَائِبِیْ وَتُلْھِمُنِیْ بِھَا رُشْدِیْ وَتَعْصِمُنِیْ بِھَا مِنْ کُلِّ سُوْءٍ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِکَ اَنَالُ بِھَا شَرَفَ کَرَامَتِکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰھُمَّ ذَا الْاَمْرِ الرَّشِیْدِ۔ وَالْحَبْلِ الشَّدِیْدِ، اَسْاَلُکَ الْاَمْنَ یَوْمَ الْوَعِیْدِ، وَالْجَنَّةَ یَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِیْنَ، الشُّھُوْدِ اِنَّکَ رَحِیْمٌ وَدُوْدٌ۔ وَاِنَّکَ فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ،

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْجُھْدُ وَعَلَیْکَ التُّکْلَانُ، وَ الْھُدٰی وَعَلَیْکَ الْاِنَابَةُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْفَوْزَ عِنْدَ الْقَضَاءِ وَمَنَازِلَ الشُّھَدَاءِ وَعَیْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَی الْاَعْدَاءِ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ حَرْبًا لِاَعْدَائِکَ سِلْمًا لِاَوْلِیَائِکَ اُحِبُّ بِحُبِّکَ النَّاسَ وَاُعَادِیْ بِعَدَاوَتِکَ مِنْ خَالَفَکَ۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ

Marfat.com

شمالی نورًا واجعل فوقی نورًا و تحتی نورًا و اعظم لی نورًا سُبحان الّذی لبس العزّ سبحان الّذی لا ینبغی التسبیح الا لہٗ سُبحان الّذی تعطّف بالمجد وتکرم سبحان ذی المن والطول،
مولا کریم! ـــــ میں تیری رحمت کا تجھ سے مطالبہ کرتا ہوں ۔ میرے دل کو ثابت رکھنا اور میرے تمام ارادوں کو مکمل کرنا ۔ اور میری تمام نشیب اور فراز کو درست کرنے میرے ظاہری حالات کو درست کرنا ۔ اور میرے غائب معاملات پر نگاہ ڈالنا ۔ اور مجھے رشد کا الہام کرنا ، اور مجھے ہر مصیبت سے محفوظ رکھنا ،

یا اللہ! میں تجھے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں ، میں دنیا اور آخرت کی بزرگی کا طالب ہوں ۔

مولا کریم ۔ تیرے پاس رشتہ اور مضبوط رسی ہے ۔ میں تجھ سے قیامت کی وعید سے امن کا طالب ہوں ، اور جنت میں خلود کا خواہش مند ہوں ۔ ان میں جو تیرے مقرب ہیں ، تری محبت رحیم ، ودود ہے اور جو تو ارادہ کرتا ہے روکا نہیں جا سکتا ۔

یا اللہ ـــــ تکلیف کو تو خوب جانتا ہے تجھی پر بھروسہ ہے ، تیرے سامنے دعا ہے اور تو ہی اسے زیور قبولیت بخشتا ہے ، نیکی کی توفیق تجھ سے ہے ۔ اور برائی سے تو ہی بچاتا ہے ۔

مولا کریم ـــــ میں تجھ سے قضاء کی کامیابی ، اور شہداء کے منازل اور بہترین عیش کی تلاش کرتا ہوں اور دشمن پر کامیابی کا مطالبہ رکھتا ہوں ۔ دعائیں تیرے علاوہ کون سنتا ہے ۔

مولا کریم! ـــــ میں تیرے دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوں اور تیرے اولیاء کے ساتھ اسلامی چاہتا ہوں ، میں تیری محبت سے لوگوں سے محبت کروں اور تیری عداوت سے لوگوں سے عداوت کروں ۔

یا اللہ میرے دل میں کان ، آنکھ ، دائیں ، بائیں ، اوپر ، نیچے الغرض سب اجزاء میں نور کر دے اور میرے لئے نور کو عظیم بنا دے ، تیری نرالی ذات ہے جس نے عزت کا لبادہ پہن رکھا ہے ۔ تسبیح کا حقدار اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی نہیں ہے وہ پاک ذات ہے بزرگی کی بنا پروری کرتا ہے ، وہ ذات احسان اور عنا والی ہے ۔

عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے سے لیلۃ القدر کا ثواب ملتا ہے

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جس نے عشاء کی نماز پڑھ لی اسے لیلۃ القدر کا ثواب مل گیا ۔ مشکوۃ ج خمار رحہ بیان کرتے ہیں ۔ جس نے مغرب اور عشاء کی نماز رمضان میں باجماعت ادا کر لی اسے لیلۃ القدر کا پورا پورا حصہ ملتا ہے ۔

(واللہ اعلم)

نوٹ :- اسلامی تہذیب قرآن اور حدیث کی روشنی میں یہ کتاب نوجوان طبقہ کے افکاری تعمیر کے لئے انوکھی کتاب ہے (ادارہ)

Marfat.com

کتاب الوتر

وتر کے لئے رغبت دلانا

حضرت علی رضہ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وتر ہے اس لئے قرآن کے حفاظ اور علماء وتر پڑھا کرو ۔ مشکوٰۃ 126

۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم نے فرمایا اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر ہی کو پسند کرتا ہے ۔

قرآن والوں ـــــ وتر پڑھا کرو ، بدوی نے کہا نبی کریم کیا فرماتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا یہ مسئلہ نہ تیرا ہے اور نہ تیرے ساتھیوں کے لئے ہے ، ایک روایت ہے ۔ تو اس مسئلہ کا اہل نہیں ہے ، یعنی یہ اہل علم کے لئے ہے ۔

ابن سیرین رح ـــــ زندگی کے ہر شعبہ میں طاق اشیاء کو پسند کرتے کھانے کی اشیاء میں بھی طاق استعمال کرتے

خارجہ بن حذافہ عدوی ـــــ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ صبح سویرے تشریف لائے فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسی نماز دی ہے جو تمہارے مرغوب دسرخ اونٹوں سے بہتر ہے صحابہ نے کہا وہ کونسی نماز ہے ۔ آپ نے فرمایا وہ وتر ہے ۔ عشاء ، طلوع فجر کے درمیان ادا کیا جاتا ہے ۔ ایک روایت میں ہے فجر کی نماز سے ادا کیا جاتا ہے ۔ عمرو بن شعیب عن ربیہ ، بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے ایک نماز کا اضافہ کیا ہے ۔ اس کی پوری حفاظت کرنا ، وہ نماز وتر ہے ۔

بریرہ اپنے باپ سے سنا بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھا وہ مجھ سے نہیں ہے اور ایک روایت ہے ۔ لیس منّا ۔ یعنی اس نے ہمارا طریقہ پسند نہیں کیا ۔

وتر سنت ہے فرض نہیں

علامہ محمد بن نصر کہتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں نمازیں دن اور رات میں فرض کیں یہ حکم آپ نے اپنی امت کو دے دیا بعد ہجرت یہ آپ نے کئی فرائض ، مثلاً زکوٰۃ اور حج جس کی فرضیت کی اطلاع دی ۔

بعدہ آپ سے عرب کے وفود بعد ہجرت اور بعد فتح مکہ ملاقات کے لئے سرزمین مدینہ اور مکہ میں مختلف مقام

لاکر تشریف لاتے رہے ۔ بعدہ کئی وفد حلقۂ اسلام میں رضاء داخل ہوئے ، پھر ۸ ، ۹ کے دوران اہل قریہ اور دیہات والے تشریف لائے اور آپ سے فرائض اسلام پوچھتے ۔ آپ نے اہل دیہات کو نمازیں دن اور رات کی پانچ فرض بتائیں ۔ وفات سے قبل حضرت معاذ بن جبل کو یمن میں مبلغ بنا کر بھیجا اور اسے اسلامی فرائض کی تفصیلات کی ذمہ داری پر مامور کیا ، کہ

پہلا مسئلہ توحید ، نماز روزہ ، رمضان ، حج ، زکواۃ بیان کریں اسی دوران میں حج الوداع کے موقعہ پر الوداعی خطاب میں الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔

آج دین مکمل ہوگیا ۔ اور میرے انعامات اس پر پورے ہوگئے اور اللہ تعالے آپ کے اسلام کو دین قرار دیا ہے ۔ اس آیت کے بعد کسی اسلامی ، فرض ، حلت وحرمت کا کوئی مسئلہ نازل نہ ہوا ،

جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو صرف ۳ ماہ حیات رہے بعدہ آپ دار جاودانی میں بحکم الٰہی تشریف لے گئے ۔ پھر صدیق اکبرؓ نے اسلامی فرائض کی تبلیغ کی بعدہ علیؓ نے فرمایا کہ وتر حتم) واجب اور فرض نہیں ہے ۔ بلکہ سنت ہے ۔ اور ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ۔ کہ صدیق اکبرؓ اور علیؓ اسلامی فرائض سے ناواقف ہوں ، یعنی انکے علم میں وتر فرض نہ تھا ـــــ بلکہ سنت تھا اور یہ جیسے اس مسئلہ پر ان کی طرف منسوب کیا اسکا ظن فاسد ہے ۔

مالک بن صعصعہ ـــــ بیان کرتے ہیں ، کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خواب کا تذکرہ یوں کیا ۔ میں ایک رات خواب اور بیداری کے عالم میں بیت اللہ کے پاس تھا ۔ میرے پاس ایک چوپایا لایا گیا ۔ اسکا نام براق تھا ۔ میں اور جبرائیل امین آسمان دنیا پر آئے ۔ جبرائیل نے دروازہ کھلایا ۔ پہرداروں نے سوال کیا ـــــ یہ کون ہے ۔ اس نے کہا ہے میں جبرائیل ہوں اور سوال کیا گیا ۔ تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل نے کہا میرے ساتھ جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انہوں تعجب کہا کیا آپ دنیا میں نبی مبعوث کیئے گئے ، جبرائیل کہتے ہیں ہم ایک ایک آسمان پر چڑھتے چڑھتے ساتویں آسمان پر آگئے ۔

میرے پاس دو برتن ایک شراب اور دوسرا دودھ کا پیش کیا گیا ۔ میں نے دودھ والا برتن پکڑ لیا ۔ بعد میں کہا گیا آپ نے فطرۃ کی خوراک کو پسند فرمایا تیری امت اسی فطرت پر قائم رہے گی بعدہ مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں ـــــ میں سنکر واپس آیا تو موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی ۔ میں انعام ربانی کا ذکر حضرت موسیٰؑ سے کیا آپ سنتے ہی فرمانے لگے ۔ تیری امت یہ بوجھ نہ اٹھا سکے گی ۔ اس کی وجہ یہ ہے میں اپنی قوم کو خوب آزما چکا ہوں ۔ اور اس قوم بنی اسرائیل پر میں نے بڑا زور لگایا ہے ۔ اس کے اثر میں آپکو بطور مشورہ یہ کہہ رہا ہوں ۔ آپ اللہ تعالےٰ سے اس فرض کی ترمیم کے لیے رابطہ پیدا کریں ، چنانچہ میں دوبارہ وہاں گیا اور ترمیم کا سوال پیش کیا پانچ کی تخفیف ۴۵ تھا یا میری واپسی کا سلسلہ اور اطلاع انعام موسیٰؑ کو ہوتی رہی بالآخر میں نے پینتالیس کی تخفیف کرالی ۔ اور باقی

کی ادائیگی کے ثواب ۵۰ کا ملے گا۔ یہ ربانی ترمیم جس پر اعلان کیا گیا فرض جاری کیا جاچکا ہے اور میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کردی ہے اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا۔ اب ترمیم نہ ہوگی۔

ابی مسعود انصاری کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر جبرائیل امین تشریف لائے اور مجھے پانچ نمازیں با جماعت ادا کرائیں۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں مجھے میرے والد عمرؓ نے ایک واقعہ سنایا کہ میں آپ کی محفل میں شریک تھا۔ ایک آدمی نوجوان اور سفید کپڑے زیب تن کئے ہوئے آکر سب سے پہلے اسلام علیکم کہا پھر باآواز گرج کر کہا یا محمدؐ اے محمدؐ تجھ سے چند سوال کرنے آیا ہوں۔ آپؐ نے اسے ہاں کہہ کر باآواز بلند گرج آواز سے جواب دیا،

بلند لہجے میں کہنے لگا۔ اسلام کیا ہے آپؐ نے کہا اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم کی رسالت کی شہادت دینے کا نام ہے۔ پانچ نمازیں، زکوۃ، اور حج بیت اللہ، اور ماہ رمضان کے روزے، کی ادائیگی کا نام اسلام ہے اس نے کہا حضرت اگر میں یہ ادا کرلوں تو میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا ہاں آپ مسلمان ہیں۔

طلحہ بن عبداللہ رضؓ کہتے ہیں ایک بدوی پراگندہ بالوں والا رسول کریم کے پاس آکر کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے کتنی نمازیں دن اور رات میں فرض کی ہیں، آپ نے فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ نوافل پر کوئی پابندی نہیں ہے

دوسرا سوال مجھ پر روزے کتنے فرض ہیں، آپ نے جواب دیا ایک ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں۔ نفل روزہ پر پابندی نہیں ہے۔

تیسرا سوال مجھ پر زکواۃ کتنی فرض ہے آپؐ نے اسے اسلامی شعائر کی تفصیل بیان کی۔ بعدہ سن کر یوں گویا ہوا الحمد جس نے آپ کو عزت اور شرف بخشا ہے۔ میں ان اسلامی احکام میں ترمیم اور اضافہ نہ کروں گا۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا، اگر یہ صدق دل سے کہتا ہے تو فلاح یاب ہے اور صدق دل کا ثمرہ جنت ہے (سبحان اللہ)

عبداللہ بن فضالہؓ۔ کہتے ہیں مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ آپ پانچ فرضی نمازوں پر نگرانی کریں۔

ابن محیریہ کہتے ہیں بنی کنانہ کا ایک آدمی مخدجی کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے ایک شام کے آدمی کا نام ابا محمد کے نام سے سنا وہ کہہ رہا تھا۔ وتر واجب ہے مخدجی نے کہا میں عبادہ بن صامت کے پاس گیا، میں نے اسے بتایا جو کچھ ابو محمد نے ہمیں کہا۔ عبادہ نے کہا وہ جھوٹ بولتا ہے میں نے رسول کریم سے سنا ہے۔ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیں ہیں۔ جس نے ان کو پوری طرح ادا کیا ــــ ان کو ضائع نہ کیا ــــ اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس نے اس عہد کو پورا نہ کیا مالک کی مرضی معاف کردے اور گر چاہے تو عذاب دے دے،

ابی ھریرہؓ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے انکو ان کے حقوق کے ساتھ ادا کیا اللہ تعالیٰ کا عہد ہے اسے جنت میں داخل کرے گا اور ان کو ضائع کر دیا، عذاب دنیا اور رحمت میں شامل کرنا اس کی مرضی پر ہے۔

ابا قتادہ ابن رومی نے خبر دی — کہ رسول کریمؐ نے فرمایا (حدیث قدسی) فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ میں نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کیں ہیں، اور میں نے عہد کیا ہے۔ جو ان کو ادا کرنے گا۔ اور وقت کی پابندی کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس نے ایسا نہ کیا اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہے ۱۹۴ص

ابو درداءؓ — رضؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے پانچ نمازیں قیامت کے ایمان کے ساتھ پیش کیں، اسے جنت میں داخلہ مل جائے گا۔ جس نے پانچ نمازوں پر نگرانی کی۔ رکوع و سجود، اور وقت کی پابندی کی — اسے جنت میں داخل کیا جاوے گا۔ زکواۃ خوشی سے ادا کی، اور رمضان کے روزے رکھے بیت اللہ کا حج کیا، اور امانت کو ادا کیا، لوگوں نے ابو درداء سے امانت کے متعلق پوچھا — تو آپ نے جواب دیا کہ اس سے مراد غسل جنابت ہے۔

معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں میں نے رسول کریمؐ سے سنا جس نے پانچ نمازیں احسن طریقہ سے ادا کیں اور ماہ رمضان کے روزے ادا کیے، اللہ تعالیٰ کا اس پر حق ہے اس کے گناہ معاف کر دے چاہے ہجرت کرے چاہے گھر میں بیٹھا رہے۔ مجھے زکواۃ کا علم نہیں ہے کہ آپؐ نے زکواۃ کا اس میں ذکر کیا یا کہ نہیں۔

عوف بن مالک اشجعی بیان کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں شریک تھے۔ آپ نے ترغیبانہ انداز میں تین مرتبہ بیعت کا ذکر کیا چنانچہ ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا کر بیعت کی — جب ہم بیعت کر چکے تو آپؐ سے ہم نے دریافت کیا حضرت جی بیعت کن امور پر ہے آپ نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا اور کسی کو شریک نہ بنانا، اور پانچ نمازیں دن اور رات میں ادا کرنا۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کے علاقے سے مبلغ بنا کر روانہ کیا۔ یوں کہتے ہوئے۔ آپ ایک قوم کے پاس جا رہے ہیں۔ جو اہل کتاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں پہلے کلمہ توحید بتانا۔ اگر وہ لوگ اس کی اطاعت کر لیں تو بعدہ انہیں اسلامی فرائض نماز پانچ تمام دن اور رات میں بتانا۔

ابی امامہؓ — کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ ہو سکتا ہے اس سال کے بعد میرے تمہاری ملاقات نہ ہو سکے۔ ایک آدمی نے کہا — حضرتؐ جی آپ ہمیں کوئی عہد بتا دیں۔ اس پر آپ نے فرمایا — رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو اور رمضان کے روزے رکھو، اور حج بیت اللہ کرو، اور اپنے مال کی زکواۃ خوشی سے ادا کرو۔ اس پر تمہیں جنت میں داخلہ ملے گا۔

Marfat.com

رافع بن عمرو طائیؓ ــــ کہتے ہیں، میں ابو بکر صدیق رضؓ کے پاس آیا اور کہا مجھے ایسا مسئلہ بیان کرو۔ اگر میں اس پر عمل کروں، تو تمہارے جیسا ہو جاؤں، اور تم جیسا ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا، اپنی پانچ انگلیوں پر ان کو گن، اس نے کہا بہت اچھا۔ کلمہ شہادت پڑھ، اور پانچ نمازیں پڑھنا اور زکوٰۃ مال ــــ ادا کرنا۔ بیت اللہ کا حج کرنا ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ آپ نے اسے حفظ کر لیا ہے اس نے کہا ــــ ہاں۔

حضرت حسن رضؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے عمر بن خطاب رضؓ کو کہا اے دنیا کے بہترین لوگ ــــ حضرت عمر رضؓ فرمانے لگے دنیا سے بہتر لوگ وہ ہے۔ جس نے اسلام کی دعوت کو قبول کیا۔ اور ہجرت کے لئے تیار ہوا، حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کے مصر میں تشریف لایا۔ پھر اس نے جہاد کے لئے تیاری کی حتیٰ کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا۔ فرمایا یہ خیر الناس آدمی ہے۔ اس آدمی نے کہا حضرت عمر رضؓ جی ــــ میں ایک دیہاتی آدمی ہوں اہل علم سے نہیں ہیں سند کرتا ہوں کہ مجھے منجاملہ دین بتاؤ آپ نے جواب دیا جب تو امور پر عمل کریگا تو۔ تو نے اسلام کا کنڈا پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا، جس نے علم سیکھا، پھر اس نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور پانچ نمازیں دن اور رات میں پڑھیں۔ اور رمضان کے روزے رکھے اور زکوٰۃ اگر مال ہے تو ادا کی اور بیت اللہ کا حج کیا اگر توفیق ہو۔ اس نے سنا اور اطاعت کی اور آپ نے آپ کو پوشیدہ امور سے محفوظ رکھ اور ظاہر کو محفوظ رکھ۔ مومن جس طرح عملی میدان میں آتا ہے اور خدا کی ناراضگی سے ڈرتا ہے، اور اسے کوئی سزا نہیں ہے۔ فاجر کا سارا عمل پوشیدہ ہوتا اس سے اپنے آپ بچا کر رکھ،

ابن عباس رضؓ بیان کرتے ہیں باقیات الصالحات کا معنیٰ پانچ نمازیں ادا کرنا،
ان الحسنات یذھبن السیات، سے مراد پانچ نمازیں ہیں۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں رسول کریمؐ نے نماز ماہ رمضان میں پڑھائی کل ۸ رکعت اور ۳ وتر جب دوسری رات ہوئی تو ہم مسجد میں جمع ہو گئے اس امید سے کہ آپ اس رات کو جماعت نوافل کرائیں گے۔ صبح تک آپ تشریف نہ لائے ہم نے کہا حضرت جی ہم اس امید میں تھے۔ کہ آپ تشریف لاویں گے۔ جواباً آپ نے کہا۔ کراہت یا مجھے ڈر لاحق ہوا کہیں تم پر وتر فرض نہ ہو جائے۔

ابن عباسؓ۔ آپ نے فرمایا مجھے وتر اور ضحیٰ کی دو رکعت کا حکم دیا گیا ہے یہ فرض نہیں کی گئی۔

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے۔ وتر واجب نہیں ہے نماز کی طرح یہ سنت ہے جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہے اسے مت چھوڑنا۔

عبادہ بن صامت رضؓ، کہتے ہیں وتر کیسی عبادت ہے آپ نے فرمایا وتر حسن ہے آپ نے عمل کیا اور مسلمانوں نے عمل کیا اور یہ واجب نہیں ہے۔

Marfat.com

مسلم قری رح کہتے ہیں میں ابن عمر رض کے پاس بیٹھا تھا، ایک آدمی آیا اسنے یا ابا عبد الرحمن کیا وتر سنت ہے کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے وتر پڑھے۔ جواب دیا آنحضرت نے بھی وتر ادا کئے اور مسلمانوں نے وتر ادا کیئے۔

مکحول بیان کرتے ہیں، میں نے انس رض سے سوال کیا، نماز ضحیٰ کے متعلق اس نے کہا نمازیں پانچ فرض ہیں۔ میں چارپائی کے قریب ہوا میں نے کہا نمازیں پانچ فرض ہیں، ایک مرتبہ ہی نہیں بلکہ پانچ مرتبہ یہ کلمہ دہرایا میں اپنے نفس کا جائزہ لیا۔ میں نے کہا جو چیز مجھ پر فرض نہیں ہے وہ میں اپنے ذمہ کیوں لگاؤں۔ صـ ۱۹۷

قتادہ رح کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ رسول کریم نے وتر پڑھا، لیکن تیرے بیٹے پر نہیں ہے، میں نے کہا وہ کیسے آپ نے جواب دیا کہ آپ نے فرمایا اہل قرآن (اہ حاملین وحفاظ قرآن) تم وتر پڑھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات طاق ہے اور اللہ تعالیٰ وتر کو پسند کرتا ہے۔

شعبی رح کہتے وتر اشرف اور افضل نفل ہے۔

ابن عون رح کہتے ہیں امام محمد رح نے کہا کہ وہ لوگ نوافل کی قدر بہت کرتے خصوصاً رات کے وتر اور صبح کی دو سنت، وتر آخر رات میں پڑھتے اور صبح کی سنت ادا کرتے۔

حضرت نافع رح کہتے ہیں حضرت ابن عمر رض۔ وتر اپنی سواری پر ادا کرتے، وتر کی بقیہ نوافل سے اہمیت نہیں ہے ابن جریج کہتے ہیں میں نے حضرت عطاء رح سے کہا میں مرض کی وجہ سے وتر بیٹھکر ادا کر لیتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں۔ تری مرضی پر ہے کیونکہ وہ نفل ہے۔

مجاہد رح کہتے ہیں وتر مشہور سنت ہے۔

عمرو بن حارث رض کہتے ہیں وتر سنت ہے اس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ اور اسے مسلمانوں نے بھی پڑھا، اسکا چھوڑنا لائق نہیں ہے۔

عمرو کہتے ہیں۔ یحییٰ بن سعید نے کہا اگر کسی نے عمداً وتر کو ترک کر دیا تو اس نے سنت رسول کو چھوڑ دیا سفیان رض کا قول ہے وتر فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔

مزنی رح، کہتے ہیں امام شافعی رح نے کہا پانچ نمازیں فرض ہیں جس طرح کہ آپ نے بدوی کو تعلیم دی تھی، اس نے مطالبہ کیا اس کے علاوہ حکم آپ نے فرمایا نفل تیری مرضی پر موقوف ہیں، لفظ نفل (تطوع) کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) جماعت موکدہ، جو شخص اسکی ادائیگی کی قدرت رکھتا وہ اسے بالکل نہ چھوڑے۔ نماز عیدین گرہن، استسقاء (بارش کی دعا) دوسری ہے صلوۃ منفردہ، اکیلے نماز ادا کرنا، بعض نماز بعض سے

Marfat.com

تاکیدوالی ہیں اور اس میں وتر کی نماز ہے اور اس میں تہجد کی نماز ہے پھر صبح کی دو سنت بھی اس میں شامل ہیں آخر میں فیصلہ کرتے ہیں میں کسی مسلمان کو ان میں سے چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتا اور میں انہیں واجب بھی نہیں کہتا ، اگر وترات کو نہ پڑھا جا سکے تو صبح ان کی قضائی نہ دے

محمد بن نصرؒ ۔ کہتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رح وتر کو واجب کہتے تھے ۔حضرت امام ابوحنیفہ رح کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے نماز کے فرائض کے متعلق دریافت کیا ۔کہ دن اور رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں ۔آپ نے اسے کہا ، پانچ نمازیں فرض ہیں ، پھر کہا انہیں گن لو ۔ فجر ، ظہر ، عصر ، مغرب ، عشاء ۔ اس نے بعد میں کہا وتر فرض ہے یا سنت ہے آپؒ نے فرمایا فرض ہے ۔ سائل نے کہا نماز کتنی ہیں ۔ آپؒ نے فرمایا پانچ نمازیں فرض ہیں ، اس پر سائل کہنے لگا ، انانت لاتحسن الحساب ، حضرت امام صاحب آپ کو حساب کرنا نہیں آتا ۔ یہ کہہ کر چلتا بنا ،

نوٹ :۔ اس کا مطلب یہ تھا پانچ نمازیں فرض ، پھر آپ کیسے وتر کو فرض کہتے ہیں ، یہ تھا عدم حساب کا معنیٰ ۔ (مترجم)

امام نصر رح فرماتے حضرت ابوحنیفہ رح کے اصحاب نے وتر کو سنت کہا ہے اور فرض نہیں کہا ۔ بعض متاخرین نے بڑے دلائل پیش کیے ہیں پھر انہیں دلائل سے ذکر کریں گے ۔

وتر کا وقت ، اوّل اور آخری سے

پہلے حدیث گذر چکی ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی امداد بہتر نماز سے کی ہے جو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے ۔ وہ وتر ہے ۔ صـ ۱۹۸

امام محمد بن نصر رح بیان کرتے ہیں ، اس موضوع پر مختلف احادیث کا تذکرہ موجود ہے ، یہ واقعات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ارشاد نبوی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک نماز کا اضافہ کیا ہے اور تمہاری نماز سے امداد کی ہے ۔ یہ نماز عشاء سے طلوع فجر کے درمیان میں ہے ۔ بعض نے کہا عشاء سے صبح تک ، ان احادیث میں ، محدثین نے طعن کیا ہے ۔

اکثر صحابہ نے وتر کو دو نمازوں میں بیان کیا ہے بعض نے وتر طلوع فجر کے بعد کہا ہے ۔ بعض علماء کا متفقہ فیصلہ ہے ۔ عشاء سے طلوع فجر تک وتر کا وقت ہے بعض نے اپنا اختلاف بعد طلوع فجر کا ذکر کیا ہے ایک حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلوع فجر سے پہلے وتر کا حکم دیا ہے اس پر ہم روایات کا ذکر کر لیا کریں گے ۔

Marfat.com

۱۔ حضرت علیؓ۔ فرماتے ہیں کہ وتر عشاء اور فجر کے درمیان ہے

ابن مسعودؓ: عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان ہے۔ جب بھی آپ وتر پڑھ لیں اچھا ہے۔

ایک آدمی نے ابودرداءؓ سے کہا وہ کام معاذ بن جبل اور صنابحیؓ کرتے تھے۔ اس نے کہا وہ کام کون سے ہیں۔ یہ دونوں صبح سویرے مسجد میں جاتے اگر جنازہ میں ان کو بلایا جاتا تو شریک ہوتے، ورنہ واپس چلے جاتے، اگر کھانا مل جاتا کھا لیتے ورنہ کہتے ہم روزہ دار ہیں دونوں رات کو دو دو رکعت نماز ادا کرتے جب صبح ہو جاتی وتر ادا کرتے ابودرداء کہتے ہیں، ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں۔

شعبیؒ کہتے ہیں، وتر اس وقت ادا کرو، جب مؤذن اذان کہے

ابن عونؒ۔ کہتے ہیں مجھے وتر اس وقت اچھا لگتا ہے۔ جب حرشیؒ اذان کہتا ہے۔ یہ بنی اسد کا مؤذن تھا یہ فجر کی اذان کہتا تھا، صت ۱۹۹

رات کے اوقات جنہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول کریمؐ نے ساری رات میں وتر ادا کیے آپ وتر سحری تک ادا کرتے ایک روایت میں ہے آپ اوّل، درمیان آخر وہ رات میں وتر ادا کیا حتٰی کہ سحری تک ختم ہو گیا، وتر آپ کا سحری تک رہا یہ عمل وفات تک رہا آپ کو اللہ تعالٰی رات میں بیدار کر دیتا۔ سحری کے وقت آتے وظیفہ پورا کرتے ایک روایت میں ہے رات کے اوّل حصہ میں سو جاتے جب سحری ہوتی اسی وقت آپ وتر ادا کرتے، پھر آکر لیٹ جاتے،

ایک روایت میں ہے۔ آپؐ نماز پڑھتے میں آپ کے سامنے سو جاتی۔ جس طرح جنازہ امام کے آگے رکھا جاتا ہے۔ جب رات کا کچھ حصہ رہتا۔ فجر کے طلوع سے پہلے تو وتر ادا کرتے،

بعض دفعہ اپنے سونے سے قبل وتر ادا کیا اور بعض دفعہ وتر پڑھ کر سو گئے۔ علی بن ابی طالبؓ کہتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ اوّل، درمیان، اور آخر میں وتر ادا کیے۔ بعض دفعہ طلوع فجر کے وقت، ادا کرتے، اور صبح کی سنتیں، تکبیر ہوتے ہوتے ادا کرتے۔

عقبہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اوّل درمیان اور آخر حصہ میں وتر ادا کرتے۔ صت ۲۰۰

وتر رات کے آخری حصہ میں ادا کرنا

جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے فرمایا جسے اندیشہ ہو کہ وہ آخر رات میں بیدار نہ ہو سکے گا۔ وہ اوّل حصہ

Marfat.com

رات میں وتر پڑھ لے، اور اگر اسے امید رغبت ہو کر وہ بیدار ہو جائے گا۔ تو وہ آخر رات میں نماز پڑھے کیونکہ آخر رات کی قرأت افضل ہے۔ کیونکہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ وتر آخر رات میں افضل ہے۔ یہ نماز نافل ہے۔ عبداللہ سے بہتر خیال کیا کرو۔

حارث بن معاویہؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص عمر بن خطابؓ کے پاس آیا، کہ میں آپ سے وتر کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا اوّل حصہ رات میں نفل پڑھنا۔ یا وسط یا آخر رات میں افضل ہے۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے۔ آنحضرت نے عمل کیا آپ امہات المومنین سے دریافت کرنا۔ وہ اس مسئلہ کو خوب جانتی ہے۔ آپ وفات تک آخر رات وتر ادا کرتے رہے۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں، نبی کریم صلی علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے کہا آپ وتر کب ادا کرتے ہیں جواب دیا میں پہلے وتر پڑھتا ہوں۔ پھر سو جاتا ہوں، آپ نے فرمایا تو نے احتیاط کو اختیار کیا ہے، آپ نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا میں سو جاتا پھر رات کو قیام کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ قوی کا عمل ہے تو سن قوی کا عمل ہے۔

عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں عقلمند لوگ رات کے اوّل حصہ میں وتر پڑھتے ہیں اور قوی الجثہ لوگ، رات کے آخر حصہ میں وتر پڑھتے ہیں اور یہ وقت افضل ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالبؓ۔ ایک دن جب فجر اوّل ہوئی۔ تو فرمانے لگے یہ وقت وتر کا بہتر ہے اور تکبیر کا وقت بھی یہی تھا۔ واتران رات میں دو ہی ایک وتر صبح کاذب دو ایک وتر صبح صادق میں۔

عبداللہ بن مسعودؓ۔ جب کچھ وقت رات سے گزر جاتا۔ پھر اس وقت وتر پڑھتے

ابن عباسؓ کا یہی مسلک تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ فجر کے وقت وتر پڑھتے، رات کے آخر حصہ افضل ہے

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں ہم وتر رات کے آخری حصہ میں پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے کسی نے سوال کیا آپ وتر کب پڑھتی ہیں۔ آپ نے جواب دیا جب موذن صبح کی اذان ادا کرے۔

ہشامؓ کہتے ہیں امام محمدؒ فرماتے ہیں۔ بعض ان میں رات کے اول حصہ میں وتر ادا کرتے اور بعض ان میں رات کے آخری حصہ وتر ادا کرتے، جو لوگ اول رات کو وتر پڑھتے ہیں انکے نزدیک آخری حصہ رات کا افضل ہے

ابی سعید خدریؓ، بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا اذان کے بعد وتر ادا کرنا کیسا ہے۔ آپؐ نے کہا اذان سے پہلے وتر ادا کرو بعد اذان ہم نے دریافت کیا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا وتر اذان کے بعد ہے تیسری بار فرمایا اذان کے بعد وتر جائز ہے۔

نوٹ: ... قربانی کے ساتھ ... مستحق ... صفت حاصل کیجئے (ادارہ)

Marfat.com

[اوّل رات کو وتر ادا کرنا اسکے لئے جو آخر رات میں بیدار ہونے کی طاقت نہ رکھے]

۱۔ جو شخص رات کے آخر حصّہ میں بیدار نہ ہوسکے وہ اوّل رات میں وتر پڑھ لے

ابی ہریرہؓ ۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم نے مجھے وصیّت کی ،

۳ روزے ہر ماہ میں اور دو رکعت ضحیٰ کی سونے سے قبل وتر پڑھ لے ضحیٰ کی نماز اوابین کی نماز ہے

ابی درداءؓ کہتے ہیں مجھے میرے خلیل نے مجھے وصیت کی تین چیزوں کو نہ چھوڑنا ۔

۱۔ ۳ روزے ہر ماہ میں صلوٰۃ ضحیٰ ۳، وتر پڑھ کر سونا ۔

عمر بن خطابؓ ۔ نے اشعث سے کہا کہ مجھے وہ چیز بتا جس کو میں نے رسول اکرم سے سنا ہی اس آدمی سے سوال ہو گا جسنے اپنی بیوی کو نصیحت کئے مارا ، وتر پڑھ کر سونا ۔

سعید بن مسیبؓ کہتے ہیں حضرت ابوبکرؓ جب بستر پر تشریف لاتے تو وہ پڑھتے ، اگر رات کو بیدار ہو جاتے تو رات سے نماز پڑھتے ۔

حضرت علی ابی طالبؓ ، بیان کرتے ہیں مجھے رسول کریم نے فرمایا وتر پڑھ سو یا کرو

میمون بن مہران ۔ بیان کرتے ہیں ۔ اس کی مثال جو اوّل رات میں وتر پڑھتا ہے اور آخر رات میں وتر پڑھتا ہے ۔ اس طرح ہے کہ :۔

دو آدمی سفر پہ نکلے شام کو گھر تشریف لائے ایک نے کہا میں اپنے قلعہ میں جاتا ہوں ، دوسرے نے کہا میں آگے چلتا ہوں پھر وہ اپنی بستی میں آیا ، بعض دفعہ منزل کو پالیا اور کسی نے نہ پایا ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وتر رکعت ادا کی

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت پڑھتے ان میں ایک رکعت وتر ہوتا ایک روایت میں ہے ۱۱ رکعت نماز رات کو ادا کرتے ان کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہوتا ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے وتر ایک ہی ہوتا تھا ۔ ایک روایت میں ۔ ۱۳ رکعت نماز پڑھتے اور دو رکعت صبح کی سنت ادا کرتے اور ایک وتر پڑھتے

اس میں ابن عمرؓ اور ابن عباس کی روایات کا ذکر ہے ۔

حضرت عائشہ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں نماز پڑھتے ، وقت اور وتر میں فرق کرتے میں آپ کے سلام پھیرنے کی آواز جانتی تھی حالانکہ میں اپنے گھر ہوتی ۔

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور طاق میں فرق کرتے

عبداللہ بن ابی قیسؓ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ سے آپکے وتر کے متعلق سوال کیا ۔ مائی صاحبہ نے بتایا کہ آپ

Marfat.com

۷، ۹، ۱۱، ۱۳ وتر پڑھتے، ۷ سے کم اور ۱۳ سے زیادہ وتر نہ پڑھتے تھے۔

شعبی بیان کرتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے آنحضرت کی رات کے متعلق سوال کیا۔ تو ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ آپ ۱۳ رکعت پڑھتے ۸ نوافل ۳ وتر اور دو ۲ رکعت فجر کی سنت یہ رات کی نماز تھی۔

ابی مجلزؒ کہتے ہیں میں نے ابن عباسؓ سے وتر کے متعلق پوچھا آپ نے جواب میں کہا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا وتر رات کو ایک رکعت تھا اسی میں نے حضرت ابن عمرؓ سے سوال کیا آپ نے ایسا ہی جواب دیا۔

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں ایک آدمی حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت معاویہؓ ایک رکعت وتر پڑھتا ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ امیر معاویہ کو طعن کریں گے آپ نے سن کر جواب دیا۔ اصحاب معاویہؓ کا مسلک بالکل ہے حضرت ابن عباسؓ نے ایک رکعت وتر پڑھا۔

فضل بن عباسؓ کہتے ہیں میں نے ایک رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رات بسر کی۔ تاکہ میں آپ کی تمام رات کی عبادت کا جائزہ لوں۔ چنانچہ آپ رات کو بیدار ہوئے گھر میں لٹکی ہوئی سے وضو کیا۔ پھر آپ نے دو دو رکعت نماز پڑھی، حتیٰ کہ آپ نے ۱۰ رکعت نماز پڑھی۔ پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ پھر آپ نے ایک رکعت وتر پڑھتا۔ پھر حضرت بلالؓ نے جماعت کیلیے آواز دی۔

علامہ محمد بن نصرؒ ان احادیث کی اسانید کو معتبر گردانتے ہوئے فیصلہ کرتے ہیں فضل بن عباسؓ عبداللہ بن عباسؓ اور زید بن خالد جہنی کی روایات بالکل صحیح ہیں۔

حضرت زید بن خالدؓ نے آنحضرت صلعم کی رات کی نماز کی رکعت شمار کیں۔ کل رکعت آنحضرت کی ۱۲ رکعت تھیں پھر آپ نے ایک رکعت وتر ادا کیا اس روایت میں آنحضرت کے ایک وتر کا ذکر ہے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز دو دو رکعت ادا کرتے اور ایک وتر ادا کرتے۔

عبداللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عشاء کی نماز ادا کر چکتے تو اس کے بعد ۴ رکعت نماز پڑھتے پھر آپ نے ایک رکعت وتر پڑھا پھر آپ سو گئے پھر آپ نے رات کی نماز ادا کی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو رکعت پہ سلام پھیرنا اور ایک رکعت وتر پڑھنا

ابن عمرؓ حدیث نبوی یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک سائل نے آپ سے رات کی نماز کا طریقہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ دو دو رکعت ہیں اور اگر صبح ہونے کا خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو اس سے سابقہ نماز وتر بن جائے گی۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ جو شخص رات کی نماز پڑھے، صبح کا اگر خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھنے سے سابقہ نماز وتر بن جائے گی۔

Marfat.com

دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم دو۲ دو رکعت پڑھیں اور اگر صبح ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ لیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک وتر پڑھو۔ اللہ تعالیٰ وتر کو پسند کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ رات کی نماز دو۲ دو رکعت ہے، اگر سونا ہے تو ایک رکعت وتر پڑھ لو۔ سابقہ نماز وتر ہو جائے گی۔

عقبہ بن حریث رضی نے ابن عمر سے دریافت کیا۔ صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ۔ تو آپ نے جواب دیا دو۲ دو رکعت پر سلام پھیرنا یہی قول سفیان ثوری کا ہے اس مسئلہ میں عمرو بن عمر ابی ایوب انصاری کی روایات ہیں۔

علامہ بن محمد نصر رح کہتے ہیں کہ ہمارا نظریہ جس کو ہم پسند کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ رمضان اور غیر رمضان کے رات کے نوافل دو۲ دو رکعت پر آدمی سلام پھیرے۔ اور جب اسے ختم کرنا چاہے تو ۳ رکعت وتر پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ دوسری میں سورۃ کافرون پھر سلام پھیر دے پھر ایک رکعت علیحدہ مکمل طور پر پڑھ لے اس رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص اور تعوذتین (فلق، ناس) پڑھے۔

آنحضرت صلعم سے یوں بھی ہے۔ کہ آپ جب وتر پڑھتے تو ۶ ویں یا ۵ ویں رکعت میں بیٹھتے اور آخر میں سلام پھیرتے۔

ایک روایت میں ہے کہ ۹ وتر پڑھتے تو آٹھویں اور ۹ ویں رکعت میں بیٹھتے۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ یہ تمام صورتیں وتر کے ادا کرنے کی جائز ہیں۔ اور بہتر طریقہ آنحضرت صلعم سے منقول ہے ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا دو۲ دو رکعت رات کی نماز ہے ہم نے وہی طریقہ اختیار کیا ہے بلکہ ایک روایت میں یوں بھی ہے پانچ وتر پڑھو ۳ پڑھو ایک پڑھو تمہیں اختیار ہے آپ کا پسندیدہ عمل جو اہل علم سے احادیث کے لحاظ سے ثابت ہے، وہ ایک ہی ہے اس کو بعض صحابہ رض نے پسند کیا ہے ہم نے بھی اسلاف کا طریقہ تحقیق کو اپنایا اور رکعت وتر ادا کرتے ہیں اس موضوع پر ہم روایات بیان کریں گے

اقوال سلف ایک رکعت وتر کی ادائیگی

عبداللہ بن عمر رض سے کسی نے وتر کی ادائیگی کا طریقہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک تر پڑھتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ کہیں لوگ اس کا نام بتیراء ناقص، نہ رکھ لیں۔ اس نے کہا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کی سنت ہے، سائل کا مطلب تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کی سنت ہے ایک روایت میں ہے کہ جس نے اسے بتیراء کہا اس نے صاف برائی ہی کی۔ بتیراء اسی کہتے ہیں۔ کہ ایک رکعت رکوع اور سجود سے ادا کرے پھر دوسری رکعت ادا کرے لیکن اس میں نہ قرائت کرے اور نہ ہی رکوع اور سجدہ پورا کرے، یہ بتیراء ہے وتر ایک ہے، یہ نبی کریم صلعم اور ابی بکر رض عمر رض کا بھی یہی وتر تھا

حنش صنعانی رح کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رض ماہ رمضان میں دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے پھر ایک رکعت وتر پڑھاتے حضرت زید رض بن ثابت ۲ رکعت میں سلام پھیرتے۔ ابن عمر نے حضرت زید سے اسکی ادائیگی کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا تاکہ لوگ بغیر وتر واپس نہ چلے جاویں

معاذ قاری عہد فاروقی میں شفع دو رکعت اور وتر ماہ رمضان میں لوگوں کو پڑھاتا یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرنا پھر ایک رکعت علیحدہ پڑھانا۔

وہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ قاری رضی مسجد نبوی میں دو رکعت پر بلند آواز سے سلام پھیر دیتا پھر ایک رکعت وتر پڑھاتا اور اسکے ساتھ صحابہ نماز پڑھتے اور کوئی اُسے معیوب نہ جانتا تھا۔

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان نے ایک رکعت وتر میں قرآن مجید ختم کیا

حضرت علی نے ایک رکعت وتر میں قرآن پاک پڑھا۔

محمد بن شرحبیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد کو مسجد میں داخل ہوتے دیکھا آپ نے ایک رکعت وتر پڑھا پھر مسجد سے باہر تشریف لائے۔

حضرت سالم حضرت ابن عمر کا عمل بتاتے ہیں۔ کہ آپ دو دو رکعت نماز نوافل پڑھتے بعد میں نئے سرے ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے اور یہی طریقہ لوگوں کو بتاتے جب تمہیں صبح ہونے کا خطرہ لاحق ہو تو ایک وتر ادا کرو۔

میں نے سالم سے کہا کہ کیا دوران اسلام کسی سے گفتگو کرتے تھے؟ فرمانے لگے کہ اگر کوئی کلام کرتا تو جواب دے دیتے ورنہ نہیں۔

حضرت ابن عمر کہا کرتے تھے کہ اگر ائمہ حضرات ایسے ساتھ اتفاق کریں تو دو رکعت میں سلام پھیر کر پھر ایک علیحدہ وتر رمضان میں ادا کریں۔

جابر بن زید کہتے ہیں وتر نماز عشاء سے طلوع فجر تک ہے۔ ابن عمر کبھی ان دو رکعت میں جدائی کرتے یعنی ایک وتر پڑھتے اسی پر حضرت ابن عباس اور دوسرے صحابہ عمل پیرا تھے۔

ابو درداء، فضالہ بن عبید اللہ اور معاذ بن جبل ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ حذیفہ اور ابن مسعود سے ولید بن عقبہ جو امیر کوفہ تھا اس رات کو باتیں کرتے رہے جب فارغ ہوئے تو ہر ایک نے ایک ایک رکعت وتر پڑھا۔

حضرت ابی ہریرہ رمضان میں نماز پڑھاتے اور وتر ایک رکعت ادا کرتے دو دو رکعت پر سلام پھیرتے بعدہ ایک رکعت علیحدہ وتر پڑھاتے آپ کے سلام کی بلند آواز ہر ایک سن لیتا۔

عبداللہ بن زبیر نے ایک رکعت وتر ادا کیا۔

حضرت زہری کہتے کہ آنحضرت کے صحابہ وتر کی دو رکعت میں سلام پھیرتے، پھر ایک علیحدہ وتر ادا کرتے

ابو موسیٰ اشعری ایک رکعت وتر پڑھتے۔

عقبہ بن عبد الغافر دو رکعت پر سلام پھیرتے ایک علیحدہ وتر پڑھتے حضرت عطا سے اس پر کسی نے سوال کیا کہ مسافر وتر کتنے ادا کرے آپنے فرمایا مسافر کو ایک رکعت وتر کافی ہے اگر وہ چاہے تو میں نے کہا حضرت مقیم کے لیئے؟ فرمایا کہ مقیم بھی ایک رکعت ادا کرے۔ اسے بھی ایک رکعت کافی ہے لیکن زیادہ رکعت ادا کرے۔

عبید اللہ عتکی کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو ایک رکعت وتر پڑھتے دیکھا۔ عاصم کہتے ہیں۔ کہ میں نے محمد بن سیرین سے کہا دو رکعت اور ایک رکعت علیحدہ پڑھ لیا کروں آپنے فرمایا ہاں، بعدہ میں نے کہا کہ سحری کھا لوں فرمایا کوئی حرج نہیں ہے

ابن عون کہتے ہیں۔ کہ میں نے حسن سے پوچھا کہ کیا آدمی وتر کی دو رکعت پر سلام پھیر سکتا ہے آپنے فرمایا ہاں۔

عقیل کہتے ہیں بن ہیثم ابن شہاب کو دیکھا وہ عشاء کے بعد پانچ رکعت پڑھتے تھے دو رکعت بعد سلام پھیرتے اور بعد ایک رکعت پڑھتے

Marfat.com

حضرت عطاء سے کسی نے سوال کیا۔ کیا وتر کی دو رکعت پڑھی جا سکتی ہیں اور بعد ہ ایک وتر پڑھ لے آپ نے اسے اجازت دیدی
امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک وتر پڑھتا ہوں کیونکہ رسول کریم صلعم نے فرمایا ایک وتر سے ما قبل نماز وتر بن جاتی ہے اور صواب امر یہ ہے کہ آدمی ۲ رکعت نماز ادا کرے پھر سلام پھیر کر ایک علیحدہ رکعت وتر پڑھ لے سلام پھیرتے وقت آواز قریبی نمازی کو سن جائے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ جو شخص دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتا تھا۔ اب وہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اب وہ کیا کرے؟ آپ نے جواباً کہا رکوع سے پہلے اسے یاد آجاوے تو بیٹھ جائے پھر سلام پھیر کر وہ سجدہ سہو کرے پھر اٹھ کر ایک رکعت وتر ادا کرے۔

ولید بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابی عمروؓ مالک بن انس سے ایک وتر کے متعلق پوچھا۔ ان دونوں نے جواب دیا اگر تین رکعت کی طرح بھی وتر پڑھ لے تو بہتر ہے، اور اگر دو سلام سے پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

ابو داؤدؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے احمد بن حنبلؒ سے ایک وتر کے متعلق سوال کیا۔ تو فرمانے لگے میرے نزدیک دو رکعت سلام پھیر کر وتر ادا کرے
حضرت ابی امامہؓ ماہ رمضان میں نماز پڑھاتے، پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ کافرون پڑھتے پھر دو رکعت پر سلام پھیرتے پھر ایک رکعت پڑھتے۔ وتر کی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھتے۔
حضرت امام احمدؒ فرمایا کرتے وتر پڑھنے کا پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی آٹھویں رکعت میں بیٹھ جائے
محمد بن نصرؒ اور اسحاق بن راہویہؒ نے حضرت امام احمدؒ کی رائے کو پسند کیا ہے

پانچ وتر ایک سلام سے پڑھنے

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلعم رات کو ۱۳ رکعت نوافل پڑھتے اور پانچ وتر پڑھتے۔ آخری رکعت میں تشہد کر کے سلام پھیرتے۔ اور ایک روایت میں ہے ۱۳ رکعت کی تفصیل یوں ہے کہ فجر کی ۲ رکعت سنت پڑھتے اور ۶ رکعت دو دو کر کے پڑھتے اور پانچ وتر پڑھتے۔

ابن عباس بیان کرتے ہیں۔ پانچ وتر پڑھتے یا سات وتر ان میں کوئی سلام نہیں پھیرتے۔ ایک دوسری روایت ہے، آپ نے دو دو رکعت پڑھی حتیٰ کہ آپ نے آٹھ رکعت ادا کیں۔ پھر پانچ وتر پر سلام پھیر دیا۔ وتر میں اللہ تعالیٰ کی ثنا اس کی شان کے مطابق کرتے
ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول کریم سات اور پانچ وتر ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے۔
زید بن ثابتؓ پانچ رکعت وتر ایک سلام سے پڑھتے (ترجمہ) جس طریق سے پسند ہو سنت کے آئینہ میں وتر پڑھ لے)

سات اور نو ۹ وتر کا بیان

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، کہ آپ ۹ نو رکعت وتر پڑھتے اسکی ادائیگی کا طریقہ یہ تھا۔ کہ آٹھویں رکعت میں تشہد کرتے اللہ تعالیٰ کی حمد اور ذکر اور دعا کرتے پھر کھڑے ہوتے، پھر آپ نویں رکعت پر کھڑے ہو کر دوبارہ تشہد کرتے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد اور ذکر کرتے۔ پھر آپ بلند آواز سے سلام پھیرتے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے، آپکی ۱۱ رکعت تھیں۔ جب آپ پر بڑھاپے کی وجہ سے ثقل ہو گیا تو سوفتنا آپ نے نو وتر ادا کئے، پھر بیٹھ کر آپ نے

Marfat.com

نو رکعت ادا کیں۔

عائشہ رضی بیان کرتی ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ اور سات وتر پڑھتے جب آپ علیل اور بوجھل ہو گئے تو آپ نے نو ۹ وتر ادا کئے جیسا کہ ابن عباس کہتے ہیں ۷ اور ۹ کا ذکر کیا ہے (بقول عائشہ) پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا کی (بقول ابن عباس)

اصحاب علقمہ اور عبداللہ اسود اور نخعی اس پر عمل کرتے تھے حضرت عبداللہ ایسا ہی کرتے تھے وتر ۹ رکعت پڑھتے تھے ان میں ۹ سورتیں پڑھتے تھے ہر رکعت میں ایک سورت۔

(۱) زلزال ۲ عصر ۳ سورہ نصر ۴ کوثر ۵ کافرون ۶ سورۃ لہب ۷ آیت الکرسی ۸ آخری سورۃ بقر کی دو آیات ۹ سورۃ اخلاص، پھر رکوع سے پہلے قنوت کرتے۔

بشر مفضل بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یونس بن علیہ عشاء کی نماز پڑھاتے پھر ۹ نو رکعت وتر پڑھتے

محمد بن نصر بیان کرتے ہیں مذکورہ جملہ روایات پر عمل جائز ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفلی نماز طبیعت کیا تھی منحصر تھی اس بنا پر آپ کبھی ۱۱، ۹، ۷، ۵، ۳، ایک رکعت وتر پڑھ لیتے، آخر میں آپ فرماتے ہیں کہ آپ سے ۳، وتر ایک سلام سے پڑھنے کی کوئی صحیح حدیث نہیں ملی کہ آپ نے ۳ وتر کی ادائیگی آخر میں سلام پھیرا ہو۔ جیسا کہ ۵، ۷، ۹ میں ملتا ہے ہاں کچھ واقعات ملتے ہیں کہ آپ نے ۳ وتر ادا کئے لیکن اس میں سلام کا ذکر نہیں ہے

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی علیہ آلہ وسلم ۳ وتر ادا کرتے، پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ ۲ کافرون ۳۔ اخلاص پڑھتے۔ ان روایات کے راوی عمر بن حصین، عائشہ، عبدالرحمٰن بن ابزی اور انس بن مالک ہیں۔

علامہ موصوف ان تمام روایات کو باہم قرار دے کر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ نے ۵، ۳، ۱، وتر کے پڑھنے میں اختیار دیا ہے اور اسی طرح دس رکعت کی ادائیگی میں بھی ہر ۲، ۲ رکعت پر سلام پھیرنا ثابت ہے بعض صحابہ نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۳ وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے اسی پر ہمارا عمل ہے لیکن یہ اختیاری امر ہے کہ وتر ایک رکعت ہے اور اسے ایک ہی کر کے پڑھنا چاہیئے۔

بعض لوگوں نے جو یہ حدیث سند بیان کی ہے آپ وتر کی دو۲ رکعت میں سلام نہیں پھیرتے تھے اور ایک آیت میں ہے وتر کی پہلی دو رکعت میں آپ سلام نہ پھیرتے تھے اور ایک روایت ہے وتر کی پہلی دو رکعت میں آپ سلام نہ پھیرتے تھے یہ دونوں روایات ہمارے ہاں یوں ہیں۔ یہ روایت سعید راوی نے اختصار کے ساتھ پیش کی ہے اور اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ رسول صلعم تین وتر پڑھے اور دو رکعت میں سلام نہیں پھیرا۔ پس یہ کیسے حجت ہو سکتی ہے کہ ۳ وتر بغیر سلام کے ہیں، اور دو رکعت میں سلام نہیں پھیرا کیونکہ اس کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ لم یسلم فی رکعتی الوتر اور اس میں اسی نے صداقت سے کام لیا ہے کہ آپ نے ۲، ۳، ۴، ۵، ۶ رکعت میں سلام پھیرا اور نہ ہی تشہد کیا جیسا کہ آپ نے ان میں سلام بھی نہیں پھیرا۔

ایک وتر تا ۳، ۵، میں اختیار دینا

ابی ایوب انصاری رضی کہتے ہیں رسول کریم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وتر حق ہے جو چاہے پانچ پڑھے، ۳ پڑھے، ایک وتر پڑھے، ایک روایت میں ہے اگر طاقت ہو ۵، ۳، ۱، رکعت وتر پڑھ لے ورنہ اشارہ کے ساتھ پڑھ لے

Marfat.com

ایک روایت میں ہے وتر حق اور واجب ہے جو چاہے ۹ وتر پڑھے، ۵ پڑھے، ۳ وتر پڑھے اور چاہے ایک وتر پڑھے ، اور جو نہ ادا کر سکے اپنے سر سے اشارہ کے ساتھ پڑھ لے۔

مصعب بن سعدؓ کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ سے کہا گیا کہ آپ ایک وتر پڑھتے ہیں آپ نے کہا میں اپنی تخفیف کے لئے کرتا ہوں۔ لیکن مجھے پانچ سے اور پانچ ۳ سے اور ۳ ایک سے پھر کہنے لگے ایک وتر مجھے زیادہ پسندیدہ ہے

اسودؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ۷ یا پانچ وتر پڑھتے تھے۔

ہشام بیان کرتے ہیں کہ محمد کہا کرتے بعض نے ایک وتر اور کسی نے پانچ اور کسی نے ۳ اور کسی نے سات وتر پڑھے ہیں اور ان پر عمل کرنا وہ احسن خیال کرتے تھے۔

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیرؓ پانچ اور سات وتر پڑھتے اور تشہد آخر میں کرتے۔ ایک روایت میں ہے آپ طاق رکعت میں سلام پھیرتے

ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ حضرت عطاءؒ کہا کرتے تھے میں تو رسول کریم صلعم کے وتر پر زیادتی کو پسند نہیں کرتا ہاں زیادتی خیر کی موجب ہے جو چاہے اس سے زیادہ کرے (آپ کا ارشاد تھا میں ایک وتر پڑھتا ہوں)

۳ وتروں پر صحابہ اور تابعین کا عمل

علیہ بن سباق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد عشاء کی نماز کے بعد ۳ وتر پڑھتے اور لوگوں نے بھی ۳ وتر پڑھے، سلام بھی پھیرا تھا ۳، وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھے۔

حضرت حسنؓ سے کسی نے کہا ابن عمرؓ وتر کی دو رکعت پر سلام پھیر دیتے تھے، تو آپ نے جواب دیا عمرؓ ان سے زیادہ فقیہہ تھے اور وہ اللہ اکبر کہہ کر تیسری رکعت کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے۔

حضرت ابی بن کعبؓ مغرب کی طرح ۳ وتر پڑھتے ان میں سلام نہ پھیرتے تھے

علامہ محمد بن نصر مروزیؒ بیان کرتے کہ ہم نے ابی بکر، عمر اور ابی بن کعبؓ کا عمل ذکر کر دیا ہے کہ یہ لوگ وتر کی دو رکعت پر سلام پھیرتے پھر تیسری الگ پڑھتے۔

اور حضرت حسنؓ کا فتویٰ ابن عون کی زبان سے منقول ہے آپ نے فرمایا دو رکعت پر سلام پھیر کر وتر ادا کرنے سائل کا جواب نعم، ہاں دیا۔

اقوال مختلفہ: عبداللہؓ مغرب کی نماز دن کے وتر رات کے وتر دن کی طرح ہیں۔ انسؓ رات کو نفل دو دو رکعت ادا کرتے پھر آخر میں مغرب کی نماز کی طرح تین وتر پڑھتے یعنی ایک سلام سے پڑھتے۔

انسؓ کا قول ہے کہ وتر تین رکعت ہیں۔

ابی عالیہؒ فرماتے ہیں اور رات کے وتر بھی دن کے وتر مغربؒ کی نماز اور رات کے وتر مغرب جیسے ہیں عبداللہ ابن عمرؓ کا یہی عمل تھا حسنؒ، قتادہ، شعبیؒ، بکر بن عبداللہ المزنیؒ، معاویہ بن قرہ، یاسین بن معاویہؒ، ۳ وتر کے قائل تھے بقول بکر بن مسلم۔

حضرت علیؓ کے رفقا اور عبداللہؓ کے رفقاء دو رکعت پر سلام تو پھیرتے تھے۔ بقول ابی اسحاق۔

طاؤسؒ تین وتر ایک سلام سے پڑھتے حضرت عطاءؒ ۳ رکعت وتر ادا کرتے اور تشہد آخر میں بیٹھتے۔ ان رکعت میں قرآنی آیات کو پڑھتے پہلی رکعت میں سورۃ الشمس پڑھتے اور آخری رکعت میں سورۃ اخلاص معوذتین پابندی سے پڑھتے۔

محمد بن نصرؒ کہتے ہیں کہ وتر ایک ۳، ۵، ۷، ۹، ہر ایک پر عمل جائز ہے یہ ارشاد نبوی اور تعامل صحابہ سے ثابت ہے، اور یہی ہمارا مختار مذہب ہے۔ موصوف فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے عشاء کی نماز ادا کر لی پھر اسے ایک وتر پڑھنا چاہا تو وہ سب سے پہلے دو رکعت یا دو سے زیادہ رکعت پڑھ لے پھر وہ ایک رکعت وتر ادا کرے اور اگر وہ اس سے قبل نماز نہیں پڑھنا چاہتا تو ایک رکعت وتر ادا کرے تب بھی ہمارے ہاں جائز ہے، یہ عمل آنحضرت صلعم کے مقتدر اعلیٰ مزاج عبادت والوں کا تھا اس عمل کو امام مالکؒ نے ناپسند کیا ہے لیکن صحابہ کرام کا اتباع اولیٰ بالعمل ہے کیونکہ آخری نماز آدمی کی وتر ہونی چاہیئے۔

اسماعیل بن سعید شالنجی کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے ایک رکعت وتر کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر اس سے قبل نوافل پڑھ چکا ہے تو وہ آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لے کوئی حرج نہیں ہے اگر اس کا اس سے قبل نوافل کا ارادہ نہ ہو تو بھی ایک رکعت وتر میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی حضرت سعد کے قول پر عمل کرنا کوئی حرج نہیں ہے ابو ایوبؓ فرماتے اگر ایک رکعت وتر پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس سے زیادہ پڑھ لے نوافل ہے ابو خثیمہؒ اور ابن ابی شیبہ کا عمل یہ ہے کہ ایک رکعت وتر کافی ہے۔

سعد بن وقاصؓ بعد نماز عشاء ایک وتر پڑھتے تھے۔ امام مالکؒ فرمایا کرتے کہ اس پر عمل کی گنجائش نہیں ہے حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا فعل ۱۱ رکعت تھا اس میں ایک رکعت وتر تھا یہی پسندیدہ عمل ہے مزنیؒ امام مالکؒ کے قول کی تردید یوں کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں تین وتر سے کم کو پسند نہیں کرتا اور ان کی ادائیگی یوں کہتے ہیں دو رکعت پر سلام پھیرے پھر ایک رکعت الگ ادا کرے اور اس کی یہ دلیل ہے جس نے دو رکعت نماز ادا کی اس لئے ان کے درمیان فصل (جدائی) کی۔ اور مزنی نے کوفی کے اس قول کو کہ وتر مغرب کی نماز جیسے ہیں اس کا انکار کیا یعنی درست نہیں ہے۔

علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت نعمان بن ثابتؒ کے خیال میں ۳ رکعت وتر سے زیادہ اور کم کی اجازت نہیں ہے جیسے ایک وتر پڑھا اس کا وتر فاسد ہے۔ اس پر واجب ہے کہ ۳ وتر ایک سلام سے ادا کرے اگر اس نے دو رکعت پڑھ کر پھر ایک وتر ادا کیا تو بھی اسکا وتر باطل ہو گا۔ اور ساتھ فرماتے ہیں مسافر چارپائے (سواری) پر وتر ادا نہ کرے اگر کرے گا تو اس کا وتر فاسد ہو گا کیونکہ انکا خیال ہے کہ وتر فرض ہے جو شخص وتر کو بھول گیا پھر اسے صبح کی نماز میں یاد آیا تو اس کی نماز باطل ہو گی اسے ضروری ہے کہ نماز چھوڑ کر پہلے وتر ادا کر کے پھر نئے سرے سے نماز شروع کرے علامہ موصوف فرماتے ہیں یہ تمام مسائل فرمان مصطفےٰ اور عمل صحابہؓ اور اہل علم کے طریقہ کے بالکل خلاف ہے، یہ عمل اس کا ہو سکتا ہے جس کے پاس علم کی پونجی نہ ہو اور وہ احادیث نبویہ سے غافل ہو اور یہ عدم واقفیت اس بات کا نتیجہ ہے کہ علماء کی صحبت اختیار نہیں کی۔

اسحاق بن ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ ابن مبارکؒ فرماتے تھے کہ کان ابو حنیفۃ یتیماً فی الحدیث، امام موصوفؒ حدیث کے معاملہ میں تقصیم تھے۔ (مترجم۔ یتیم سے مراد بے حیثیت حدیث مراد ہے)

Marfat.com

محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے علی بن سعیدؒ نے کہا میں نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے۔

هٰؤلاء اصحاب ابی حنیفة لیس لهم بصر بشیٔ من الحدیث ماهو الا الجراة

قول احمدؒ۔ اصحاب ابی حنیفہؒ ان کے ادراک حدیث میں مہارت نہیں ہے صرف ان کا دعویٰ ضرور ہے۔

علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں بعض متعصب نمازوں نے اس حدیث سے وتر کی فرضیت نکالی ہے۔

ارشاد نبویؐ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے۔ تو یہ حدیث زادکم اس امر کی دلیل ہے۔ کہ وتر فرض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علماء نے اس حدیث کو ثابت قرار نہیں دیا اور اگر یہ صحیح ثابت ہو جائے تو دعویٰ کی قطعاً دلیل نہیں ہو سکتی جیسا کہ نماز کی کئی اقسام موجود ہیں۔ ا۔ فریضہ مکتوبہ۔ موکدہ، کہ پانچ نماز اجماع امت کے قول سے فرض ہیں۔

۲۔ سنت نماز۔ یہ نماز فرض نہیں ہے بلکہ نوافل ہیں جن کی ترغیب دی گئی ہے جن پر دوام مستحب ہے جس کا ترک مکروہ ہے۔

۳۔ وتر، اور دو رکعت سنت فجر، اور ایسی نمازیں۔

۴۔ نفل مستحبہ۔ جو کہ سنت نہیں ہیں مطلق نوافل جن کے پڑھنے سے ثواب اور ان کے چھوڑنے پر وعید نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلٰوةً، اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّكُمْ بِصَلٰوةٍ، اگر یہ دونوں حدیثیں ثابت ہو جائیں تو ان کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول کریم کے سنن سے ہے جو کہ فرض موکدہ نہیں ہے۔ اس کی دوسری دلیل یہ ہے۔ دوامی نمازیں دن اور رات میں صرف پانچ ہیں باقی تطوع۔ نفلی ہیں اور اس پر امت مسلمہ کا متفقہ مسئلہ ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں ایک رکعت، ۳۔ رکعت، ۵ رکعت، ۷ رکعت اور اس سے زیادہ رکعت ثابت ہیں۔ اگر یہ وتر فرض ہوتا تو اس کی تعداد میں تعین ہوتا اور اختلاف نہ ہوتا۔ جیسا کہ فرض پانچ نمازیں اور زیادتی کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اور اسی سے صحابہ کرام اور تابعین کا اختلاف فی الوتر واضح ہے اور اس کی ادائیگی میں بھی اختلاف ہے کہ ہر رکعت وتر کو دو سلام سے پڑھنے کو مکروہ بھی اسی بناء پر کہا گیا ہے۔ کہ کہیں یہ نفل فرض کے مشابہ نہ ہو جائے۔

تیسری دلیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر وتر ادا کئے اور اس پر صحابہ اور تابعین اور اجماع امت شامل ہے۔ اور یہ بھی اتفاقی مسئلہ ہے کہ فرائض سواری پر جائز نہیں ہے اس سے ثابت ہوا وتر نفل ہے فرض نہیں ہے۔

چوتھی دلیل یہ ہے۔ کہ وتر کا عمل خاص اور عام تمام مسلمانوں نے ابتداء عہد نبوی سے پڑھتے آرہے ہیں اور کسی نے اس کی فرضیت کی بحث نہیں کی اور اگر فرض ہوتا جیسے فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نماز فرض ہے تو یقیناً اس کی فرضیت کا بھی علم ہو جاتا۔ لیکن ایسا امر آنحضرت صلعم اور صحابہؓ تابعینؒ کے جم غفیر کا اتفاق ہے کہ وتر نفل ہے فرض نہیں ہے اور یہی عمل حضرت علیؓ بن ابی طالب کا بھی ہے۔ اور علیؓ جیسا اس کی فرضیت سے کیسے ناواقف ہو سکتا ہے حالانکہ آپ اسے حتماً (ضروری) بھی نہیں کہتے اور اسے آپ نفل میں شمار کرتے تھے۔

اسی طرح صحابہؓ اور تابعینؒ سے مفصلاً اور مفسراً وتر تطوع نفل میں شامل ہے۔

Marfat.com

حمید بن حازم کہتے ہیں۔ میں نے حضرت نافع رحؒ سے حضرت ابن عمرؓ کا عمل وتر کا سواری پر پڑھنے کا پوچھا تو آپ نے جواب دیا۔ کہ آپ سواری پر اسے پڑھتے تھے۔ اور وتر کی بقیہ نوافل پر کوئی فضیلت ہے تو آپ خاموش رہے۔ واصل بن عبدالرحمن رحؒ کہتے ہیں۔ کہ میں ابن عباسؓ کا سفر میں ساتھی رہا آپ نے سفر میں کوئی وتر نہیں پڑھا۔

سفیان بن عیینہ رحؒ سے سوال کیا گیا۔ کیا وتر واجب ہے آپ نے جواب دیا اگر واجب ہوتا تو مجھ سے نہ روایت کرتا۔ (اگر فرض ہوتا تو عام لوگ اسے جانتے ہوتے)

وتر کی فرضیت پر بعض اہل رائے نے اس حدیث کو سامنے رکھا ہے کہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ فرماتے ہیں۔ کہ جبرائیل امین وتر کا مسئلہ رسول کریم صلعم کی طرف لائے اور ساتھ ہی آپ نے کہا کہ جبرائیل جب بھی آتا ہے تو فرائض کو وحی لاتا ہے۔ لہٰذا وتر فرض ہے۔

علامہ مروزی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اہل معرفت کے ہاں صحیح نہیں ہے اور یہ دلیل بھی نہیں بن سکتی کیونکہ جبرائیل امین آپ پر قرآنی آیات لاتے ہیں جن میں ایسے معاملات ہوتے ہیں جن کی ادائیگی اور عمل میں اہل علم کا اختلاف کلیۃً نہ ہو۔ کیونکہ اس میں نوافل کا تذکرہ بھی ہوتا۔ جب قرآن کے مسائل معلوم۔ نوافل کی اجازت ہے تو بغیر قرآنی مسائل پر عمل کرنا نفلاً اولیٰ ثابت ہوا۔

قرآنی آیت ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود۔ اس آیت میں علماء و مفسرین نے متفقہ طور پر مغرب کی دو رکعت قرار دیا ہے۔

ومن اللیل فسبحہ و ادبار النجوم۔ اس آیت کی تفسیر میں فجر کی دو سنت کہا ہے۔ بعض نے وہ تسبیحات کہا ہے۔ جو فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ اور تمام یہ عمل نفل ہے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ادبار السجود سے مغرب کی دو سنت کہا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر میں نماز کے بعد تسبیحات کو شمار کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے وہ تسبیحات جو فرائض نمازوں کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔

عقبہ بن عامر کہتے ہیں جب فسبح باسم ربک العظیم اتری تو آپؐ نے فرمایا اسے تم اپنے رکوع میں پڑھا کرو اور جب سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا اسے اپنے سجدہ میں پڑھا کرو۔

اور اصحاب رائی تسبیح فی الرکوع اور سجود کو نفلی کہتے ہیں۔ اتفاق کرتے ہیں جو چیز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم میں نازل شدہ نفلی ہے تو غیر منزل من اللہ بطریق اولیٰ نفلی ہو سکتی ہے

سفیانؒ فرماتے ہیں۔ کہ وتر فرض نہیں بلکہ سنت ہے اگر تیری مرضی ہو ایک وتر پڑھ لے اگر چاہے ۳ پڑھ لے اور اگر چاہے ۵ پڑھ لے اور اگر چاہے ۷ پڑھ لے اور اگر چاہے ۱۱ پڑھ لے۔ سلام آخر میں پھیرنا۔

ربیعہؒ کہتے ہیں۔ جب وتر تجھے بھول جائے تو وتر کی قضا نہیں ہے اور وتر ہمارے خیال میں صرف ایک رکعت ہے۔ اور اگر عشاء کے بعد دو رکعت ادا کر لو تو وتر آپ پر لازم ہے۔ اور اگر عشاء کے بعد کوئی نماز نہ پڑھو تو

تجھ پر کوئی وتر فرض نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ اس کے لئے ہے جس پر بے ہوشی طاری ہو گئی یا مسافر کے لئے جو وتر پڑھتا ہی نہیں یا اس کے لئے جو نماز کے بعد کوئی نماز نہ ادا کرنا چاہتا ہو۔

محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں جس کی مرضی ہو وہ حضرت ربیعؒ کے مذہب کو اس مسئلہ میں اختیار کر لے، وتر رات کی نماز ہے۔ اور اسے اس حالت میں رات کو نہ ترک کرے کہ میں اسے جفت بناؤں گا پھر نوافل پڑھنا شروع کر دوں گا۔

ہاں اگر رات کی نماز مرض یا دیگر صورت میں نہ ادا کی جا سکی ہو تو وہ ۱۲ رکعت دن میں ادا کرے۔ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر رات کا قیام نہ ہو سکتا تھا تو آپ وتر کو بعد نماز ادا نہ کرتے بلکہ ۱۲ رکعت نماز دن کو ادا کرتے اور اس عمل سے وتر کی قضاء ثابت نہیں ہے۔

اور بعض نے وتر کی تاکید فجر کی دو رکعت زیادہ کی ہے اس کی تفسیر یوں ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ سے واپس آ رہے تھے راستے میں قیام کیا۔ تمام صحابہ اور آپ کو نیند نے گھیر لیا بعد طلوع شمس آنکھ کھلی تو آپ نے حکم دیا کہ اس جگہ کو چھوڑ کر آگے کہیں چلو۔ پہلے آپ نے دو سنت ادا کیں۔ پھر فرض ادا کئے۔ اس نماز میں وتر کی قضاء کا کوئی حکم نہیں ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے اس فجر کو رسول کریم صلعم نے وتر کی قضاء دی تھی۔ چنانچہ آپ نے پہلے وتر ادا کئے بعدہ سنت پھر فرض پڑھے۔ لیکن یہ بالکل ثابت نہیں ہے۔

بعض امام صاحب کے معتقدین نے ۳ وتر سے کم اور اس سے زیادہ کو جائز قرار نہیں دیا اور یہ خیال ظاہر کیا کہ تمام علماء کا اجماعی مسئلہ ہے کہ ۳ وتر جائز اور حسن ہیں۔ وتر کی اختلافی صورت میں امام صاحب نے طاق وتر کو اختیار نہیں کیا۔ بلکہ اپنے اجماعی مسئلہ کو لے لیا۔ اور اختلافی کو وتر کے معاملہ میں ترک کر دیا۔

یہ سب چیزیں بلا حجت ہیں اور علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض روایات میں ۳ وتر کی کراہت کا تذکرہ آنحضرت صلعم اور صحابہؓ اور تابعین ہے۔ اس کی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا ۳ وتر ول کو مغرب کی نماز سے تشبیہہ نہ دو، لیکن ۵ وتر، ۷ وتر، ۹ وتر، ۱۱ وتر یا اس سے زیادہ ادا کرو۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ، میمونہؓ سے ثابت ہے اور ابن عباسؓ کی جملہ روایات میں وتر کے متعلق یوں ارشاد ہے۔

کہ وتر ۷ اور یا پانچ ہیں اور ہم ۳ وتر دستبر (نامکمل) کو پسند نہیں کرتے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میں سات اور ۵ کو پسند کرتا ہوں اور ۳ کو نامکمل کہتا ہوں۔

عائشہؓ فرماتی ہیں وتر سات یا پانچ ہیں اور ۳ نامکمل ہیں۔ میں انہیں پسند نہیں کرتی ایک روایت میں کم از کم وتر پانچ ہیں۔
یزید بن حازمؒ کہتے ہیں۔ میں نے سلیمان بن یسار سے ۳ وتر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اسے مکروہ کہا اور کہا نوافل کو فرض کے ساتھ تشبیہہ نہ دو، ایک وتر، ۵ وتر یا سات وتر پڑھو۔

وتر سفر میں سواری پر ادا کرنا

سعید بن یسارؒ کہتے ہیں۔ میں مکہ کے راستے کے سفر میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ میں شریک تھا۔ سعید کہتے ہیں مجھے صبح ہونے کا خدشہ ہوا تو سواری سے اتر کر وتر ادا کیے پھر میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مل گیا۔ عبداللہ ابن عمرؓ نے مجھے کہا آپ اتنی دیر کہاں رہے ہیں۔ میں نے جواب میں کہا۔ مجھے فجر ہونے کا خدشہ لاحق ہوا۔ تو میں نے سواری سے اتر کر وتر ادا کیے ہیں۔ عبداللہ مجھے کہنے لگے کہ تجھے رسول کریم صلعم کا اسوہ پسند نہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ آپ نے کہا رسول کریم صلعم اونٹ پر وتر ادا کرتے تھے دوسری روایت میں ہے سواری پر پڑھتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں نوافل راحلۃ (اونٹنی) پر ادا کرتے تھے۔ اس کے منہ کی خاص سمت متعین نہ ہوتی تھی۔ وتر اسی پر ادا کرتے لیکن فرضی نماز سواری پر بالکل نہ پڑھتے تھے۔

ابن عباسؓ فرماتے کہ رسول کریم صلعم نے سواری (اونٹنی) پر وتر پڑھے۔ علی بن ابی طالبؓ سواری پر وتر ادا کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ اونٹ پر وتر ادا کرتے اشارہ کے ساتھ ادا کرتے۔ ابن جریجؒ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا کہ میری سواری کا رُخ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا تو کیا ایسا کرنے سے وتر ہو جاتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت عطاءؒ کہتے ہیں۔ اونٹ پر وتر پڑھنا حرج سے خالی ہے۔

سفیانؒ فرماتے۔ اگر کوئی سواری پر ادا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے زمین پر وتر ادا کرنا محبوب عمل ہے۔

علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں۔ حضرت ابو حنیفہؒ وتر سواری پر پڑھنے کو جائز نہیں کہتے۔ (کیونکہ ان کے مسلک میں وتر فرض ہے) ان کی دلیل اس باب میں حضرت ابن عمرؓ کا عمل ہے کہ آپ سواری سے اترے اور وتر ادا کیے۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں۔ اس قول سے حجت لینا یہ غفلت (عدم علم) کی نشانی ہے۔ یہ کس نے کہا ہے کہ وتر زمین پر ادا کرنے جائز نہیں ہیں۔ علماء کرام کا ارشاد ہے کہ وتر سواری پر بھی جائز اور زمین پر بھی جائز ہیں۔ یہی حضرت عمرؓ کا عمل تھا۔ کبھی سواری پر اور کبھی اتر کر۔ ایک روایت میں ہے سواری پر ادا کرتے اور کبھی اتر کر زمین پر وتر ادا کرتے۔

وتر میں قرأت کا بیان

ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ۔ دوسری میں سورۃ کافرون تیسری میں قل ہو اللہ احد۔ ایک روایت میں ہے تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھتے تھے۔ وتر سے سلام پھیرتے ہی ۳ مرتبہ سُبحَانَ المَلِكِ القُدُّوس بلند آواز سے پڑھتے۔

ایک حدیث میں ہے تیسری مرتبہ اس لفظ کو مدّ سے پڑھتے ایک روایت میں ہے یرفع بھا صوتہ۔ اپنی آواز کو بلند کرتے، ایک روایت میں ہے تیسری رکعت میں قل ہو اللہ احد معوذتین (فلق، ناس) پڑھتے۔

Marfat.com

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ وتر میں ذیل سورتیں پڑھتے۔ ا۔ رکعت سورۃ تکاثر، سورۃ القدر، زلزال ۲۔ رکعت عصر، النصر، کوثر، ۳۔ کافرون، لہب، اخلاص، یہ حضرت علی کا قول ہے۔

حضرت علیؓ کا ایک قول یوں بھی ہے وتر کی ادائیگی میں قرآن سے کوئی متعین سورۃ نہیں ہے۔ ابی موسیٰؓ نے مکہ اور مدینہ کے دوران سفر عشاء کی نماز پڑھائی۔ پھر ایک رکعت وتر ادا کی، اس میں سورۃ نساء کی ۱۰۰ آیات پڑھیں۔ پھر فرمانے لگے آپ کے نقش قدم پر چلنے سے موت بہتر ہے (کیونکہ اتباع کرنا مشکل امر ہے اللہ تعالیٰ توفیق دے آمین)

سعید بن جبیرؓ کہتے ہیں۔ حضرت ابی کعبؓ اور تمیم داری رمضان میں وتر کی پہلی رکعت میں لیلۃ القدر، ۲ میں سورۃ کافرون، تیسری میں سورۃ اخلاص، پڑھتے تھے

سعید بن جبیرؓ کہتے وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ بقرہ کی آخری آیات، دوسری میں لیلۃ القدر، بعض دفعہ اس میں سورۃ کافرون، تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص۔

مغیرہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ابراہیمؒ فرمایا کرتے وتر کی پہلی اور دوسری رکعت میں قرآن کا کوئی حصہ پڑھے بقدر وظیفہ۔

حضرت حسنؒ کہتے ہیں میرے خیال میں بقدر سورۃ اعلیٰ آیات پڑھے۔

حضرت امام مالکؒ سے وتر کی قرأت کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا لوگوں کا عمل ہمیشہ وتر میں سورۃ کافرون، فلق اور ناس رہا ہے اور میرا بھی یہی عمل ہے۔

سفیانؒ بیان کرتے ہیں اسلاف وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ، اور دوسری میں سورۃ کافرون، پورا تشہد کر کے اور سلام پھیر کر، پھر تیسری رکعت الگ میں۔ سورۃ اخلاص پڑھتے، یہی ان کا عمل تھا۔ اگر اس کے علاوہ سورۃ پڑھلی جائے تو کفایت ہو جائے گی۔

جناب امام احمدؒ فرماتے ہیں۔ ہمارے ہاں مختار امر وتر میں سورۃ اعلیٰ، کافرون اور اخلاص ہے۔ معوذتین کا وتر میں پڑھنے کا سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں نہ پڑھا جائے یعنی ضرور پڑھا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم رات کی آخری نماز وتر ہو،

ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ ارشاد نبویؐ ہے۔ تمہاری رات کی آخری نماز وتر ہو یعنی طاق ہو۔ ایک روایت حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری نماز وتر پر ختم کی۔

آدمی ایک رکعت وتر ادا کرے پھر سو جائے پھر رات کو قیام کرے

اس مسئلہ میں بعض اصحاب کا اختلاف ہے جب آدمی رات کو ایک رکعت وتر پڑھ چکا ہے تو وہ آخر رات کو اٹھ کر

Marfat.com

ایک رکعت اور پڑھ لے۔ پھر ۲،۲ رکعت نوافل پڑھنا شروع کر دے اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لے۔

ان کی دلیل ارشاد نبوی صلعم پر مبنی ہے کہ تمہاری رات کی آخری نماز وتر ہو۔ بعض کا خیال ہے کہ وتر کو جفت کرے اور دو دو رکعت پڑھنا شروع کر دے پھر آخری رکعت میں وتر نہ پڑھے تاہم اس کی نماز وتر کہلائے گی۔ اس نے رسول کریم صلعم کا قول اس صورت میں چھوڑ دیا۔ قول یہ ہے کہ تم آخری نماز وتر پڑھو۔

اسحاق بن ابراہیمؒ اور ہمارے ہم مسلک لوگ دونوں امور پر یعنی وتر توڑنا اور آخر میں پڑھنا اور پہلے وتر کو قائم رکھنا اور آخر میں دو دو رکعت نفل پڑھنے کے قائل ہیں مترجم :- وتر توڑنا بہتر ہے۔

سلف سے مروی شدہ روایات جو وتر کو جفت کرنے کی ہیں

۱ عثمان بن عفانؓ کہتے ہیں وہ ایک رکعت کو جفت کر لیتے تھے اور فرماتے ہیں ان کی تشبیہ اجنبی اونٹ سے دیتا ہوں ایک روایت میں ہے جب میں رات کو قیام کا ارادہ کرتا ہوں تو میں ایک رکعت سے وتر کرتا ہوں جب میں رات کو قیام کرتا ہوں تو ایک رکعت اور ملا لیتا ہوں۔ میں انہیں ایک اجنبی اونٹ سے تشبیہ دیتا ہوں ایک اونٹ کو دوسرے اونٹ سے ملا لیتا ہوں۔

سعد بن مالکؓ فرماتے۔ جب میں رات کو قیام کے لئے بیدار ہوتا ہوں تو ایک رکعت اور ملا لیتا ہوں۔ پھر دو دو رکعت ادا کرتا ہوں۔ پھر وتر پڑھتا ہوں۔

سالمؒ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ رات کے اول حصہ میں وتر ادا کرتے پھر آخری رات کو قیام کرتے، تو پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے ملا لیتے پھر آخر میں ایک رکعت وتر پڑھتے۔

ابی مجلزؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کہتے ہیں۔ میں اگر وتر ادا کر کے اول عمر میں قیام کروں، پھر مجھے رات کے گزر جانے پر کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میں ایک رکعت جفت کر کے پڑھ لوں۔ پھر حسب توفیق نوافل پڑھ کر بعدہ وتر پڑھ لوں۔

اگر آدمی رات کے اول حصہ میں وتر ادا کر لے، پھر وہ اگر پڑھنا چاہے تو ایک رکعت اور پڑھ لے پھر حسب توفیق نماز پڑھے آخر میں وتر ادا کرے۔

اسامہ بن زیدؓ کا بھی یہی مسلک ہے ہشام بن عروہؓ کہتے ہیں میرا باپ رات کے اول حصہ میں وتر ادا کرتا ہے۔ جب رات کو قیام کرتا تو جفت کر لیتا۔

علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں ایک گروہ کا نظریہ اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر کوئی شخص رات کو وتر ادا کر لے تو سلام پھیر کر اس کا وتر مکمل ہو گیا۔ اگر وہ سو جائے پھر اسے کوئی عارضہ لاحق ہو جائے پھر وہ اٹھ کر غسل اور وضو کر لے اور درمیان میں گفتگو کرے۔ پھر وہ ایک رکعت اور پڑھ لے۔ یہ اس کی نماز پہلی رات والی نماز سے الگ ہو گی کیونکہ اس رکعت کا

Marfat.com

پہلی رکعت سے اتصال نہیں ہے۔ یہ دو نمازیں ہوں گی۔ اور ان میں تباین ہوگا اس طرح کرنے والا رات کو دو وتر ادا کر لیتا ہے۔

پھر اگر اس نے نوافل پڑھ کے پھر آخر میں وتر پڑھ لیا۔ تو اس کے وتر رات میں ۳ دفعہ ہو جائیں گے۔

اور ایک حدیث میں ہے لا وتران فی لیلة ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

جو آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد ہے۔ کہ اپنی نماز رات کی آخری وتر پڑھو۔ تو یہ اس کے لئے ہے جو رات کو نماز پڑھنا چاہتا ہے۔ سنت یہ ہے کہ رات کو دو دو رکعت نوافل پڑھے پھر آخر میں وتر پڑھ لے۔ اگر پھر اس نے قیام کیا اور نوافل ادا کئے تو اسے وتر ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کے وتر ادا ہو چکے ہیں۔ ایک رات میں تین نوافل کے بعد وتر پھر نوافل اور وتر پڑھنا خلاف سنت ہے۔ یہ معلوم ہے۔ کہ رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ رات میں دو وتر نہیں ہیں اور وہ دلیل جو ابن عمرؓ کے بیان کردہ فعل میں ہے۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا تمہاری رات کی آخری نماز وتر ہو۔ اس حدیث کے بیان کے باوجود ابن عمرؓ کا فعل یہ تھا۔ وہ اپنے وتر کو جفت بنا لیتے تھے۔ جب آپ سے آپ کے اس فعل اور حدیث کے تضاد کا سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ میرا فعل ہے جس کو میں اپنی رائے سے کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی شخص آنحضرت صلعم کے قول کہ تمہاری نماز آخری وتر ہو۔ تو اسے اختیار ہے وہ اس پر عمل کرے۔ میں تو آنحضرت صلعم کے فعل کی اتباع کرتا ہوں اور میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں رائے پر عمل کرتا ہوں اور رسول کے ارشاد کو چھوڑتا ہوں۔

مسروقؒ بیان کرتے ہیں۔ میں نے ابن عمرؓ سے سوال کیا، وتر کے پورا کرنے میں۔ تو آپ نے کہا یہ میرا اپنا عمل ہے۔ اس میں کوئی روایت نہیں ہے۔ حضرت عطاؒ رات کو تین مرتبہ وتر پڑھتے تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں یہ میری اپنی رائے ہے اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ میں رات کو وتر ادا کرتا ہوں اور جب رات کا آخری حصہ ہوتا ہے تو میں ایک رکعت سے دوسری ملا لیتا ہوں۔ پھر آخر رات میں وتر ادا کرتا ہوں۔ مسروقؒ کہتے ہیں اصحاب عبداللہ، عبداللہ بن عمرؓ کے فعل سے تعجب کرتے تھے۔

ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہ پڑھنے کا ذکر

قیس بن طلقؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم کا ارشاد ہے۔ ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے وتر کا تذکرہ رسول کریم صلعم سے کیا۔ تو حضرت ابوبکر فرمانے لگے کہ میں رات کو وتر پڑھ کر سو جاتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ ابوبکرؓ سونے سے قبل وتر پڑھتے تھے۔ جب رات کو بیدار ہوتے تو دو دو رکعت

Marfat.com

نفل پڑھتے پھر اپنی حسب ضرورت نماز ادا کرتے۔ لیکن آخر میں وتر نہ پڑھتے تھے۔

عمرو بن مرۃؒ نے سعید بن مسیبؒ سے وتر کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے جواب دیا۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ رات کے اول حصہ کو وتر پڑھتے۔ جب رات کو بیدار ہوتے تو اپنے وتر کو توڑ لیتے۔ پھر نماز پڑھ کر آخر نماز میں وتر پڑھتے۔ حضرت عمرؓ رات کے آخر میں وتر پڑھتے تھے۔

مجھ سے اوران دونوں (عبداللہؓ، عمرؓ) سے افضل ابوبکرؓ رات کے اول حصہ میں وتر پڑھتے اور آخر میں جفت نماز پڑھتے۔

عمار بن یاسرؓ سے وتر کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے جواب دیا میں وتر سونے سے پہلے پڑھ لیتا ہوں اور اگر مجھے سو کر بیدار ہونے کی توفیق مل جائے تو پھر دو دو رکعت صبح تک ادا کر لیتا ہوں۔

سعید بن جبیرؓ سے کسی نے وتر کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ محتاط قسم کے لوگ رات کے اول حصہ (یعنی بعد نماز عشاء) پڑھ لیتے ہیں اور قوت مضبوط عزم والے سحری کے وقت وتر ادا کرتے ہیں۔ میں نے کہا آپ کا عمل کیسا ہے اس نے کہا میں سحری کے وقت ادا کرتا ہوں۔

میں نے کہا کچھ لوگ وتر رات کے آغاز میں ادا کر لیتے ہیں پھر بیدار ہو کر آخر رات میں وتر توڑ لیتے ہیں۔ (یعنی ایک رکعت پڑھ کر اسے جفت بنا لیتے ہیں۔ اس نے جواب دیا ایسا کرنا حضرت ابن عباس کے نزدیک وتر کے ساتھ کھیلنا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے جو بعد نماز عشاء وتر ادا کرے وہ اگر رات کو نوافل پڑھے تو ۲، ۲ رکعت ادا کرے۔ (یعنی وتر توڑنے کی ضرورت نہیں ہے) ایک روایت میں اس کے بعد والے نوافل کے لیے پہلا وتر ہی کافی ہے اور دوسری حدیث میں ہے جب آپ رات کو وتر ادا کر لیں تو رات کو شفع (جفت رکعتیں) صبح تک پڑھتے رہو۔ یہ وتر جیسا ہے یعنی گویا کہ آپ نے وتر پر نماز ادا کی۔

ابن عباسؓ اور عائذ بن عمروؓ فرمایا کرتے تھے جب اول رات کو وتر ادا کر لیا جاوے تو رات کے آخر حصہ میں وتر ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جب سحری کے وقت وتر پڑھنا ہے تو پہلی رات میں وتر بالکل نہ پڑھے۔

حضرت عائشہؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی رات کو وتر ادا کر لیتا ہے پھر وہ رات کو بیدار ہو تو ایک رکعت وتر سے ملا کر نوافل ادا کرتا ہے۔ پھر وہ آخر میں وتر ادا کر لیتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا یہ شخص وتر کے ساتھ کھیلتا ہے (ملعب بالوتر)

حضرت ابن عباسؓ کو حضرت ابن عمرؓ کے عمل کا علم ہوا تو آپ نے تعجب نہ کیا بلکہ خوشی کا اظہار کیا۔ ابن عمرؓ تین مرتبہ ایک رات میں وتر ادا کرتے تھے۔ (تفصیل پہلے گزر چکی ہے)

حضرت عائشہؓ کا فتویٰ ہے۔ کہ جو لوگ وتر توڑ کر نوافل پڑھتے ہیں۔ وہ لوگ نماز کے ساتھ کھیلتے ہیں۔

حضرت ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں عشاء کی نماز کے بعد وتر رکعت پڑھ لیتا ہوں پھر آرام کرتا ہوں اگر میں سحری کے

Marfat.com

وقت نفل پڑھنے کا ارادہ ہو تو دو دو رکعت ادا کر لیتا ہوں (نہیں تو) نہیں وتروں پر اکتفا کر لیتا ہوں۔

رافع بن خدیج سے سوال کیا گیا کہ آپ وتر کیسے ادا کرتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں بعد نماز عشاء (اول رات) وتر ادا کر لیتا ہوں۔ اور اگر رات کو پھر موقع مل جائے تو صبح تک دو دو رکعت پڑھ لیتا ہوں۔ (یعنی میں وتر کو توڑتا نہیں ہوں)

ابن مسیبؒ، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؒ عشاء کے بعد دو دو رکعت پڑھ کر وتر پڑھ لیتے اور فرمایا کرتے کہ یہ وتر رات کی اول اور آخر نماز کے لئے کافی ہیں۔

عمرو بن میمونؒ کہتے ہیں۔ کہ جو شخص وتر پڑھ کر سو جائے پھر وہ وتر ادا کرے وہ ایک رکعت وتر سے ملا لے۔ (یعنی وتر توڑ لے) حضرت علقمہؒ کا بھی یہی فتویٰ تھا۔

جعفرؒ کہتے ہیں۔ میں نے میمونؒ سے پوچھا کہ ایک شخص رات کو وتر ادا کر لیتا ہے اور پھر وہ خیال کرتا ہے۔ کہ صبح ہونے والی ہے۔ یکایک جب اس نے خیال کیا تو ابھی رات کا حصہ کافی تھا۔ تو اب وہ کیا کرے وہ صبح تک وتر پڑھ کے بیٹھا رہے۔ یا وہ دو دو رکعت نفل پڑھ لے۔ تو آپ نے جواب دیا نفل دو دو کر کے پڑھ لے۔

یحییٰ بن سعیدؒ فرمایا کرتے تھے میں اگر رات کو وتر ادا کر کے سو جاؤں پھر بیدار ہو کر نوافل ادا کروں تو وتر کو بالکل نہیں توڑتا۔ بلکہ دو دو رکعت نفل صبح تک پڑھ لیتا ہوں۔

حضرت اوزاعیؒ سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص بعد نماز عشاء وتر ادا کر لیتا ہے پھر وہ رات کو نوافل پڑھنا چاہتا ہے کیا وہ اپنا وتر توڑ لے یا دو دو رکعت پڑھ لے آپ نے جواب دیا جب اسے خطرہ صبح ہونے کا لاحق ہو تو وہ آخر میں وتر ادا کر لے۔ آپ نے اسے مکروہ جانا بلکہ وہ وتر نہ پڑھے بلکہ دو دو رکعت اپنے پہلے وتر پر پڑھ لے۔

حضرت امامؒ کا فتویٰ ہے کہ جو شخص اول رات وتر پڑھ لے وہ بیدار ہو کر جتنی نماز ادا کرنا چاہتا ہے وہ دو دو کر کے ادا کرے، یہ عمل مجھے زیادہ محبوب ہے۔

علامہ محمد بن نصر مروزیؒ کا میلان کہ۔ امام شافعیؒ اور احمدؒ کے مسلک میں وتر توڑنے دلائل قویہ سے ثابت ہیں۔ اور یہی مذہب مجھے پسند ہے۔

علی بن ابی طالبؓ کہتے وتر ۳ ہیں جو چاہے اول رات میں وتر ادا کرے اس کو یہ وتر رات بھر کفایت کریں گے۔ اور اگر رات کو قیام کرے تو ایک رکعت ملا کر پڑھ لے (یعنی وتر توڑ لے) پھر جس کی مرضی ہو وہ آخر رات میں پڑھ لے۔ اور آخر میں وتر پڑھ لے۔

حسن بصریؒ کہتے یہ نمازی کی مرضی پر موقوف ہے۔ اول رات میں وتر پڑھ لے پھر آخر رات میں دو دو رکعت نماز نفل پڑھ لے۔ اور ایسا بھی کر سکتا ہے کہ اپنے وتر توڑ لے۔ پھر اپنی عبادت دو دو رکعت ادا کر لے۔ آخر میں وتر سے نماز کو

Marfat.com

الم کرے۔ ابتدا رات اور آخری رات میں ادا کرلے تو بہتر ہے۔

علامہ محمد بن نصرؒ کہتے ہیں، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، کہ تمہاری رات کی آخری نماز طاق ہو یہ معاملہ مندوب اور اختیاری ہے اور یہ امر وجوبی نہیں ہے۔

اس پر دلیل یہ ہے، کہ رسول کریم صلعم رات کو بعد وتر نماز پڑھتے تھے۔ اسی میں رسول کریم صلعم کا ارشاد ہے رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ وتر ایک رکعت مندوب ہے اور اختیاری ہے واجب نہیں ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ آپ ۵ وتر، ۷ وتر، ۹ وتر پڑھتے اور آخر میں سلام پھیرتے۔

حضرت امام احمدؒ سے کسی نے اس کے متعلق سوال کیا، کہ ایک شخص نے رات کو بعد نماز عشاء وتر ادا کئے پھر کھڑا ہو کر دو دو رکعت نماز پڑھتا ہے کیا اس کی اس آخری نماز پر وتر کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا نہیں ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وتر کے بعد نماز

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عائشہؓ سے آپ کی رات کی نماز کے متعلق سوال کیا آپ نے جواب دیا کہ آپ آٹھ رکعت نوافل پھر ۳ وتر پڑھتے۔ بعدہ دو دو رکعت بیٹھ کر نماز پڑھتے، جب رکوع کرتے قیام فرما کر پھر نماز پڑھتے۔

ام سلمہؓ بیان کرتی تھیں کہ آپ بعد وتر دو رکعت ہلکی پھلکی پڑھتیں۔ ابی امامہؓ فرماتے کہ جب آپ کا جسم بھاری بھرکم ہو گیا تو آپ نے ۹ وتر پڑھے، بعدہ دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کی۔ آپ پہلی رکعت میں زلزال اور دوسری رکعت میں سورۃ کافرون پڑھتے۔

اس پر حدیث نبویؐ دلیل ہے جس کے راوی ابن عمرؓ ہیں "اجعلوا اٰخر صلوتکم من اللیل وتراً" یہ اس کے لئے ہے جو وتر کو توڑنا چاہے۔

آپ یعنی ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا، کہ ایک شخص رات کو وتر پڑھ کر سو جاتا ہے پھر وہ اٹھ کر دو دو رکعت پڑھتا ہے وتر کو توڑتا بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حسن اور جمیل ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کے اس فتویٰ سے حدیث کو سامنے رکھ کر معلوم ہوا کہ آخری رات کی نماز وتر ہونا اختیاری ہے۔ واجب نہیں ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے رات کے وتر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اپنے عمل کی تفصیل اس کے سامنے رکھ دی۔ کہ میں رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر حسب توفیق دو دو رکعت پڑھتا ہوں اور جب میں سونے کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو ایک رکعت وتر پڑھ لیتا ہوں۔ تو اس سے میری سابقہ نماز وتر بن جاتی ہے۔

رات کو آنکھ کھل جائے تو وتر توڑ کر اپنی نماز دو دو رکعت کر کے ادا کر لیتا ہوں۔ یعنی پہلے وتر ان نوافل میں شمار کر لیتا ہوں

پھر رات کے اس حصہ میں نوافل پڑھتا ہوں، تو ان کے آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لیتا ہوں تاکہ میری نماز یہ وتر بن جائے۔ یہ عمل میں اس لئے کرتا ہوں تاکہ آنحضرت صلعم کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔ وہ حکم یہ ہے۔ کہ رات کی آخری نماز تمہاری وتر ہو۔

اس پر ایک سائل نے کہا کہ میں رات کو وتر پڑھ کر سو جاتا ہوں۔ پھر میری آنکھ کھل جاتی ہے پھر میں وتر توڑ کر صبح تک نوافل پڑھتا ہوں۔ یہ کیسا ہے آپ نے جواب میں کہا حسن اور جمیل کام ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جن احباب نے بعد وتر نماز ادا کی

ابن عونؒ کہتے ہیں، ابراہیمؒ کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا کہ وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کیسے ہیں۔ آپ نے سوال کیا اس کی سند آپ نے کہاں سے لی ہے۔ سائل نے جواب دیا سعد بن ہشامؒ حضرت آپ کا عمل دو رکعت بعد وتر پڑھنا بتاتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا اس خبر کو میں (لا اراہ شیا) لاشئی کہتا ہوں۔ کیونکہ اس سند میں اسود ہے۔ وہ اپنا عمل کرتے اور لوگ اسے وقوع بیان کرتے اور یہ مسئلہ عام ہوتا تو کسی سے مخفی نہ رہتا۔

ابی سعید خدریؓ کہتے ہیں وتر کے بعد نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

سعید بن جبیرؓ فرماتے تھے۔ وتر کے بعد نماز کی فوری اجازت نہیں ہاں سو کر پھر نماز پڑھے۔

ابراہیمؒ فرماتے وتر کے بعد اسی مکان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے یعنی وتر والی جگہ بدل لے۔

میمون بن مہرانؒ کا مسلک یہ تھا۔ کہ وتر پڑھ کر جگہ بدل لے۔ پھر نماز پڑھ لے۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ جب وتر ادا کر لے پھر جگہ بدل لے بعدہ نماز پڑھ لے۔

ابی عالیہؒ سے سوال کیا گیا۔ وتر کے بعد دو رکعت پڑھنی کیسی ہے آپ نے فرمایا وتر توڑ لو۔ آپ سے کہا گیا حسنؒ اسی طرح بتاتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ رحم اللہ الحسن۔ اللہ کی حسن پر رحمت ہو ہم نے اسے عالم پایا اور اس کی پیدائش قبل ہم نے علم سیکھا۔

سعد بن وقاصؓ سو وتر پڑھتے اس جگہ پر پھر نفل پڑھتے۔

حضرت حسنؒ کا فتویٰ تھا وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لے، ابن سیرینؒ کو یہ بتایا گیا آپ نے جواب میں فرمایا یہ کام کرتے ہو۔

کثیر بن مرہ اور خالد بن معدان فرماتے تھے وتر کے بعد دو رکعت نفل کو حسب طاقت ترک نہ کرنا۔

عبداللہ بن مساحق کہا کرتے وہ وتر جس وتر کے بعد دو رکعت نماز نہیں ہے وہ ابتر ہے۔

عیاض بن عبداللہؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کو دیکھا وہ وتر کے بعد مسجد میں دو رکعت نفل پڑھتے۔

علامہ اوزاعیؒ فرماتے ہیں جو لوگ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے ہیں یہ میرے علم میں کسی صحیح سند سے ثابت

Marfat.com

نہیں ہے۔ ہاں یہ عوام الناس کا عمل ہے۔

اکثر احادیث نبویہ صلعم سے واضح ہے۔ کہ آپ ۱۳ رکعت ادا کرتے اور ان نوافل میں ان ۲ رکعت کا ذکر نہیں ہے۔

ترجمہ:۔ ان صحیح احادیث کے پیش نظر راقم کا مسلک یہ ہے کہ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنا آنحضرت کے نوافل میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

مکحولؒ نے ماہِ رمضان میں مسجد میں دو رکعت بعد نماز وتر کھڑے ہو کر ادا کیے۔

حسنؒ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ حضرت سعیدؓ اوزاعیؒ مالکؒ اور حسنؒ کے قول پر عامل نہ تھے۔

ولید بن مسلمؒ کہتے ہیں۔ میں نے ان دو رکعت بعد وتر کا مذکرہ امام مالک سے کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ آپ نے انہیں مکروہ میں شمار کیا۔

امام مالکؒ سے سوال کیا گیا۔ کہ ایک شخص مسجد میں وتر ادا کرتا ہے پھر وہ نفل ادا کرنا چاہے تو وہ کیا کرے۔ آپ نے جواب دیا کچھ ٹھہر کر نوافل پڑھ لے۔

قنوت کا ثبوت وتر میں

حضرت حسن بن علیؓ کہتے ہیں۔ کہ مجھے رسول کریم صلعم نے کلمات کی تعلیم دی میں قنوت وتر میں پڑھتا ہوں۔ دوسری روایت میں ہے کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو آپ قنوت میں پڑھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب تو قنوت وتر میں کھڑا ہو تو اسے وتر میں یہ کلمات کہہ۔

مسند احمدؒ میں حضرت حسنؓ کے کلمات کی ادائیگی میں ہے۔ علمنی کلمات لا قولھن آپ نے مجھے کلمات کی تعلیم دی ہے تاکہ میں ان کو وتر میں ادا کروں (عبدالتواب) (حاشیہ قیام لیل)

محمد بن علیؒ۔ ابن عباسؓ سے جس نے سنا ہے کہ مقام خیف پہ اٹھ کر پڑھتے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ان کلمات سے قنوت کرتے اور رات کے وتر میں بھی یہ کلمات دعائیہ پڑھتے۔

عبدالرحمٰن بن ابزیؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ۔ ۲، کافرون۔ ۳، اخلاص۔ بعدہ قنوت پڑھتے۔ یہ سند ابی بن کعبؓ سے صحیح ثابت ہے۔ اور قنوت رکوع سے پہلے ادا کرتے۔

اسودؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ عمر بن خطابؓ وتر میں قنوت کرتے تھے۔

ابن مسعودؓ۔ فجر کی نماز میں قنوت نہ پڑھتے اور وتر کی نماز میں قنوت نہ کرتے تھے۔

عبداللہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ قنوت وتر ہر مسلمان پر واجب ہے۔

حضرت عطاؒ سے قنوت وتر کا سوال کیا گیا آپ نے فرمایا کہ اصحاب رسول کریم صلعم ایسا ہی کرتے تھے یعنی وتر میں

الدر النضید از علامہ شوکانی رحمۃ کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ہدیہ ۲/ روپے

قنوت کرتے تھے۔

قنوت وتر تمام سال میں پڑھنا

اسودؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمرؓ کی چھ ماہ رفاقت کی آپ وتر میں قنوت کرتے تھے۔

حضرت عبداللہؓ رمضان اور غیر رمضان کے وتر میں قنوت کرتے تھے۔

علیؓ۔ رمضان اور غیر رمضان کے وتر میں قنوت کرتے تھے۔

قنوت وتر کا پہلے پندرہ روزوں کی بجائے آخری پندرہ روزوں میں پورا کرنا

حضرت حسنؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابی بن کعبؓ ماہِ رمضان میں امامت کراتے۔ پہلے نصف میں قنوت نہ کرتے تھے اور آخر ۱۵ ایام رمضان میں قنوت کرتے اور آخیر عشرہ میں مسجد چھوڑ کر گھر چلے جاتے ان دس ایام میں تراویح نہ پڑھاتے۔ حضرت معاذ قاری جماعت کراتے۔

سعید بن جبیرؓ سے سوال کیا گیا۔ کہ قنوت وتر کب شروع کی گئی۔ تو آپ نے جواب دیا کہ عمرؓ نے ایک لشکر روانہ کیا اور وہ ایک گرداب مصیبت کا شکار ہو گیا۔ تو آپ کو یہ خطرہ لاحق ہوا جب رمضان کے آخری ایام ہوتے۔ تو ان کے لئے دعا کرتے رہتے۔

نصف اور آخر رمضان کے عمل کا دور فاروقی میں اس سبب کے پیش نظر ہو سکتا ہے۔

حضرت علیؓ آخری ۱۵ ایام رمضان میں قنوت فی الوتر کرتے۔

معاذ بن حارثؓ انصاری آخری ۱۵ ایام میں رمضان میں قنوت وتر میں کفار کو لعنت کرتے۔

ابن عمرؓ صبح کی نماز میں اور وتر میں قنوت نہ کرتے تھے ہاں آخری پندرہ ایام رمضان میں قنوت وتر کرتے تھے۔

حسنؒ فرماتے لوگ پندرہ آخری ایام رمضان میں قنوت کرتے تھے۔

محمد بن عمرؒ کہتے ہیں مدینہ میں رمضان کی ۱۶ تاریخ سے قنوت کرتے تھے۔

حسنؒ، محمدؒ، قتادہؒ کا قول یہ تھا کہ قنوت ماہِ رمضان کے اخیر پندرہ ایام میں ہونی چاہیئے۔

عمران بن حدیرؒ کہتے ہیں کہ مجھے ابو مجلزؒ نے حکم دیا کہ آپ ماہ رمضان کے آخری پندرہ ایام میں بعد رکوع قنوت کر لیا کریں۔

حضرت حسنؒ سے سوال کیا گیا۔ کہ فجر کی نماز میں کوئی دعا مقرر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بہت دعائیں ہیں۔ یعنی تعین نہیں ہے۔

دعاء قنوت ماہ رمضان کے آخری پندرہ ایام میں ہے۔

ابن شہابؓ بیان کرتے ہیں کہ آخر نصف رمضان میں یہ لوگ کفار کو قنوت میں لعنت کرتے تھے ایک روایت میں ہے۔ کہ پورے سال میں قنوت کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں آخری پندرہ ایام رمضان میں جائز ہے۔

حارثؓ۔ آخری پندرہ ایام رمضان میں قنوت کراتے تھے کیونکہ آپ قوم کے امام تھے۔

عثمان بن سراقہؒ پندرہ آخری ایام رمضان میں بعد رکوع قنوت کرتے تھے۔ معمرؒ کہتے ہیں۔ کہ میرا باپ ۱۴ رمضان سے قنوت شروع کرتے تھے۔

زعفرانی بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام شافعیؒ کہا کرتے تھے۔ کہ میرے نزدیک محبوب امر یہ ہے۔ کہ آخری پندرہ ایام رمضان میں لوگ وتر میں قنوت کرتے اور سارے سال میں قنوت نہ کرتے اور نہ ہی پورے رمضان میں۔ صرف ۱۵ ایام میں اجازت ہے۔

محمد بن نصرؒ کہتے ہیں اسی طرح مزنیؒ نے امام شافعی سے بیان کیا ہے۔

ابوداؤد کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے سوال کیا۔ کیا پورے سال میں قنوت وتر ہے؟۔ آپ نے فرمایا اگر تیری مرضی ہو تو کرلے۔ میں نے کہا آپ کے ہاں مختار عمل کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ میں آخر پندرہ ایام رمضان میں قنوت وتر بھی پڑھتا ہوں۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب امام قنوت کرے تو میں بھی اس کے پیچھے کرلیتا ہوں۔ میں نے کہا آخری پندرہ ایام کا آغاز کب سے ہوتا ہے آپ نے فرمایا پندرہ کی رات اور سولہ کا دن۔

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں پورے سال میں قنوت وتر میں مختار ہے۔

پورے سال میں قنوت ہے رمضان کے اول پندرہ ایام میں نہیں ہے

سعیدؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت قتادہؒ پورے سال میں قنوت وتر کرتے مگر ماہ رمضان کے پہلے پندرہ ایام میں وہ قنوت نہ کرتے تھے۔ اور وہ اس عمل کی سند حضرت حسنؒ کی طرف منسوب کرتے۔ کہ آپ پورے سال میں قنوت کرتے لیکن رمضان کے پہلے پندرہ ایام میں نہ کرتے تھے۔ یہ مسئلہ امام کے لئے ہے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تو پورے رمضان بلکہ سال بھر قنوت کرتے۔ حضرت معمرؒ کا عمل بھی یہی تھا۔

بیان ہے وتر میں قنوت نہیں ہے

ابن عمرؓ نماز میں قنوت نہ کرتے تھے ابوشعثا کہتے ہیں نے آپ سے اس کی دلیل طلب کی تو جواب میں کہا کہ میں نے کسی کو ایسے کرتے نہیں دیکھا۔

Marfat.com

ابی مہزم کہتے ہیں۔ کہ میں نے دس برس حضرت ابی ہریرہؓ کے ساتھ بسر کئے آپ وتر میں قنوت نہ کرتے تھے۔
عروہؒ فجر کی نماز میں قنوت کرتے تھے اور کسی نماز حتیٰ کہ وتر میں بھی قنوت نہ کرتے تھے۔

حضرت امام مالکؒ سے قنوت وتر میں کیسی ہے سوال کیا گیا۔ آپ نے جواب دیا میں وتر رمضان اور غیر کسی نماز میں قنوت نہیں کرتا۔

دوسرا سوال آپ سے کیا گیا کہ ایک شخص گھر والوں کو رمضان کا قیام کراتا ہے کیا وہ آخری پندرہ ایام رمضان میں قنوت کر سکتا ہے آپ نے جواب دیا لم اسمع انّ رسول اللہ صلعم ولا احدًا من اولئك قنت،
میں نے ایسا عمل رسول کریم صلعم کی سنت اور صحابہ کرام کے نقش میں نہیں سنا کہ کسی نے قنوت کیا ہو اور یہ کوئی قدیمی امر بھی نہیں ہے۔ میں رمضان میں قنوت وتر نہیں پڑھتا اور نہ ہی کسی قدیم عمل میں پایا تا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ ہمارے مسلک میں وتر میں قنوت نہیں ہے۔

قنوت بعد رکوع پڑھنا

ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم صبح کی نماز کی آخری رکعت سے سر اٹھاتے تو اس وقت قنوت کرتے۔

دوسری روایت موصوف سے یہ ہے کہ جب رسول کریم صلعم کسی کے لئے دعا، یا بد دعا کرنے کا پروگرام بناتے تو بعد رکوع قنوت کرتے۔

انسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم بعد رکوع قنوت کرتے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور عثمانؓ رکوع سے قبل قنوت کرتے تاکہ لوگ شریک نماز ہو جائیں۔

عوام بن حمزہؒ کہتے ہیں۔ میں نے صبح کی قنوت بعد رکوع کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت ابی بکرؓ اور عمرؓ و عثمانؓ یہ عمل کرتے تھے۔

حسنؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابی بن کعبؓ دور عمرؓ میں تراویح پڑھاتے تو بعد رکوع آخری پندرہ ایام رمضان میں قنوت کراتے۔

ابن سیرینؒ: ابی بن کعبؓ، خلافت فاروقی میں بعد رکوع پندرہ آخری ایام رمضان میں قنوت کراتے۔
ابی رافعؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول کریم صلعم کے صحابہ کی اقتداء میں نماز پڑھی وہ قنوت بعد رکوع کرتے تھے۔
حضرت علیؓ بعد رکوع وتر میں قنوت کرتے۔

ابراہیمؒ کہتے ہیں۔ میں حضرت اسودؒ کو حالت مرض میں پکڑ رکھتا جب وہ تیسری رکعت وتر کی قرأت سے

لوٹ: "تنور معاشرہ" یہ کتاب ایک علمی شاہکار ہے اور اس میں معاشرہ کے قبائح کے رد کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے ہدیہ ۱۲؍ روپے

Marfat.com

فارغ ہوتے۔ تو بعد رکوع قنوت پڑھتے۔

رکوع سے پہلے قنوت

اسودؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ رکوع سے پہلے وتر میں قنوت کرتے اور ایک روایت ہے۔ کہ رکوع سے پہلے بعد قرأت۔

ابن مسعودؓ نے قبل رکوع بعد قرأت وتر میں قنوت کیا۔

عبداللہ بن شدادؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے عمرؓ، علیؓ، ابو موسیٰؓ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ صبح کی نماز میں قبل رکوع قنوت کرتے تھے۔

حمید کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت انسؓ سے سوال کیا۔ کہ قنوت قبل رکوع یا بعد رکوع ہے آپ نے فرمایا ہم تو دونوں طرح کرتے تھے۔ (یعنی قبل اور بعد رکوع)

اسودؒ قبل رکوع قنوت کرتے تھے۔

حضرت امام احمدؒ سے سوال کیا گیا۔ قنوت وتر کی قبل رکوع یا بعد رکوع ہے۔ دوسرا سوال یہ تھا کیا وتر میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں۔ آپ نے جواب دیا قنوت بعد رکوع اور دعا میں ہاتھ اٹھانا صرف آنحضرت صلعم کے عمل صبح کی نماز میں قیاسی ہی ہے یعنی جب آپ صبح کی نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے)

مترجم:۔ قنوت میں ہاتھ اٹھانا حضرت رسول کریم صلعم کا حکم کہیں بھی احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں ہے یہی فتویٰ ابو ایوبؓ، ابو خیثمہؒ اور ابن ابی شیبہؒ کا ہے۔

ابو داؤدؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امام احمدؒ کے امام کو دیکھا۔ وہ بعد رکوع قنوت کرتا تھا اور جب قنوت سے فارغ ہوتا اور سجدہ میں جانے کا ارادہ کرتا۔ اپنے ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتا جس طرح رکوع میں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں

حضرت اسحاق بن راہویہؒ بعد رکوع قنوت وتر کو پسند کرتے تھے۔

علامہ محمد بن نصرؒ کہتے ہیں۔ یہی میری مختار رائے ہے۔

قنوت کے لئے اللہ اکبر کہنا

طارق ابن شہابؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ جب نماز کی قرأت سے فارغ ہوتے اللہ اکبر کہتے پھر قنوت کرتے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرتے۔ یعنی فجر کی نماز میں۔

حضرت علیؓ قرأت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہتے رکوع جاتے وقت بھی اللہ اکبر کہتے،

ایک روایت میں ہے آپ قنوت کو اللہ اکبر سے شروع کرتے۔

عبداللہ بن مسعودؓ وتر کی قرأت سے جب فارغ ہوتے اللہ اکبر کہتے اور قنوت کرتے۔ اور جب قنوت سے فارغ ہوتے اس وقت رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے۔ زہیر کہتے ہیں میں نے ابی اسحاق سے پوچھا کیا آپ فجر کی قنوت میں اللہ اکبر کہتے ہیں آپ نے جواب دیا ہاں کہتا ہوں۔

حضرت براءؓ جب سورۃ کی قرأت سے فارغ ہوتے اللہ اکبر کہہ قنوت کرتے۔

ابراہیمؒ وتر کی تیسری رکعت سے جب فارغ ہوتے اللہ اکبر کہتے پھر قنوت کرتے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کو جاتے۔

سفیانؒ فرماتے۔ وہ لوگ وتر کی تیسری رکعت سے جب فارغ ہوتے تو وتر کے لئے اللہ اکبر کہتے پھر قنوت پڑھتے۔ یہ عمل ان کو محبوب تھا۔

حضرت امام احمدؒ جب رکوع سے قبل قنوت کرتے تو قنوت اللہ اکبر سے شروع کرتے۔

بعد رکوع قنوت کے لئے اللہ اکبر کہنا

حضرت سعید بن جبیرؒ ماہ رمضان کے وتر میں بعد رکوع قنوت کرتے اور سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہہ کر قنوت کرتے۔

حضرت شعبہ بیان کرتے ہیں کہ اکثر بزرگوں کا یہ عمل رہا ہے۔ بعد رکوع اللہ اکبر کہہ کر قنوت کرتے۔ یہی مسلک حکمؒ حمادؒ، ابو اسحاق کا تھا۔

حضرت مزنیؒ کہتے ہیں مجھے حضرت امام شافعیؒ کا مسلک اس بارہ میں واضح معلوم نہیں ہاں یہ ضرور کہ آپ بعد رکوع صبح کی قنوت کرتے تھے اور آپؒ کا دوسرا قول یہ ہے۔ بعد رکوع سمع اللہ لمن حمدہ پڑھی جاتی ہے تو معلوم ہوا بعد رکوع دعاء کا محل ہے۔ جو شخص قبل رکوع قنوت کرنا چاہتا ہے وہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہے، پھر دعاء کرے، جس نے قیام کی حالت میں اللہ اکبر کہا۔ وہ تو رکوع کے لئے بہتر ہے لیکن اللہ اکبر کہہ کر قنوت وتر میں کرنا یہ (لم یثبت باصل ولا قیاس) اصل اور قیاس سے بھی ثابت نہیں ہے۔

نوٹ:۔ اصل سے مراد حدیث ہے۔ مترجم۔

نوٹ:۔ قنوت کے لئے علیحدہ اللہ اکبر کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ مترجم۔

قنوت کے لئے ہاتھ اٹھانا

عبداللہ بن مسعودؓ قنوت کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو سینہ تک اٹھا کر لے جاتے۔ (بقول اسودؒ)۔

عمرؓ۔ صبح کی نماز میں قنوت کراتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا بلند کرتے کہ آپ کی بغلیں نظر آجاتیں۔ (بقول ابی عثمان نہدی)

ابن عباسؓ صبح کی قنوت میں اپنے دونوں بازوؤں کو خوب پھیلاتے۔

ابی ہریرہؓ اپنے دونوں ہاتھوں کو قنوت رمضان میں اٹھاتے۔ ابی قلابہؒ مکحولؒ یہ دونوں ماہ رمضان میں اپنے ہاتھ اٹھا کر قنوت کرتے تھے۔ ابراہیمؒ جب وتر کی قرات سے فارغ ہوتے بعدہ اللہ اکبر کہہ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر قنوت کرتے پھر اللہ اکبر اور رکوع کرتے۔

وکیع سے محلی بیان کرتے ہیں کہ ابراہیمؒ نے فرمایا کہ وتر اس طرح ادا کرو۔ وکیع نے اپنے کان کے قریب لے جا کر ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ چھوڑ دیئے۔ عمر بن عبدالعزیز صبح کی قنوت میں دونوں ہاتھ اٹھاتے۔

ابن شہابؒ کہتے ہیں۔ کہ ماہ رمضان کے وتروں میں ہاتھ نہ اٹھائے جاتے تھے۔ حضرت حسنؒ قنوت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے بلکہ اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے۔

سعید بن مسیبؒ کہا کرتے تھے۔ لوگوں نے تین چیزیں نئی پیدا کرلی ہیں۔

۱۔ مختصر سجدہ کرنا۔ (بغیر تسبیح کے) ۲۔ اور دعا میں ہاتھ اٹھانا ۳۔ اور آواز بلند کرنا۔

حضرت اوزاعی نے ایک سائل سے کہا کہ قنوت وتر میں ہاتھ نہ اٹھانا۔ بلکہ انگلی سے اشارہ کرے۔ سائل مسلم بن ولیدؒ تھے۔

ولید بن مسلم کہتے ہیں۔ میں نے اسے دیکھا ماہ رمضان میں قنوت کرتے تھے۔ انگلی سے اشارہ کرتے اور ہاتھ نہ اٹھاتے۔ سفیانؒ فرماتے لوگوں کی نگاہوں میں مستحب یہ ہے کہ وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھائے پھر قنوت کرے۔

حضرت امام احمدؒ سے سوال کیا گیا۔ کہ قنوت میں ہاتھ اٹھائے جائیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ مجھے یہ عمل بہت اچھا لگتا ہے۔

ابوداؤدؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت احمد کو دیکھا وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔

نوٹ:۔ قنوت وتر میں دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہنے کے سلسلہ میں مرفوع کوئی روایت نہیں ہے۔ (مترجم)

قنوت وتر کی دعائیں

حسن بن علی کہتے ہیں آپ نے مجھے کلمات کی تعلیم دی۔ میں انہیں قنوت وتر میں پڑھتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَیْتَ، اِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَایَذِلُّ

Marfat.com

مَنْ وَّالَیْتَ۔ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ۔

یا اللہ۔ مولا کریم مجھے ہدایت یافتہ میں کرنا اور تندرست لوگوں میں کرنا میرے لیئے عطا کردہ اشیاء میں برکت کرنا اور میرے متعلق بدترین فیصلہ سے محفوظ رکھنا۔ یقیناً تیرا فیصلہ آخری ہے۔ جو تیری نگرانی میں آجائے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا تیری ذات سراپا برکات ہے اور اعلیٰ ہے۔

نوٹ:۔ فانک تقضی سے تعالیت تک مقتدی جماعت کی حالت میں آمین نہ کہے۔ (مترجم)

ایک روایت میں فانک تقضی ولا یقضیٰ علیک کے الفاظ درج ہیں۔ اس دعا کی تعبیر ایک مقام میں حسنؓ یوں بیان کرتے ہیں۔ میں نے یہ کلمات دعائیہ آنحضرت صلعم سے سیکھے ہیں جن کے ساتھ آپؐ دعا کیا کرتے تھے۔ اور مجھے حکم دیا ہے میں ان سے دعا کروں اور قنوت کروں۔ الفاظ ذیل میں ہیں۔

علمت من النبی صلعم دعوات کان یدعو بہن وامرنی ان ادعو بہن واقنت بہن اللھم اھدنی۔ پوری دعا مراد ہے۔

بریدؓ کہتے ہیں۔ کہ میری ملاقات حضرت ابن عباسؓ اور محمد بن حنفیہؒ سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے خبر دی کہ رسول کریم صلعم ان کلمات کو دعا میں شامل کرتے اور صبح کی قنوت میں پڑھتے اور رات کے وتر میں پڑھتے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول کریم صلعم نے انہیں (علمہ ھذا الدعا فی الوتر) آپکو یہ دعا وتر میں سکھائی۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَرَضِّنِیْ بِمَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ۔

یا اللہ! مجھے کامل ہدایت نصیب کرنا اور میری پونجی میں برکت کرنا۔ مجھے اپنے فیصلہ سے راضی رکھنا۔ تیرا فیصلہ آخری ہوتا ہے۔ جسے تو ذلت کی برائی سے پناہ دے وہ خسارہ میں ہوتا ہے تیری ذات سراپا برکات اور اعلیٰ ہے۔

عمر بن خطاب ان دو سورتوں کو قنوت میں پڑھتے تھے۔ ۱۔ اللھم ایاک نعبد ۲۔ واللھم نستعینک۔

اللہ! ہم خاص تیری عبادت اور خاص تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ۔

اَللّٰھُمَّ الْعَنْ کَفَرَۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ الَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَائَکَ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَاَنْزِلْ بِھِمْ بَاْسَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ۔

یا اللہ! مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو معاف کر دے اور مسلمان مردوں اور عورتوں میں الفت کر دے۔

نوٹ: قنوت وتر میں تعدد رکعات کو علامہ سیوطی سند سے ثابت کیا ہے اور مسلم کوئی دعا ہی صحیح منقول ہے (مترجم)

Marfat.com

اور ان میں صلح کر دے ان کو اپنے اور ان کے دشمن پر غلبہ دے۔ یا اللہ اہل کتاب کافروں پر لعنت کر جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے اولیاء کو قتل کرتے ہیں یا اللہ ان کے اتحاد میں اختلاف برپا کر دے اور ان کے قدم میں جنبش کر دے۔ اور ان پر وہ عذاب نازل کر جو مخصوص مجرموں کے لئے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللّٰھم انا نستعینک ونستغفرک ونثنی علیک ولا نکفرک و نخلع و نترک من یکفرک۔

اللہ کے نام سے شروع ہے جس کی ذات رحمٰن اور رحیم ہے ہم تجھ ہی سے امداد اور استغفار کرتے ہیں تیری ثنا کرتے ہیں تیری ناشکری سے نفرت کرتے ہیں جو تیری ناشکری کرتا ہے اس سے ہمارا بائیکاٹ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللّٰھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد ولک نسعیٰ ونحفد نرجو رحمتک ونخاف عذابک الجد ان عذابک بالکفار ملحق۔

اللہ کے نام سے آغاز ہے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ یا اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی نماز اور سجدہ کرتے ہیں ہم تیری عبادت کی کوشش کرتے ہیں اور توشہ جمع کرتے ہیں۔ ہم تیری رحمت کی امید اور عذاب سے کمال ڈرتے ہیں تیرا عذاب کفار کو گھیرنے والا ہے۔ حضرت عطاءؒ نے یہ دعاء عبید بن عمرؓ سے سنی تھی۔ جس کو یہ حضرت عمرؓ سے نقل کرتے ہیں۔

حضرت عطاءؒ نے اپنے خیال کے مطابق سنا کہ قنوت صبح کی آخری رکعت کے رکوع سے قبل ہے اور اس کا یہ زعم بھی ہے۔ یہ دو سورتیں ہیں۔ جو کہ مصحف ابن مسعود میں موجود ہیں۔ وہ انہیں ہر رات وتر میں پڑھتے تھے۔

مترجم:۔ اس دعاء کو قرآن کی دو سورتیں کہنا خلاف نقل ہے بلکہ مصحف سے مراد مطلق کتاب ہے۔

بعض دعاء کے الفاظ میں زیادتی ونثنی علیک الخیر و نترک من یفجرک تا بالکفار ملحق۔ کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے۔ یہ قنوت وتر میں قبل رکوع اور صبح میں بھی قبل رکوع موجود ہے۔

ایک روایت میں حضرت عمرؓ نے بعد رکوع قنوت میں یہ الفاظ پڑھے۔ اللّٰھم اغفرلنا للمؤمنین۔ پہلی پوری دعاء۔

صبح کی قنوت میں بعد رکوع جو الفاظ حضرت عمرؓ سے منقول ہیں (بروایت ابی رافع آپ نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز ادا کی تھی)

ا۔ اللّٰھم انا نستعینک و نستغفرک ونثنی علیک ولا نکفرک ونؤمن بک ونخلع ونترک من یفجرک اللّٰھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعیٰ ونحفد و نرجوا رحمتک ونخاف عذابک ان عذابک بالکفار ملحق۔ یا اللہ ہم تجھی سے امداد اور استغفار چاہتے ہیں۔ تیری ثنا کرتے ہیں۔ تیری ناشکری نہیں کرتے تجھ پر ہم ایمان رکھتے ہیں تیرے مخالفین سے ہم کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔ یا اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیری ہی نماز در تیرے پاس ہی نیکی کی کوشش کرتے ہیں۔ تیری رحمت کے طالب اور تیرے عذاب سے

Marfat.com

ڈرتے ہیں۔ تیرا عذاب کفار کا ساتھی ہے۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ عَذِّبْ لکفرۃ وَالْقِ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعبَ وخالف بین کلمتھم وانزل علیھم اِجزلک وعذابک۔ یا اللہ کفار کو عذاب دے اور ان کے قلوب میں رعب ڈال اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر ان پر اپنا نجس عذاب اتار۔

اَللّٰھُمَّ عَذِّبْ کفرۃ اھل الکتاب الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عن سبیلک ویکذبون رُسُلَکَ وَیُقَاتِلُوْنَ اولیاءک۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَالْحِکْمَۃَ وَثَبِّتْھُمْ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِکَ وَاَوْزِعْھُمْ اَنْ یُّوْفُوْا بِعَھْدِکَ الَّذِیْ عَاھَدْتَّھُمْ عَلَیْہِ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ اِلٰہَ الْحَقِّ وَاجْعَلْنَا بَیْنَھُمْ۔

یا اللہ اہل کتاب کے کفار کو عذاب نازل کر۔ یہ تیرے راستے میں رکاوٹ ہیں اور تیرے رسل کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے اولیاء کو قتل کرتے ہیں۔

یا اللہ مومن مرد اور عورت، مسلمان عورت اور مردوں کے گناہوں کو معاف کر دے۔ ان کی آپس میں صلح کر دے۔ اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دے۔ ان کے دلوں کو توحید اور سنت کی نعمت سے بھرپور کر دے۔ اور انہیں رسول کریم صلعم کے مذہب پر قائم دائم رکھ۔ انہیں توفیق دے کہ وہ تیرے وعدہ (توحید) کا ایفا کریں۔ جس کا انہوں نے (یوم میثاق) عہد کیا تھا۔ ان کو اپنے اور ان کے دشمن پر غلبہ دے۔ یا اللہ تیری ذات حق ہے اور ہمیں مسلمان کر دے۔

سلمہ بن کہیلؒ کہتے ہیں۔ کہ میں اس کو ابی کعبؓ کے مصحف میں قل اعوذ برب الفلق، و قل اعوذ برب الناس کے ساتھ پڑھتا ہوں۔

ابن اسحاقؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت ابی بن کعبؓ کے مصحف (کتاب) میں پڑھا ہے آپ کی پہلی کتاب میں ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مع سورۃ اخلاص۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ فلق، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ الناس۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لَا یُنْزَعُ مَا تُعْطِیْ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ سُبْحَانَکَ

Marfat.com

وَغُفْرَانَكَ وَجَنَابُكَ اِلٰهُ الْحَقِّ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا اللہ! ہم تجھی سے امداد اور بخشش مانگتے ہیں۔ تیری خیر پر ثنا کرتے ہیں۔ تیری ناشکری نہیں کرتے۔ ہم تیرے مخالف کی ذلت کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا اللہ! تیری ہم عبادت اور سجدہ کرتے ہیں۔ تیرے دربار میں ہم اعمال کے لئے سعی کرتے ہیں۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں اور تیری رحمت کی امید کرتے ہیں۔ تیرا عذاب کفار سے ٹلنے والا نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تیری عطا کی ہوئی نعمت کوئی چھین نہیں سکتا۔ تیرے آگے کسی کی بزرگی نفع نہیں دے سکتی۔ تیری ذات نرالی ہے ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری مہربانی چاہتے ہیں۔ یا معبود حقیقی۔!

مسلم بن خفیفؒ کہتے ہیں۔ میں نے عطاء بن ابی رباحؒ سے کہا میں قنوت میں کیا پڑھوں۔ آپ نے فرمایا جو حضرت ابی کے قراۃ میں دو سورتیں ہیں وہ پڑھا کرو وہ یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ۔

یا اللہ ہم کل عبادات تیرے نام پر کرتے اور نماز بھی تیرے لئے پڑھتے ہیں تیری رحمت کی امید میں ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ تیرا عذاب کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔

یا اللہ ہم تجھی سے استعانت اور استغفار مانگتے ہیں تیرے ثناخواں ہیں اور تیرے مخالف سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں یعنی بائیکاٹ ہے۔

سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں۔ کہ قنوت کی ابتداء اس طرح کرے کہ کفار کے لئے بددعا اور مومن (مرد خواہ عورتیں) ہوں ان کے لئے دعا کرے پھر دو سورتیں پڑھے۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ۔ ۲۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ۔

حسنؒ کہتے ہیں۔ دو سورتیں پڑھے پھر کفار کے لئے بددعا اور مومن اور مومنہ کے لئے دعا کرے۔

ابن شہابؒ کہتے ہیں۔ اسلاف نصف رمضان میں کفار کو لعنت کرتے اور یوں کہتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِكَ وَیُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِوَعْدِكَ وَخَالِفْ بَیْنَ كَلِمَتِھِمْ وَاَلْقِ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ وَاَلْقِ عَلَیْھِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ اِلٰهَ الْحَقِّ۔

Marfat.com

یا اللہ! ان کفار کو ہلاک کر دے جو تیرے راستہ سے روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔ اور تیرے وعدہ پر ایمان نہیں لاتے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دے اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دے۔ اور اپنا عذاب ان پر ڈال دے اور عذاب سے ان کو تباہ کر دے۔ یا اللہ!

پھر نبی کریم صلعم پر درود شریف پڑھتے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرتے۔ استطاعت کے مطابق۔ پھر مومنوں کے لئے استغفار کرتے۔ اور جب آپ لعنت کفار، اور درود شریف اور مومنوں کی استغفار اور سوال:۔

اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ رَبَّنَا وَنَخَافُ عَذَابَکَ الْجِدَّ اِنَّ عَذَابَکَ لِمَنْ عَادَیْتَ مُلْحِقٌ۔

یا اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں نماز اور تمام توکل تیرے لئے کرتے ہیں۔ تیری رحمت کی امید اور تیرے عذاب کا ڈر ہمارے دلوں میں ہے تیرا عذاب واجب ہے اور یہ یقیناً تیرے دین کے دشمنوں کے ساتھ ملحق ہے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے جاتے۔

نوٹ:۔ اس وظیفہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

ابو حلیمہ معاذ قاریؒ ماہ رمضان میں قنوت کرتے اور نبی کریم صلعم پر درود پڑھتے اور بارش کی دعا کرتے۔

ابراہیمؒ وتر میں دو سورتیں ۱۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ ۲۔ وَاللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُکَ۔

حضرت حسین بن علیؓ اپنے وتر میں اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَرٰی وَلَا تُرٰی وَاَنْتَ فِی الْمَنْظَرِ الْاَعْلٰی وَاِنَّکَ لَکَ الْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰی وَاِنَّ اِلَیْکَ الرُّجْعٰی وَاِنَّا نَعُوْذُبِکَ اَنْ نَذِلَّ وَنَخْزٰی۔

یا اللہ! تو دیکھتا ہے اور تجھے نہیں دیکھا جا سکتا۔ مولا تیرا مقام اونچا ہے آخرت اور دنیا کا تو والی ہے۔ ہم نے تیری طرف جانا ہے۔ ہم تجھ سے ذلت اور رسوائی سے پناہ مانگتے ہیں۔

ایوب سختیانیؒ رمضان میں نفل نماز پڑھاتے اور ان کی دعا یہ تھی۔ اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ الْاِیْمَانَ وَحَقَائِقَهٗ وَوَثَائِقَهٗ وَکَرَمَ مَا امْتَنَنْتَ بِهٖ مِنَ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ الَّتِیْ نَالُوْا بِهَا مِنْکَ حُسْنَ الثَّوَابِ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَتَّقِیْکَ وَیَخَافُکَ وَیَسْتَحْیِیْکَ وَیَرْجُوْکَ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ بِالْعَافِیَةِ۔ یا اللہ! میں تجھ سے ایمان اور اس کے حقائق اور عہد کا سوال کرتا ہوں یا کریم مجھ پر اخلاق اور عمدہ اعمال کا احسان کر۔ جس کے ذریعہ سے مجھے اچھا ثواب ملے۔ یا اللہ مجھے ان سے کر جو تجھ سے تقویٰ اور خوف، حیاء اور امید رکھتے ہیں یا اللہ ہم پر عافیت کا پردہ ڈال دے۔

ابراہیمؒ فرمایا کرتے تھے قنوت وتر میں بقدر قرأت سورۃ انشقاق اور ایک روایت میں ہے بقدر سورۃ انفطار پڑھے۔

Marfat.com

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے ابراہیمؒ کے قول کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ اندازہ تھوڑا ہے۔ مجھے یہ بات پسند لگتی ہے۔ کہ اس سے زیادہ قیام کیا جاوے۔

کسی نے کہا آپ قنوت میں کیا پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو چیز حدیث میں ہے اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ محمد بن نصرؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ اور صحابہؓ اور تابعینؒ کے عمل کے مطابق ابراہیمؒ کا قول قیام قنوت کے متعلق صحیح نہیں ہے جیسا کہ ابوعثمانؒ نہدی کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عمرؓ کی اقتدار میں نماز ادا کی۔ آپ نے قنوت پڑھی۔ کتنی مقدار تھی؟ اس نے کہا بقدر سو آیات کے۔

حضرت حسنؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مہمان حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس ٹھہرا۔ آپ نے رات کو قرآن مجید کا ابتدائی حصہ تلاوت کیا۔ جب وہ قرآت سے فارغ ہوا۔ تو قنوت کی۔ مجھے آپ کی قرآت اور قنوت میں شک گزرا۔ مجھے نہیں معلوم قرآت لمبی تھی یا قنوت لمبی تھی۔ حسنؒ نے کہا دعا قنوت میں، قعود، تسبیح اور سجدہ میں ہے۔

ہشام بن عروہؒ۔ مرفوع بیان کرتے ہیں۔ کہ میں تمہیں قنوت اس لئے پڑھاتا ہوں۔ تاکہ تم اپنے رب کو پکارو۔ اور اپنے مقاصد اور ضروریات رب سے حل کراؤ۔

ابراہیمؒ کہتے ہیں۔ کہ رکوع، سجدہ، سجدتین (یعنی دو سجدوں کے درمیان میں) کوئی تسبیح متعین نہیں۔ حتیٰ کہ قنوت میں بھی کوئی دعا مقرر نہیں ہے۔

ترجمہ:۔ حدیث نبویہ صلعم میں قنوت کے علاوہ سب کا تعین موجود ہے۔

سفیانؒ قنوت وتر میں یہ دو سورتیں مستحب ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ نَخْشٰی عَذَابَكَ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

یا اللہ! ہم تجھ سے امداد اور استغفار مانگتے ہیں اور تیری ثنا کرتے ہیں۔ ناشکری نہیں کرتے۔ تیری خلاف ورزی کرنے والے سے ہمارا بائیکاٹ ہے۔ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور اعمال صالحہ کی کوشش کرتے ہیں۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔

یہ کلمات:۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ اِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ۔

یا اللہ مجھے ہدایت والوں میں رکھنا اور مجھے تندرستی عطا کرنا۔ مجھے اپنے امور کا ذمہ دار بنانا اور میرے جملہ عطیات میں

Marfat.com

برکت کرنا اور اپنے فیصلہ کی شر سے بچانا۔ تیرا فیصلہ رد نہیں کیا جاسکتا ہے جو تیری نگرانی میں آئے گا وہ ذلت کا شکار نہیں ہوتا۔ تیری ذات بابرکت اور اعلیٰ ہے۔

۔ اور معوذتین کے ساتھ دعا کرے اور اگر اس کے علاوہ دعا کرلے تو کافی ہے۔ کیونکہ قنوت کے مسئلہ میں کوئی دعا متعین نہیں ہے۔

وہیبؒ نے وتر میں یہ کلمات پڑھے اور کہا اپنے دونوں ہاتھ سر سے اوپر نہ اٹھائے۔

اللّٰھم ربنا لک الحمد الحمد الدائم السرمد حمدا لا یحصیہ العدد ولا یقطعہ الابد کما ینبغی لک ان تحمد وکما انت لہ اھل وکما ھو لک علینا حق۔ یا اللہ! تیرے لیے حمد ایسی حمد جو دائم بقا والی ہے اسے گنا نہیں جاسکتا اور آدمی اس تیرے اصول پر ختم نہیں کرسکتا۔ مولا کریم تیری ذات کے لائق حمد نہیں کی جاسکتی۔ ہم حمد کے حق کو کما حقہٗ ادا نہیں کرسکتے۔

اوزاعیؒ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اللّٰھم اسئلک التوفیق لمحابک من الاعمال وصدق التوکل علیک وحسن الظن بک۔ یا اللہ! میں تجھ سے محبوب اعمال کی توفیق کا طالب ہوں اور اسی طرح پورے توکل کا اور تیری ذات حسن ظن کا طالب ہوں۔

قنوت میں دُعا بلند آواز سے کرنا

ابی عثمانؒ نہدی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ صبح کی نماز میں دعا قنوتی بلند آواز سے پڑھتے مسجد کے باہر آواز سنی جاتی تھی۔

حسنؒ کہتے ہیں۔ حضرت ابی بن کعبؓ ماہ رمضان میں امامت کے فرائض انجام دیتے آپ اس کے آخری پندرہ ایام میں قنوت اس طرح پڑھتے کہ ان دعا سناتے۔

دعا قنوت سن کر مقتدیوں کا آمین کہنا

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم پورا ماہ لگاتار پانچ نمازوں قنوت (نازلہ) کرتے اور صبح کی نماز کی آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ بنی سلیم، رعل، ذکوان، عصیہ کے قبائل کا نام لے کر بد دعا کی۔ اور مقتدی (نمازی) آمین کہتے۔ عکرمہؒ فرماتے ہیں آمین کہنا قنوت کی چابی ہے۔

حسنؒ سے کہا گیا قنوت میں لوگ چلاتے اور چیختے ہیں آپ نے فرمایا انہوں نے سنت میں تجاوز کیا ہے۔ حضرت

عمرؓ قنوت پڑھتے اور مقتدی آمین کہتے۔ معاذ قاریؒ نے اپنی قنوت میں یہ کلمات ادا کیے۔

اللّٰھم قحط المطر۔ یا اللہ بارش نہیں ہوتی۔ احباب (نمازیوں) نے آمین کہی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمانے لگے میں نے کہا ہے قحط المطر۔ میں جو کلمات کہتا ہوں اسے پہلے پوری طرح جان لیا کرو پھر آمین کہا کرو۔

اوزاعیؒ کہتے ہیں۔ دعاء قنوت بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔

مالکؒ کہتے ہیں امام پندرہ رمضان میں قنوت کرے اس میں کفار کو لعنت کرے اور اقتداء کرنے والے آمین کہیں۔

ابوداؤدؒ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت امام احمدؒ سے کہا قنوت کیسا عمل ہے آپ نے فرمایا میرے نزدیک پسندیدہ عمل یہ ہے کہ امام قنوت کرے اور مقتدی آمین کہیں۔

امام نے فرمایا میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ قنوت میں اس کی آواز اور نغمہ سرائی کے علاوہ مجھے کچھ بھی سنائی نہیں دیتا۔ ابوداؤدؒ کہتے ہیں میں نے حضرت احمدؒ سے کہا اگر میں امام کی دعاء قنوت نہ سن سکوں تو میں اپنی دعا کر لوں فرمایا ہاں اجازت ہے۔

حضرت اسحاقؒ کہتے ہیں۔ امام دعاء قنوت پڑھے اور مقتدی آمین کہے۔ حضرت محمد بن نصرؒ کہتے ہیں میرے نزدیک مختار (پسندیدہ) طریقہ یہ ہے امام جب دو سجدتین (دو دعائیں) پڑھ چکے۔ پھر جب دعا کے مقام پر پہنچے تو مقتدی آمین کہیں۔

دعاء کے بعد اپنے ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنا

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ جب یہ دعا کرو۔ تو اپنی ہتھیلیوں کو پھیلا کر دعاء کرو اور اپنی ہتھیلیوں کی پشت سے دعاء نہ کیا کرو۔ جب دعاء سے فارغ ہو جاؤ۔ تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے چہرہ پر پھیر لو۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ تو ہتھیلیاں پھیلا کر دعاء کرو۔ بعدہ اپنے ہاتھ یوں نہ چھوڑ دو بلکہ اپنے چہرہ پر پھیر لو۔ ایک روایت میں ہے ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ اس میں برکت کرتا ہے۔

معتمرؒ کہتے ہیں میں نے ابی بن کعب معروف صحابی کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتے جب فارغ ہوتے تو اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیر لیتے۔ میں نے پوچھا۔ یہ عمل کس نے کیا ہے۔ اس نے کہا یہ عمل حضرت حسنؓ کا ہے۔

علامہ محمد بن نصرؒ کہتے ہیں حضرت اسحاقؒ اس عمل کو حدیث کی روشنی میں بہت پسند کرتے تھے۔

ابوداؤدؒ کہتے ہیں میں نے حضرت امام احمدؒ سے سوال کیا کہ ایک شخص وتر میں ہاتھ اٹھا کر تا ہے کیا وہ بعد فراغت اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیر لے۔ آپ نے فرمایا اس مسئلہ (دعاء فی الوتر) میں کوئی حدیث میں نے نہیں سنی ہے۔ ابوداؤدؒ کہتے ہیں حضرت امام احمد دعاء نہیں کرتے تھے۔

یحییٰ بن میمون کہتے ہیں ابن عباسؓ والی روایت کا مفہوم مطلق دعاء کی وضاحت ہے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانا مجھے ثابت نہیں ہے۔

حضرت امام مالکؒ سے پوچھا گیا۔ ایک آدمی ہاتھ پھیلا کر دعاء کرتا ہے پھر وہ اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیرتا ہے آپ نے جواب دیا میرے علم میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ یعنی آپ نے ہاتھ اٹھانا قنوت میں ناپسند کیا۔

Marfat.com

عبد اللہؓ سے سوال کیا گیا کہ قنوت میں ایک آدمی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے بعدہ اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیرتا ہے یہ عمل کیسا ہے۔ آپ نے کہا حضرت سفیانؒ اسے مکروہ کہتے تھے۔

امر نبوی صلعم وتر صبح سے پہلے ادا کرنا

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا وتر صبح سے پہلے پڑھنے میں جلدی کیا کرو اور ایک روایت میں ہے۔ کہ جب نوافل پڑھنے والے کو خطرہ محسوس ہو کہ صبح صادق ہونے لگی ہے تو ایک رکعت وتر پڑھ لے اور ایک روایت میں ہے وتر پڑھو فجر سے پہلے اور ایک روایت میں ہے۔ جب صبح صادق ہونے لگے تو تمام رات کی نماز کو منسوخ کرو، صرف وتر پڑھو۔ فجر سے پہلے وتر کی اجازت ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ جو شخص رات کو نوافل پڑھنا چاہتا ہے وہ رات کی آخری نماز فجر سے پہلے وتر ادا کرے۔

ابی سعید خدریؓ کہتے ہیں رسول کریم صلعم نے فرمایا صبح سے پہلے وتر ادا کرو۔ اوتروا قبل الفجر (یا فجر سے پہلے وتر ادا کرو) کا ذکر بھی ملتا ہے۔

سعید بن جبیرؓ فرمایا کرتے جب صبح صادق ہو جائے تو رات کا عمل دن میں نہیں ہو سکتا یعنی صبح صادق ہو جائے تو اب وتر کی اجازت نہیں ہے۔ علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں اہل علم کا مسلک یہ ہے کہ وتر کو اتنا موخر نہیں کرنا چاہیئے کہ ادھر صبح صادق ہو رہی ہے یہ صاحب وتر کی ادائیگی میں معروف ہوں۔ کیونکہ احادیث نبویہ صلعم میں جتنے الفاظ منقول ہیں ان میں آپ نے حکم دیا ہے کہ صبح سے پہلے وتر ادا کرو اور آنحضرت صلعم کے وتر عموماً رات کے آخری حصہ صبح صادق سے پہلے ہوتے تھے۔ صبح صادق سے قبل وتر پڑھنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اختلافی مسلک ذیل تین ۳ صورتوں میں ہیں۔

۱۔ جو شخص رات کو سو گیا وتر نہیں ادا کر سکا۔ ۲۔ غفلت ہو گئی جس کی بنا پر وتر نہ ادا ہو سکے۔ ۳۔ افراط کوئی کوتاہی ہو گئی جسکی بنا پر وتر نہ ادا ہو سکے۔ ان صورتوں میں صبح صادق ہو گئی وتر کی ادائیگی نہ ہو سکی۔ تو یہ شخص کیا کرے۔

بعض کا مسلک اس بارہ میں یہ ہے:۔

۱۔ وہ وتر نہ ادا کرے کیونکہ وقت نہیں رہا۔ اس کی قضا بھی نہیں ہے کیونکہ وتر فرض نہیں ہیں وتر وقت ہی میں ادا کرنے چاہئیں۔ یہ مسلک حضرت عطاءؒ کا ہے۔ اس پر وہ یہ حدیث دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ بعد فجر کوئی وتر نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے جس نے صبح صادق داخل پالی اس کے وتر نہیں ہیں۔ یہ منادی تھی رسول کریم صلعم (بروایت ابی سعید خدریؓ)

اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو حجت ہے اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے لیکن افسوس یہ ہے کہ محدثین نے اس حدیث کو حجت قرار نہیں دیا کیونکہ اس کی سند میں ابی ہارون عبدی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ابی سعید خدریؓ کی دوسری روایات مروی ہیں وہ اس کے خلاف ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

ابی سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا من نام عن الوتر او نسیه فی الوتر اذا ذکر او استیقظ

Marfat.com

جو شخص وتر کی ادائیگی کے وقت سو جائے یا بھول جائے وتر ادا کرے جب اسے یاد آ جائے یا بیدار ہو جائے۔ وکیعؒ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ رات کو جب بیدار ہو۔

محمد بن نصرؒ اس پر کہتے ہیں۔ کہ محدثین کی جماعت عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم والی حدیث سے حجت نہیں پکڑتے ہاں اس کی وہ تاویل جو حضرت وکیع نے کی وہ معتبر ہے۔ وکیع کے علاوہ حضرت عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم سے مروی ہے وہ الفاظ جو وکیع نے نقل کئے ہیں وہ محفوظ نہیں ہیں۔

وہ الفاظ یہ ہیں یعنی وتر (لیلۃ) رات کو ادا کرے۔

ابی سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم سے کہا گیا کہ ایک آدمی صبح کرتا ہے اور نیند کی وجہ سے وتر نہیں ادا کر سکا آپ نے فرمایا وتر پڑھ لے اگرچہ صبح ہو جائے۔ یہ روایت حضرت وکیع والی روایت سے زیادہ محفوظ ہے۔

بعض دفعہ حضرت وکیع اپنے حافظے کے زور سے احادیث کے الفاظ بیان کیا کرتے تھے۔ اس لئے ایسا بھی ہو جایا کرتا تھا کہ حدیث کے الفاظ وہ نہ ہوتے تھے۔

بعض احباب کا مسلک یہ ہے جب فجر طلوع ہو جائے تو وتر پڑھنے کی اجازت نہیں ہے وتر کی ادائیگی کا وقت صبح صادق سے پہلے ہی ہے۔ یہ مسلک احادیث کے نقشہ سے صحیح ہے۔

جناب رسول کریم صلعم کے صحابہؓ بعد صبح وتر ادا کرتے اور بعض احادیث میں آپ نے حکم دیا کہ بعد صبح وتر ادا کرو۔ یعنی صبح کی نماز پڑھ کر وتر ادا کرو۔

ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ وتر کی قضا نہیں ہے یہ مسلک متقدین بزرگوں کا ہے اور یہی مذہب شافعیؒ احمدؒ اور اسحاقؒ اور دیگر ہمارے اسلاف کا ہے۔

نوٹ :- بعد صبح وتر کی ادائیگی ۱۲ رکعت مراد ہے جیسا کہ مرفوع احادیث سے ثابت ہے کیونکہ دن کو وتر نہیں ہوتے۔ مترجم

طلوع فجر کے بعد وتر پڑھنے کی روایات

ابو درداءؓ خطبہ دے رہے تھے اور ساتھ ہی کہتے تھے جس نے صبح صادق کر لی اس کے وتر اس وقت میں نہ ہوں گے یہ مسئلہ سن کر لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے رابطہ پیدا کیا تو آپ نے سن کر کہا کہ ابو درداءؓ نے جھوٹ بولا کیونکہ نبی کریم صلعم صبح کرتے پھر وتر کرتے۔

بنی اسدؓ کہتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ مسجد میں تشریف لائے جب صبح کی نماز کی تکبیر ہو جاتی اور ساتھ ہی دلیل پیش کی۔ کہ رسول کریم صلعم نے وتر کا حکم دیا اس وقت سے رسول کریم کا وتر ثابت ہے۔

نوٹ :- یہ حدیث ضعیف کی ما یہ تا ز تصنیف ہے اس سے ضرور پڑھیئے (ادارہ)

اسودؓ کہتے ہیں: میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ آپ وتر کب پڑھتی ہیں۔ آپ نے جواب دیا اذان اور تکبیر کے درمیان، مؤذن صبح کے وقت اذان دیتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ وتر دو نمازوں کے درمیان ہے یعنی عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ کہ صبح کی نماز میں اصل وتر کا وقت ہے جب بھی آپ وتر ادا کریں بہتر اور احسن عمل ہے۔

حضرت علیؓ سے سوال کیا گیا۔ کہ ایک شخص وتر کے وقت سو جاتا ہے یا بھول جاتا ہے وہ کیا کرے آپ نے فرمایا جب بیدار ہو جائے یاد آجائے۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ اگر میں بعد طلوع فجر وتر ادا کر لوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں (یعنی خطرہ نہیں ہے)

عروہؒ کہتے ہیں طلوع فجر کے بعد وظیفہ کرنا بہتر ہے (وظیفہ سے مراد نفل ہیں) حضرت ابن مسعودؓ سے سوال کیا گیا۔ کیا بعد اذان اور اقامت (تکبیر) وتر جائز ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں جائز ہے۔

ابن عمرؓ سے کسی نے وتر کی ادائیگی کے متعلق سوال کیا ایک وتر نہ ادا کر سکا حتیٰ کہ صبح صادق ہو گئی وہ کیا کرے آپ نے فرمایا جب میں رات کو وتر نہیں پڑھ سکتا تو صبح کے وقت وتر ادا کر لیتا ہوں۔

ایک روایت آپ سے یوں منقول ہے۔ عشاء سے لے کر فجر کی نماز تک وتر پڑھنے کی اجازت ہے۔ ایک روایت میں ہے میں دن کو وتر سے ختم کرتا ہوں اور دن کا آغاز وتر سے کرتا ہوں۔

دبرہ نے حضرت مرۃؒ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے رات کو وتر ادا نہ کیا حتیٰ کہ سورج چڑھ آیا کیا وہ اب اسے پڑھ لے۔ آپ نے جواب دیا اگر صبح کی فرضی نماز وقت میں ادا نہ ہو سکی حتیٰ کہ سورج نکل آیا کیا تو اسے ادا کرے گا۔ سائل کہتا ہے۔ "ہہ۔ ہہ" بہت اچھا میں پوری طرح سمجھ گیا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہؒ کہتے ہیں۔ میں ادھر وتر ادا کرتا ہوں اور ادھر اقامت (تکبیر) سنتا ہوں۔

حضرت عبادہ بن ثابتؓ ایک روز صبح کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے مؤذن نے آپ کو دیکھ کر تکبیر کہنی شروع کر دی آپ نے فرمایا، وتر پڑھ لے کیونکہ اس نے وتر ادا نہ کئے تھے۔ پھر اس نے صبح کی دو رکعت سنت ادا کی۔ پھر اسے حکم دیا اب تکبیر پڑھ پھر نماز ادا کی۔

فضالہ بن عبیدؓ جب صبح کی نماز ہوتی تو اٹھ کر وتر ادا کرتا بعدہ فجر کی دو رکعت سنت پڑھتا مسلم بن مشکم (حضرت ابی درداءؓ کا منشی تھا) کہتے ہیں حضرت ابو درداءؓ جب مسجد میں تشریف لاتے لوگ وتر نہ پڑھتے تھے لیکن آپ ستون کے آڑ میں وتر پڑھتے۔ پھر جماعت میں شریک ہو جاتے (یہ آپ کا عمل کئی بار دیکھا گیا) یہی مسلک فضالہ بن عبیدؓ و معاذ بن جبلؓ کا تھا۔

حضرت عکرمہؒ بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کے پاس اکثر رات کے حصہ میں لوگ احادیث سناتے رہتے بعدہ لوگ گھر میں تشریف لے جاتے اور آپ سو جاتے۔ اس کا اثر یہ ہوتا۔ رات کے نوافل آپ سے رہ جاتے۔ آپ کی آنکھ وتر کے وقت نہ کھلتی۔

نوٹ:۔ الدعا مخ العبادۃ، اس کتاب میں چند ضروری دعائیں مع حوالہ کتب کے جمع کیا گیا ہے اسے ضرور پڑھیئے۔ (ادارہ)

Marfat.com

آپ اہل بقیع والوں کی آواز سن کر بیدار ہوتے ۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ کی بینائی کمزور ہوگئی تھی مجھے کہنے لگے کیا میں عشاء کے بعد چار رکعت ادا کر سکتا ہوں میں نے کہا ہاں آپ نے نماز پڑھی پھر مجھے کہا کیا میں ۳ وتر ادا کر سکتا ہوں ۔ میں نے کہا ہاں ۔ مجھے کہا میں دو رکعت صبح سے پہلے نماز ادا کر سکتا ہوں میں نے کہا ہاں ۔ آپ نے دو رکعت ادا کیں ۔ بعدہ صبح کی نماز ادا کی ۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ سو گئے وتر نہ پڑھ سکے بعد صبح ایک رکعت وتر ادا کیا ۔

ابی نصرؒ کہتے ہیں ، کہ صبح کی نماز کی اقامت (تکبیر) ہو جاتی اور ہم حضرت سعد کا انتظار کرتے آپ کہتے میں وتر ادا کر لوں ابو سعید انصاریؒ ایک رات جب صبح ہوئی تو بیدار ہوئے ۔ آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا شروع کر دیا اور کہتے میرا جو وہ رات کو ادا نہیں ہو سکا ۔

ابی عالیہ کہتے ہیں ، کہ ہم رات کی تاریکی میں چٹیل میدان میں گئے ۔ ہم اس حالت میں تھے کہ فجر طلوع ہوگئی بعدہ ہم نے وتر ادا کیا پھر ہم واپس آ گئے ۔ عمرو بن شرجیل اپنی قوم کی امامت کراتے ایک رات صبح کی نماز میں کچھ دیر سے نکلے آپ سے پوچھا گیا آپ کیوں جلدی تشریف نہ لاتے ۔ آپ نے جواب دیا میں وتر ادا کر رہا تھا ۔

طاؤسؒ کہتے رات کو جس کا وتر رہ جائے وہ صبح کے وقت وتر ادا کرے جب اسے یاد آوے ۔

ابراہیمؒ عبیدہؒ کہتے ہیں جو شخص تکبیر کے وقت بھی بیدار ہو جائے وہ اس وقت بھی وتر ادا کر لے ۔

مسروقؒ کہتے ہیں جب تو صبح کی نماز پالے اور تو نے وتر ادا نہیں کئے تو وتر پڑھ لے ۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں ۔ کہ بعد نماز فجر ذیل اصحاب علیہ وتر ادا کیے ہے ۔

ابن عباسؓ ۔ عبادہ بن صامتؓ ۔ عبداللہ بن عامرؓ ۔ قاسم بن محمدؒ ۔ امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے ۔ کہ صبح کو وتر وہ شخص ادا کرے جو رات کو سو گیا اور جو عمداً وقت کو ضائع کرے بعد فجر وتر ادا کرے یہ لائق نہیں ہے ۔

حضرت اوزاعیؒ سے سوال کیا گیا ایک شخص رات کو وتر نہیں پڑھتا ۔ آپ نے فرمایا وتر ادا کرے ۔ یہ بتایا گیا ، کہ اگر وہ بھول گیا تو کیا کرے آپ نے کہا دو رکعت نماز پڑھ لے ۔ دو رکعت نماز سنت فجر کی ادا کرے اور ایک وتر پڑھے ۔

سفیانؒ بیان کرتے ہیں ۔ عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان وتر ادا کرے ۔ تو کوئی حرج نہیں ہے رات میں وتر پڑھنا زیادہ پسندیدہ عمل ہے ۔ امام مالکؒ فرماتے اگر کوئی شخص مسجد میں اس حالت میں داخل ہوا کہ اس نے وتر ادا نہ کئے تھے اور نماز کی تکبیر بھی ہو چکی ، تو وہ مسجد سے باہر نکل جائے اور وتر ادا کرے ۔

جو رات کو وتر بھول گیا ۔ حتیٰ کہ صبح کی نماز میں مشغول ہو گیا یا جماعت میں شامل ہو گیا ۔ اگر اکیلا پڑھ رہا ہے تو پہلے وتر ادا کرے پھر صبح کی نماز ادا کرے اس صورت میں کہ صبح ہونے کا خطرہ ہے ۔

اور اگر امام کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہو تو نماز چھوڑ دے ۔ اس کے ساتھ نماز نہ ادا کرے ۔

حضرت امام مالکؒ سے سوال کیا گیا جس نے رات کو وتر ادا نہ کیئے حتیٰ کہ صبح ہوگئی کیا وہ وتر کی قضا دے؟

آپ نے جواب میں فرمایا میں نے نہیں سنا، ایک روایت میں ہے۔ کہ وہ وتر کی قضا نہ دے۔

حسنؒ سے سوال کیا گیا۔ ایک شخص نے صبح کی ایک رکعت پڑھی تھی پھر اسے یاد آیا۔ کہ اس نے وتر نہیں ادا کیئے آپ نے فرمایا وہ نماز چھوڑ کر وتر ادا کرے۔ تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے۔ اگر اسے نماز پڑھ چکنے کے بعد وتر پڑھنا یاد آگیا تو اس پر وتر کی ادائیگی نہیں ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ جس نے وتر چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے صبح کی نماز ادا کرلی اس پر وتر کی قضا نہیں ہے۔ حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ وتر کی قضا نہیں ہے اور نہ ہی اس کا چھوڑنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ اشرف نفل ہے۔

حضرت شعبیؒ سے سوال کیا گیا کہ جس نے وتر چھوڑ دیا وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر وہ چھوڑ دے۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت مکحولؒ فرمایا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد کوئی وتر نہیں ہے۔ ابراہیمؒ فرماتے ہیں جب صبح صادق ہوجائے یا سورج طلوع ہوجائے تو وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت حسنؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں صبح کی نماز کے بعد کوئی وتر نہیں ہے۔

حضرت حمادؒ کہتے ہیں میں طلوع شمس کے وقت وتر ادا کرتا ہوں۔

حضرت نافعؒ سے کہا گیا۔ ایک آدمی وتر پڑھنا بھول گیا حتیٰ کہ اس نے صبح کی نماز پڑھ لی کیا وہ طلوع شمس کے بعد وتر ادا کرے؟ آپ نے خاموشی اختیار کی۔

ابن شہابؒ کہتے ہیں جو وتر پڑھنا بھول گیا۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی آپ نے فرمایا اس نے سنت رسول صلعم میں کوتاہی کی۔ اسے استغفار کرنی چاہیئے۔ وتر رات کی عبادت ہے دن کی عبادت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت شافعیؒ۔ وتر ادا کرے صبح کی نماز ادا کرنے اور اگر اس نے صبح کی نماز پڑھلی نہ وہ وتر پڑھے اور نہ وہ قضا دے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے وہ قضائی دے اور نہ ہی فجر کی دو رکعت ادا کرے۔ اور ساتھ ہی کہا یہ دونوں (وتر، سنت) نفل ہیں۔ اور اگر اسے بعد دیکھیں تو کسی کی قضا واجب نہیں ہے۔ ہم نے اس کے وتر کی اتباع کی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فجر کی دو رکعت کی قضا دی۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ وتر دو نماز کے درمیان ہے۔ اسی پر ہم نے گمان کیا ہے۔ جب وتر رہ گیا اور اس پر قضا نہیں ہے۔ مزنیؒ امام شافعیؒ سے بیان کرتے ہیں فجر کے پہلے وتر کو ادا کرے اور اگر صبح کی نماز پڑھ لے تو وتر کی قضا نہیں ہے۔

حضرت امام احمدؒ سے سوال کیا گیا کہ کسی شخص کی نمازیں قضا ہوچکی ہیں۔ کیا وہ وتر ادا کرے۔ کہا۔ کہ اگر ادا کرے تو کوئی (لم یغیرہا) مضائقہ نہیں ہے۔ دوسرا سوال یہ تھا۔ کہ ایک شخص رات کو وتر نہ پڑھ سکا صبح ہوگئی تو آپ نے فرمایا صبح سے پہلے ہی وتر ادا کرے۔ ایک روایت میں ہے میں یہ نہیں کہتا کہ صبح کی نماز کے بعد وتر ادا کیئے جائیں ایک روایت میں ہے کہ

Marfat.com

وتر صبح کی نماز سے پہلے ادا کرلے۔ فجر کی نماز کے بعد اس پر کوئی نماز نہیں ہے۔ یہی مسلک ایوبؒ، ابو خیثمہؒ اسحاقؒ کا ہے۔
امام مالکؒ کہتے ہیں وتر سنت ہے۔ رسول کریم صلعم نے پڑھا اور اس پر مسلمانوں نے بھی عمل کیا۔ بعض دفعہ میں بعد فجر وتر ادا کر لیتا ہوں اور میرا خیال ہے صبح کی نماز کے بعد وتر نہیں ہے۔ اونٹ پر بیٹھ کر وتر ادا کرتے میں کوئی حرج نہیں ہے سفر کے کسی جانور پر بھی وتر پڑھا جاتا ہے۔ میں نے کسی سلفی سے نہیں سنا کہ صبح کی نماز کے بعد وتر پڑھا جائے۔ میں نے رسول کریم صلعم کے صحابہ سے سنا کہ وہ بعد فجر نماز وتر پڑھتے تھے۔
ہاں جو شخص وتر پڑھنا بھول جائے پھر اسے یاد آئے جب کہ وہ امام کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ رہا تھا۔ میرے خیال میں وہ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر وتر پڑھ لے۔ اگرچہ اس کی ساری نماز امام سے فوت ہو جائے لیکن فجر کی فضیلت تکبیر کے بعد ادا نہ کرے۔ بلکہ جماعت میں شریک ہو جائے۔
علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں جن کا خیال یہ ہے۔ کہ اقامت اور بعد اقامت وتر ادا کریں۔ ان کا مذہب یہ ہے۔ کہ فجر کے بعد وتر کی قضا نہیں ہے۔ اس بنا پر وہ فجر کی نماز سے پہلے وتر کی قضا کا حکم دیتے تھے۔ کیونکہ وہ بعد نماز فجر قضا کے قائل نہ تھے۔ یہ بعض احباب کا تفسیری قول ہے۔
ایک گروہ کا یہ مسلک ہے۔ جب صبح کی نماز پڑھ لے دن کو وتر نہ پڑھے۔ تو وہ آئندہ رات میں سابقہ رات اور اس رات کے وتر ادا کرلے۔ کیونکہ رات کے وتر کی دن کو قضا نہیں ہے۔
حضرت سعید بن جبیرؒ سے پوچھا گیا ایک شخص رات کو وتر نہ پڑھ سکا صبح ہو گئی وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وہ آئندہ رات میں وتر ادا کرے۔
ایک گروہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی وتر رات کو نہیں پڑھ سکا تو وہ جب اسے یاد آئے وتر پڑھ لے چاہے صبح کی نماز کے بعد ہی پڑھ لے۔ اور اگر وہ ایک رات میں دو وتر ادا کرے گا تو وہ وتر جفت ہو جائیگا اور وتر نہ رہے گا۔
حضرت اوزاعیؒ سے کہا گیا رات کو وتر نہیں پڑھے جا سکے وہ انہیں کیسے ادا کرے آپ نے فرمایا جب چاہے اور جب اسے یاد آ جائے پڑھ لے اور اگر ایسا ہے کہ وہ اس رات اور نہ ہی آئندہ رات یاد کر سکا تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے اگر اس نے دوسری قضا دی تو وتر نہ رہے شفع (جفت) نفل ہو جائیں گے۔
آپ کے ایک بیان میں یوں ہے۔ صبح کی نماز کے بعد وتر یاد آیا۔ تو جب سورج طلوع ہوا اس وقت پڑھ لے سورج کے طلوع سے قبل وتر نہ ادا کرے۔ وتر آپ کے نزدیک وہ سنت ہے جس کا چھوڑنا حرج سے خالی ہے۔
حضرت عمرؓ سے سوال کیا گیا۔ ایک شخص رات کو وتر نہیں پڑھ سکا وہ کیا کرے آپ نے فرمایا آئندہ رات وہ پہلے اس رات کا وتر ادا کرے پھر قضا دے۔ تو اس کے دو وتر ایک رات ہی میں ہو جائیں گے تو اس کی نماز اس رات کی شفع (جفت) بن جائے گی۔ علامہ موصوف اپنی رائے یوں بیان کرتے ہیں:۔

وتر صبح کی نماز سے پہلے ادا کرے اور اگر ایسا ہوا ہے وتر نہیں پڑھ سکا تو صبح کی نماز کے بعد قضاء وتر نہیں ہے اور اگر قضائی دے دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نوافل کی قضاء مستحسن فعل ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلعم ایک رات سو گئے تھے۔ سورج طلوع ہوا۔ بعد میں پہلے دو رکعت سنت ادا کیا۔ پھر آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ ایک دفعہ آپ گفتگو میں کسی وفد سے مصروف تھے۔ ظہر کی بعد والی دو سنت نہ پڑھ سکے۔ آپ نے گھر جا کر یہ دو رکعت ادا کیں۔

سلفی لوگ ایسا کرتے تھے۔ ان کی رات کی نماز رہ جاتی تو دن کو پڑھ لیتے ایسا کرنا حسن ہے واجب نہیں ہے۔

جو شخص وتر میں قنوت بھول گیا

حسنؒ کہتے جو قنوت میں دعاء بھول گیا وہ دو سجدے سہو کرے۔ ایک روایت میں ہے اگر وہ وتر میں قنوت کرے تو حسن ہے۔ اور اگر نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اوزاعیؒ کہتے ہیں۔ جس نے قنوت وتر ترک کر دی اس نے اس سنت کو ترک کیا اس پر کوئی سہو نہیں ہے۔

ابن ابی لیلیٰؒ کہتے ہیں۔ جو شخص فجر کی قنوت کرنا بھول گیا اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔

حمادؒ اور سفیانؒ کہتے ہیں جو شخص وتر میں قنوت بھول گیا اس پر دو سجدے سہو ہیں۔

امام احمدؒ فرماتے جو شخص دعاء قنوت کا عادی ہے اگر وہ بھول گیا ہے تو دو سجدے سہو (بھول) کے کرے۔

ابن علیہؒ کہتے ہیں۔ جو قنوت وتر کی دعاء بھول گیا اس پر کوئی سجدہ نہیں ہے۔

ہشیمؒ کہتے ہیں قنوت وتر میں بھول جانے والا دو سجدہ سہو (بھول) کے کرے۔

وتر سے فارغ ہو کر وتر کے آخر میں کیا دعاء کرے

حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم اپنے وتر کے آخر میں یہ دعاء پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

یا اللہ! میں تیری ناراضگی تیری رضا پر قربان کرتا ہوں اور تیری سزا کو تیری معافی کے حوالے کرتا ہوں اور تیری پناہ میں آتا ہوں۔ تیری عظمت کے مطابق میں ثناء خوانی نہیں کر سکتا جس طرح تیری ذات کا تقاضا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے ایک رات نبی کریم صلعم کے پاس بسر کی آپ کھڑے ہوئے بعدہ آپ نے دو دو رکعت نفل پڑھے۔ اس طرح آٹھ رکعت آپ نے پڑھیں پھر وتر ایک تشہد کے ساتھ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کی ثناء حسب توفیق کی اور آخری کلام آپ کی یہ تھی۔

Marfat.com

۱- اللّٰهمّ اجعل لی نورًا فی قلبی واجعل لی نورًا فی سمعی واجعل لی نو...
فی بصری۔ واجعل لی نورًا عن یمینی وعن یساری واجعل لی نورًا من ید...
ومن خلفی۔ وزدنی نورًا۔ ۳ دفعہ کہتے۔

یا اللہ! میرے اندر نور کی شمع سلگا دے اور میرے لئے نور کر دے۔ میرے کان اور آنکھ اور دائیں با...
میں نور کر دے۔ میرے سامنے اور پیچھے نور کر دے اور میرے نور میں زیادتی کر۔

۲- اللّٰهمّ اجعل فی قلبی نورًا وفی سمعی نورًا وفی بصری نورًا وعن یمینی نو...
وعن شمالی نورًا وفوقی نورًا وتحتی نورًا وامامی نورًا وخلفی نورًا واعظم
لی نورًا۔

یا اللہ! میرے دل اور کان اور آنکھ دائیں اور بائیں نور کر دے۔ میرے اوپر اور نیچے آگے اور پیچھے
نور کر دے اور نور کو میرے لئے عظیم کر دے۔

۳- اللّٰهمّ اجعل فی صدری نورًا واجعل فی سمعی نورًا واجعل فی قل...
نورًا واجعل فی لسانی نورًا واجعل عن یمینی واجعل عن شمالی نورًا و
اجعل من قدامی نورًا واجعل من خلفی نورًا۔ واجعل من فوقی نو...
واجعل من اسفل منی نورًا واجعل لی یوم القاک نورًا واعظم لی نو...

یا اللہ! میرے سینہ اور کان، آنکھ اور دل میں نور کر دے زبان اور دایاں اور بایاں منور کر دے میرے آگے او...
پیچھے نور کر دے۔ میرے اوپر اور نیچے نور کر دے۔ یا اللہ جب قیامت کے دن ملوں تو نور میرے ساتھ ہو اور میرے
نور کی عظمت پیدا کر دے۔

سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ عن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم جب وتر کے آخر میں بیٹھ جاتے۔ تو تین مرتبہ
سبحان الملک القدوس۔ تیری ذات پاک ہے پڑھتے۔

ایک روایت میں ہے تین مرتبہ سبحان الملک القدوس پڑھتے اور آخری مرتبہ بلند آواز سے پڑھتے۔ حتیٰ
سانس ختم ہو جاتا۔

اور ایک روایت میں ہے جب سلام پھیرتے اور فارغ ہو جاتے اور آخر میں بلند آواز سے پڑھتے تھے۔
اور ایک روایت میں ہے جب وتر کا سلام پھیر لیتے تو تین مرتبہ ہی سبحان الملک القدوس
بلند آواز سے پڑھتے۔

~~...صبح کی سنت ... بیٹھے ... یہ دعا ... ہے ... بیٹھ کے پڑھنا ...~~

نوٹ:۔ نور سے مراد ہے کہ میری زندگی اور اعضاء زندگی تیری توحید اور سنت پر قائم رہیں۔ ۱۲ حنیفاً۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ مجھے عباسؓ نے رسول کریم صلعم کی خدمت میں بھیجا میں نے رات آپ کے ہاں بسر کی۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور یہ دعا پڑھی:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِیْ بِهَا قَلْبِیْ وَتَجْمَعُ بِهَا شَمْلِیْ وَتَلُمُّ بِهَا شَعْثِیْ وَتَرُدُّ بِهَا الْفِتَنَ وَتُصْلِحُ بِهَا دِیْنِیْ وَتَحْفَظُ غَائِبِیْ وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِیْ وَتُبَیِّضُ بِهَا وَجْهِیْ وَتُزَكِّیْ بِهَا عَمَلِیْ وَتُلْهِمُنِیْ بِهَا رُشْدِیْ وَتَعْصِمُنِیْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ اِیْمَانًا صَادِقًا وَیَقِیْنًا لَیْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ وَرَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْفَوْزَ عِنْدَ الْقَضَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ وَعَیْشَ السُّعَدَاءِ وَمُرَافَقَةَ الْاَنْبِیَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَی الْاَعْدَاءِ۔

اَللّٰهُمَّ اَنْزِلُ بِكَ حَاجَتِیْ وَاِنْ قَصُرَ رَاْیِیْ وَضَعُفَ عَمَلِیْ اِفْتَقَرْتُ اِلٰی رَحْمَتِكَ فَاَسْئَلُكَ یَا قَاضِیَ الْاُمُوْرِ وَیَا شَافِیَ الصُّدُوْرِ كَمَا تُجِیْرُ بَیْنَ الْبُحُوْرِ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ وَفِتْنَةِ الْقُبُوْرِ۔

اَللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَاْیِیْ وَضَعُفَ عَنْهُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ اُمْنِیَّتِیْ مِنْ خَیْرٍ وَعَدْتَّهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَاِنِّیْ اَرْغَبُ اِلَیْكَ فِیْهِ وَاَسْئَلُكَهٗ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِیْنَ مُهْتَدِیْنَ غَیْرَ ضَالِّیْنَ وَلَا مُضِلِّیْنَ حَرْبًا لِاَعْدَائِكَ سِلْمًا لِاَوْلِیَائِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ النَّاسَ وَنُعَادِیْ بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ مِنْ خَلْقِكَ۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَعَلَیْكَ الْاِسْتِجَابَةُ وَهٰذَا الْجُهْدُ وَعَلَیْكَ التُّكْلَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِیْدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِیْدِ اَسْئَلُكَ الْاَمْنَ یَوْمَ الْوَعِیْدِ وَالْجَنَّةَ یَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِیْنَ الشُّهُوْدِ الْمُوْفِیْنَ بِالْعُهُوْدِ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ اِنَّكَ مَا تَفْعَلُ مَا تُرِیْدُ

سُبْحَانَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ بِالْعِزِّ وَقَالَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِی التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ ذِی الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِی الْقُدْرَةِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا فِیْ دَمِیْ نُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ، نُوْرًا بَیْنَ یَدَیَّ نُوْرًا مِنْ خَلْفِیْ، نُوْرًا عَنْ یَمِیْنِیْ، نُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ، نُوْرًا مِنْ فَوْقِیْ، نُوْرًا مِنْ تَحْتِیْ۔

اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ نُوْرًا وَاَعْطِنِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا۔

یا اللہ میں تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ ایسی رحمت دینا جس سے مجھے ہدایت دینا میری قوت کو مضبوط کرنا اور میری پراگندگی کو ٹھیک کر دے۔ میرے ذہن کو درست کر دے۔ اور میرے غائب کو محفوظ رکھ دے اور میرے شاہد کو محفوظ کر دے اور میرے شاہد کو بلند کر دے اور میرے چہرہ کو سفید کر دے اور میرے عمل کو پاک کر دے اور مجھے رشد کا الہام کر دے۔ مجھے ہر برائی سے محفوظ رکھ دے۔

۱۔ یا اللہ مجھے ایمان صادق اور یقین عنایت کر۔ یا اللہ اس کے بعد کفر نہ ہو بلکہ رحمت ہو جس سے تیری دنیا اور آخرت کی کرامت مطلوب ہو۔

۲۔ یا اللہ میں تیری قضار کے وقت کی کامیابی چاہتا ہوں اور شہدار کی مہمانی اور اعلیٰ زندگی اور انبیار کا ساتھ اور دشمنوں پر نصرت عطا کر۔

۳۔ یا اللہ! میں اپنی حاجات کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔ یا اللہ بالفرض میرے رائے میں کمی اور عمل میں کمزوری رہ جائے۔ تو میں تیری رحمت چاہتا ہوں۔ تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

کاموں کا فیصلہ کرنے والے اور سینوں کو شفار دینے والے جیسے تو نے دو سمندروں میں حد فاصل بنایا ہے جہنم کے عذاب سے مجھے پناہ دے اور ہلاکت کی پکار سے اور قبروں کے فتنہ سے۔

۴۔ یا اللہ! جو میرے رائے میں کمی اور عمل کی کمزوری ہے اور جس میں میری خواہشات نے بھلائی کو نہیں سمیٹا۔ جس خیر کا تو نے وعدہ کیا۔

وہ خیر جس کو تو نے اپنی مخلوق کے کسی فرد کو عطا کرنا ہے۔ میں تیری طرف رغبت کرتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اسے پروردگار عالم!۔

یا اللہ! ہمیں ہدایت دے دے اور ہدایت یافتہ کر دے۔ ہمیں گمراہ نہ کرنا اور نہ گمراہ کرنے والا بنانا ہمیں دشمن کے لئے جنگ کرنے والا بنانا اور اولیار کے لئے سلامتی والا بنانا۔ ہم تیری محبت سے لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور تیری عداوت سے تیرے مخالفین کے ساتھ مخلوق سے عداوت کرتے ہیں۔

۶۔ یا اللہ! اس دعار کو قبول کرنا اور اس کوشش کو قبول کرنا اور تجھی پر کامل بھروسہ ہے نہ گناہ سے بچنے کی توفیق۔

اور نہ نیکی کرنے کی طاقت جب تک تیری توفیق نہ ہو۔

۷۔ یا اللہ! مضبوط رسی والے اور مبارک امر والے میں تجھ سے قیامت کی وعید سے امن چاہتا ہوں۔ اور جنت میں خلود کا طالب ہوں۔ مقربین، سجدہ کرنے والے ارکوع کرنے والے تیرے عہد کو پورا کرنے والے۔

۸۔ یا اللہ! تیری صفات ہیں رحیم اور ودود ہے۔ تو اپنے ارادہ کے مطابق کام کرتا ہے۔ تیری ذات پاک ہے۔ تو اپنی عزت سے مہربانی کر۔ تیری وہ ذات ہے جس نے بزرگی کا لبادہ اوڑھا ہے اس سے تو بزرگی دیتا ہے۔ تیری ذات تسبیح کے لائق ہے۔ تیری ذات فضل اور صفت والی ہے۔ تیری ذات قدرت اور کرم والی ہے جس نے ہر چیز کو اپنے ہاں شمار کر رکھا ہے۔

یا اللہ! میرے دل، کان، آنکھ، قبر، بال، چمڑا، گوشت، اخون، ہڈی، آگے اور پیچھے، اوپر نیچے، دائیں بائیں، نور ہی نور کر دے۔

مترجم:۔ نبی صلعم کا جسم خاکی ہوتا ہے اور اس کی تعلیمات میں نورانیت ہوتی ہے اس بنا پر انہیں اپنے خالق سے نور کا مطالبہ کرتا ہے کیونکہ جبلت اور فطرت اور خلقت نور نہیں ہوتا یعنی یہ سارے اعضاء تیری توحید اور سنت کی روشنی سے منور ہو جائیں۔ نہ مجسمہ کی تبدیلی مراد نہیں ہے۔

حضرت ابو درداءؓ جب رات کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے بھائیوں کے لئے دعاء کرتے (یدعو لاخوانہ) اللھم اغفر لاخی فلان، وفلان۔ یا اللہ! میرے فلاں، فلاں بھائی کے گناہ معاف کر دے۔ میں نے کہا حضرت اپنے نفس کے لئے دعاء کر لیتے آپ نے فرمایا مسلمان جب اپنے بھائی غیر موجود کے لئے دعاء کرتا ہے تو فرشتے اس کی دعاء پر آمین کہتے ہیں اور دعاء کرنے والے تجھے بھی اتنا ہی ملے گا۔ اس لئے میں فرشتوں کی رغبت دعاء کی آمین سے کرتا ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے۔ کہ غیر حاضر بھائی کے لئے دعاء کرتا۔ تو ایسے شخص کی دعاء رد نہیں کی جاتی۔ اور فرشتہ اس دعاء کرنے والے کے سر پر کھڑا ہو کر کہتا ہے۔

آمین ولک بمثلی (فرشتہ کہتا ہے یا اللہ اس کی دعاء قبول کر اور اسے بھی اس غیر حاضر جتنا عنایت کر دے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ بہت سونے والے بخشے جاتے ہیں اور بہت قیام کرنے والوں کی قدر کی جاتی ہے، صحابہؓ نے کہا وہ کیسے آپ نے فرمایا۔

ایک شخص رات کو نماز پڑھتا ہے۔ بعدہٗ اپنے بھائی کا ذکر کرتا ہے (جب کہ وہ سویا ہوا ہے) تو اسے معاف کیا جاتا ہے اور یہ قیام کرنے والا ہے اس کی قدر کی جاتی ہے۔

حضرت کعبؓ کہتے ہیں نے توراۃ میں پڑھا ہے کہ سونے والا مغفور ہے اور قیام کرنے والا شکر دانی ہے۔

Marfat.com

جنابؓ نے اس کی تفسیر پوچھی تو آپ نے بتایا:۔
کہ دو بھائی جو کہ محض اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں۔
ایک رات کو اٹھ کر نماز میں اپنے بھائی کا ذکر دعا میں کرتا ہے اللہ اس کی دعا سے اس سونے والے کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور قیام کرنے والے کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس گھڑی میں اپنے بھائی کا ذکر کر رہا ہے۔
اہل فدک کے ایک آدمی نے بتایا کہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ نبی کریم صلعم کے پاس تشریف لایا اس نے کہا حضرت جی میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے ایک متکلم سے یہ کلمات سنے:۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الْمُلْکُ کُلُّہٗ وَبِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّہٗ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ عَلَانِیَتُہٗ وَسِرُّہٗ اَھْلٌ اَنْ تُحْمَدَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ مَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِیْ وَاعْصِمْنِیْ فِیْ مَا بَقِیَ مِنْ عُمُرِیْ وَارْزُقْنِیْ عَمَلًا زَاکِیًا تَرْضٰی بِہٖ عَنِّیْ۔

یا اللہ! تیرے لئے تمام تعریفیں ہیں۔ تمام ملک تیرے لئے ہے اور تیرے ہاتھ میں تمام بھلائیاں اور تیرے ہاں تمام امور کا مرجع ہے۔ ظاہری اور باطنی تمام امور تیری نگاہ میں ہیں۔ تیری ذات حمد کی قابل ہے تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔
یا اللہ! میرے تمام گذشتہ لغزشات کو معاف کر دے اور میری باقی عمر کو معصوم بنا دے مجھے پاکیزہ عمل کی توفیق دے اور مجھ سے راضی ہو جا۔
آنحضرت نے سن کر فرمایا یہ فرشتہ تھا۔ تجھے اللہ کی بزرگی کی تعلیم دینے آیا تھا۔ حضرت عثمان کہنے لگے اس پر ہمیشہ عمل کروں گا۔

حضرت علیؓ یہ دعا کرتے:۔

اَللّٰھُمَّ تَمَّ نُوْرُکَ فَھَدَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَعَظُمَ حِلْمُکَ فَعَفَوْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَجْھُکَ اَکْرَمُ الْوُجُوْہِ وَجَاھُکَ خَیْرُ جَاہٍ وَعَطِیَّتُکَ اَنْفَعُ الْعَطَایَا وَاَھْنَاھَا تُطَاعُ رَبَّنَا فَتَشْکُرُ تَغْفِرُ لِمَنْ شِئْتَ تُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاکَ وَتَغْفِرُ الذَّنْبَ وَتَقْبَلُ التَّوْبَۃَ وَتَکْشِفُ الضُّرَّ لَا یَجْزِیْ بِاٰلَائِکَ اَحَدٌ وَلَا یُحْصِیْ نِعْمَتَکَ قَوْلُ قَائِلٍ۔

یا اللہ! تیرا نور کامل ہے تو نے ہدایت بخشی پس تیرے لئے حمد ہے تیرا علم عظیم ہے پس تو مجھے معاف

کر دے۔ پس تیرے لئے حمد ہے۔ یا پروردگار! تیرا چہرہ تمام چہروں سے نرالا ہے۔ تیرا جاہ و جلال تمام سے اعلیٰ ہے۔ تیرے عطیات بہت ہی نفع دیتے ہیں۔ اور یہ عطیات تشنگی کو دور کرتے ہیں اب کی اطاعت سے اس کے دربار میں شکر لکھا جاتا ہے اور نافرمانوں کو بخش دیا جاتا ہے۔ مولا کریم تو لاچار کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ گناہ کو معاف کرتا ہے۔ اور توبہ کو قبول کرتا ہے۔ اور مصیبت کو دور کرتا ہے تیرے انعامات کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا۔ کسی کا قول ہے تیری نعمت کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

عمار بن یاسرؓ نے ایک دن نماز پڑھائی اور اس میں اختصار کیا۔ کسی نے کہا آپ نے بہت تخفیف کی ہے۔ اس نے جواب دیا میں نے یہ دعائیں رسول کریم صلعم سے سنی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَبِقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ اَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيٰوةَ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَاَسْئَلُكَ كَلِمَةَ الْحِلْمِ فِي الْغَيْبِ وَالرِّضَاءِ وَاَسْئَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَاءِ وَاَسْئَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَبِيْدُ وَاَسْئَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ۔ وَاَسْئَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَاَسْئَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَسْئَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ۔ صـ ۲۷

مولا کریم! اپنے علم غیب کی بنا پر اور تیری قدرت مخلوق پر مجھے زندگی عطا کر جس طرح تیرے علم میں ہے۔ اور مجھے فوت کرے اگر وفات تیرے لئے بہتر ہے۔

یا اللہ! میں تجھ سے غیب اور حاضر میں ڈرتا ہوں اور تجھ سے تیرے غضب اور انصاف میں عدل کا سوال کرتا ہوں۔ یا اللہ تجھ سے میں فقر اور غنا میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے ان انعامات کا سوال کرتا ہوں جو فنا نہ ہوں۔ اور تجھ سے میں آنکھوں کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں۔

مولا کریم! موت کے بعد اعلیٰ زندگی کا سوال کرتا ہوں۔ مولا کریم میں اپنی نگاہ کی لذت کا سوال کرتا ہوں اور تیرے شوق کا طالب ہوں۔

اس حالت میں کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور نہ ہی گمراہ کرنے والے فتنہ کا سامنا کرنا پڑے یا اللہ ہمارے ایمان کو زینت سے آراستہ کر دے۔ اور ہمیں ہدایت یافتہ کر دے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم یہ دعا کرتے تھے۔

Marfat.com

رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْکُرْلِیْ وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ وَاهْدِنِیْ وَیَسِّرِ الْهُدٰی وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شَکَّارًا لَکَ ذَکَّارًا لَکَ رَهَّابًا لَکَ مِطْوَاعًا اِلَیْکَ مُخْبِتًا لَکَ اَوَّاهًا مُنِیْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَاهْدِ قَلْبِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ۔

پروردگار میری امداد کر۔ میرے خلاف امداد نہ کرنا میری نصرت کرنا میرے خلاف نصرت نہ کرنا میرے لئے مضبوط تدبیر کرنا اور میرے خلاف ایسی تدبیر نہ کرنا۔ مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور ہدایت کے راستہ کو آسان کر دے۔ جو مجھ پر حملہ کرے گا اس پر مجھے امداد دینا۔ یا رب مجھے شکر کرنے والا۔ ذکر کرنے والا ڈرنے والا بنا دے۔ تیری طرف میں جھکنے والا ہوں۔ تیری طرف رجوع کرنے والا۔ میرے رب میری توبہ قبول کر اور میرے گناہ کو دھو دے اور میری دعاء کو قبول کر اور میری محبت کو ثابت رکھ۔ میرے دل کو ہدایت دے اور میری زبان کو درست فرما۔ میرے دل کے کینہ کو دور کر دے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں یہ آیت وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اپنی قرات کو نہ بلند کرو اور نہ چھپے رکھو۔ یہ دعاء کے لئے اتری تھی۔

ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم بیت المقدس کے پاس نماز پڑھتے اور دعاء بلند آواز سے کرتے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا کو نازل کیا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے لوگ دعاء جہری آواز سے کرتے تھے تو جب یہ آیت لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِکَ نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ کو حکم دیا گیا کہ وہ نہ بلند آواز سے کریں اور نہ ہی بالکل چھپے۔ یہ آیت دعاء کے لئے اتری تھی۔

عروہؓ اپنے وظیفہ پر ہمیشگی کرتے تھے جس طرح کہ وہ تلاوت قرآن پر دوام کرتے تھے۔

حضرت ابی ہریرہؓ کے نزدیک بہترین دعاء یہ ہے جو کہ مرفوع حدیث سے ثابت ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ یَارَبِّ فَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ اِنَّکَ اَنْتَ رَبِّیْ وَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

یا اللہ! تو ہی میرا پروردگار ہے میں تیرا بندہ ہوں میں اپنے نفس کی جملہ لغزشوں کا اقرار کرتا ہوں تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے علاوہ کون گناہ معاف کرتا ہے۔

ولیدؒ کہتے ہیں میں نے ابی عمرؓ سے دریافت کیا میں ایک رکعت وتر میں شامل ہوگیا اور دو رکعت

میری رہ گئیں تو اب کیا کروں۔

آپ نے فرمایا اگر امام سلام پھیر دے تو یہ رکعت کافی ہے اسی پر اپنا وتر بنا لے اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس رکعت کے ساتھ دو رکعت اور اضافہ کر لے تو اس کے ۳ وتر ہو جائیں گے یہ تیری مرضی پر ہے۔

تین کتابیں، قیام اللیل، قیام رمضان اور کتاب الوتر ختم ہو گئے۔

۲۸۷ھ نصف ماہ ربیع الآخر میں اس نسخہ کا اختصار کیا اور اس کی قرأت ابو منصور اور سعید بن رجب کو اول سے آخر تک قرأۃ منی علی الشیخ اصطلاح کے مطابق جمعرات ۲۸۷ھ ربیع الآخر سماع میرے ظن کے مطابق مصنف کا ہے یہ مختصر کا تتمہ ہے۔

احمد بن علی بن عبد القادر بن محمد مقریزی کاتب نے اسے ۸۰۸ھ جمادی الآخر سے رمتی تھیں۔ بروز جمعرات۔ الحمد اللہ اولاً و آخراً۔

راقم نے اس کا ترجمہ یکم رمضان ۱۳۸۹ھ، ۱۹۶۹ء کو شروع کیا اور ۱۳۸۹ھ ۲۳ر رمضان ۱۹۶۹ء ۴ر دسمبر جمعرات ۱۱-۶ بجے کر بعد نماز مغرب۔ (الحمد للہ)

عبد الرشید حنیف جھنگوی

ناظم ادارہ نشر علوم اسلامی جھنگ صدر

مُصنّف کی

منوّرِ قلوب کتب و تراجم

- تنویر معاشرہ — دو روپے
- اسلامی تہذیب، قرآن و حدیث کی روشنی میں — ایک روپیہ
- الدعاء مخ العبادۃ — 〃
- برکات رمضان — 〃
- ماہِ مبارک — ۵۰ پیسے
- مقبول نماز (چوتھا ایڈیشن) — ایک روپیہ
- معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (دوسرا ایڈیشن) — ۵۰ پیسے
- خصوصیت ماہ شعبان — 〃
- الدر النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید۔ از علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ۲ روپے
- فضائل ابی بکر رض — محمد بن علی عشاری رح ترجمہ از مصنف ایک روپیہ
- قیام اللیل تصنیف لطیف علامہ مروزی۔ اردو ترجمہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن ۷ روپے دوم ۵/۵۰
- فضائل قرآن — از علامہ ابن کثیر رح ترجمہ مصنف (زیر طبع)

تاجروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا

پتے

ناظم ادارہ نشرِ علوم اسلامی۔ سمن آباد۔ جھنگ صدر

ناظم ادارہ اسلامیہ بلاک ۱۳ گلی ۳ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

Marfat.com

ادارۂ اسلامیہ

۱۹۷۰ء یکم جنوری کے آغاز میں اس ادارہ کا آغاز توکلاً علی اللہ کر دیا گیا ہے
اس کا مقصد اسلامی تعلیمات کو نشر کرنا۔ اور اصلاحی کتب کو شائع کرنا ہے
تاکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا یہ سلسلہ جاری اور ساری رہے۔

اس ادارہ کے عزائم یہ ہیں:

- عربی کتب کا اردو ترجمہ شائع کرنا۔
- سلف صالحین کی کتب کو عام کرنا۔
- قرآن و حدیث کے مسائل و احکام کو واضح کرنا
- اختلافی و نزاعی لٹریچر سے اجتناب کرنا۔
- فکر اسلامی۔ اور دعوت اسلامی۔ کے احیا کی سعی کرنا
- آئمہ مجتہدین اور محدثین اور اولیاء کرام کی سوانح کو شائع کرنا

ناظم ادارۂ اسلامیہ زیر نگرانی انجمن اہلحدیث (رجسٹرڈ) بھیرہ ضلع سرگودھا

Marfat.com

اصلاحی دارالمطالعہ

اسلامی افکار!

اور

تہذیب

کو اپنانے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اِس میں:

ہر مکتبۂ فکر کی کتب رکھی جاویں گی۔ مختلف احادیث

اور عربی کتب کے تراجم شائع کئے جائیں گے،

اربابِ ذوق کیلئے اس سے فائدہ اُٹھانا ضروری ہے۔

کتب جرائد، رسائل، مجلات، روزنامہ اس کی زینت ہوں گے،

ناظم اصلاحی دارالمطالعہ بلاک ۳۱ حبیجہ وطنی ضلع ساہیوال

Marfat.com

مصنّف کی مایۂ ناز تصنیف

فکرِ اہلحدیث

اس کتاب میں

فکرِ اہل حدیث کو کتاب و سنت کی روشنی میں عقائد، عبادات، معاملات اور سیاسیات سے آراستہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اُردو خواں کیلئے بیش بہا قیمتی تحفہ ہے۔ اسے پڑھ کر اپنی زندگی کو منوّر کیجیئے۔

(زیرِ طبع)

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ۔ چیچہ وطنی

Marfat.com

ایک علمی اور اصلاحی شاہکار

تالیف ——— عبدالرشید حنیف

تنویرِ معاشرہ

اِس میں معاشرہ کی پوری پوری اصلاح کی ترجمانی کی گئی ہے

★ اِس کتاب میں قرآنی اصولوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ (ترجمان القرآن لاہور)

★ یہ کتاب نوجوانوں کے لئے مفید ہے۔ (چٹان - لاہور)

★ یہ کتاب معاشرے کے لئے انتہائی مفید ہے (ہفت روزہ المنبر لائلپور)

★ تنویرِ معاشرہ کتاب زندگی میں انقلاب پیدا کرتی ہے (تنظیم اہل حدیث - لاہور)

★ مبصرین کے اقتباس پر اکتفا کیا گیا ہے

ملنے کا پتہ

ادارہ اسلامیہ، نزد جامع اہل حدیث چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ۔ لاہور

مکتبہ تنویر ادب، احسن آباد، جھنگ، صدر

Marfat.com

تعارف
ادارہ نشرِ علومِ اسلامی

مقاصد

- قرآن و حدیث کی دعوت کو نشر کرنا
- ہر مکتبۂ فکر کو اسلامی سطح پر متفق کرنا
- اسلامی لٹریچر کو شائع کرنا۔
- اقامتِ دین کے لئے کوشش کرنا۔
- باطل فرقوں اور ملحدین سے دفاعِ اسلامی تعلیمات سے کرنا۔
- معاشرے کی اصلاح کے لئے ہر ممکن سعی کرنا
- نزاعی اور اختلافی امور سے کنارہ کشی کرنا اور دینی امور کو فروغ دینا۔
- اسلامی تہذیب اور ثقافت کو اپنانا۔
- کلمۂ حق کو شعار بنانا۔
- ائمہ دین۔ اولیائے کرام، صوفیائے عظام اور محدثین کرام کی تعلیمات کو منصّہ شہود پر لانا۔

اس سلسلے میں ہم اصحابِ ذوق سے بھرپور تعاون کی توقع رکھتے ہیں۔

ناظمِ ادارہ

نشرِ علومِ اسلامی۔ سمن آباد۔ جھنگ صدر

مقبول نماز

اس کتاب میں قرآن اور حدیث سے دعائیں اور وظائف درج ہیں۔ اور ساتھ ہی اس میں نماز کے جملہ مسائل درج ہیں۔ ملنے کا پتہ:۔ (ادارہ ھذا)

Marfat.com

رسالہ فضائلِ ابی بکر رضؓ پر تبصرہ

یہ رسالہ عرصہ سے نایاب ہو چکا تھا۔ ادارہ نشر علوم اسلامی جھنگ صدر کے ناظم نے اسے استفادہ عوام کے لئے اُردو میں ترجمہ کر کے حال ہی میں شائع کیا ہے جس میں خلیفۂ اولؓ کے فضائل و مناقب بہترین پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں متعدد صحابہ کے علاوہ حضرت علیؓ کے تاثرات بھی وضاحت سے تحریر ہیں۔

تنظیم اہلحدیث۔ ۶ رجون ۱۹۶۹ء ★ الاعتصام۔ ۲۷ ر فروری ۱۹۷۰ء جلد ۲۱

اُردو خواں حضرات کیلئے بیش بہا تحفہ

قیام اللیل (عربی)

تصنیف لطیف: علامہ مروزیؒ

اُردو ترجمہ:- عبدالرشید حنیف

اس کتاب کا ترجمہ اُردو میں کیا گیا ہے۔ اور اس میں مندرج مسائل پر کتاب اور سنت کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس میں قرآن اور حدیث کے مسائل کے تحت فقہی مسائل پر خوب تبصرہ کیا گیا ہے۔

اس کے پڑھنے سے بہت سے پیچیدہ مسائل حل ہوں گے اور علمی ذخیرہ بھی محفوظ ہو جائیگا

اس کتاب کا ہر گھر اور لائبریری میں ہونا ضروری ہے۔ تاجروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا

اعلیٰ ایڈیشن سات روپے۔ سستا ایڈیشن ۵۰-۵ روپے۔

ملنے کا پتہ

المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور ○ نشر علوم اسلامی سمن آباد جھنگ صدر

○ گوشۂ ادب۔ کالج روڈ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ○

○ مکتبہ الاعتصام۔ شیش محل روڈ، لاہور ۲ ○

ادارہ اسلامیہ۔ نزد جامع اہلحدیث بھیجہ وطنی ساہیوال

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیام اللیل

علامہ محمد بن نصر مروزی

ترجمہ

عبدالرشید حنیف

ناشر

ادارہ اسلامیہ چیچہ وطنی

Marfat.com